ظہور مہدی

کب؟

کہاں؟

اور کس طرح؟

تالیف:

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حاجی[قظ] بارڈولی

مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

ناشر

ادارۂ صدیق، ڈابھیل سملک

ضلع نوساری، گجرات ہند ۳۹۶۴۱۵

فہرست مضامین

ظہور مہدی کی احادیث

حضرت مہدیؒ کے حالات

لقب کے ساتھ (امام) یا (علیہ السلام) کا لفظ

ظہور مہدیؒ اور اس وقت کے حالات

نزول عیسیٰؑ اور وفات مہدیؒ

کچھ اہم واقعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

(صدر مفتی جامعہ ڈابھیل)

قیامت کب آنے والی ہے اس کا حقیقی وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، حدیث جبرئیل علیہ السلام میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ متی الساعة؟ (یعنی قیامت کب آئے گی) تو اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا: ما المسئول عنها بأعلم من السائل (یعنی قیامت کے متعلق جس سے پوچھا جارہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا)۔

مطلب کہ مجھے بھی آپ کی طرح قیامت کا صحیح وقت معلوم نہیں؛ البتہ قرآن وحدیث میں قیامت کی کچھ علامتیں اور نشانیاں بتلائی گئی ہیں جن کو علماء نے علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ دو حصوں میں تقسیم کیا ہے؛ علامات کبریٰ میں سب سے پہلی علامت امام مہدی کا ظہور بتلائی جاتی ہے۔ ویسے تو عربی زبان میں "مہدی" ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں، اس معنی کے لحاظ سے بہت سے مہدی ہو چکے ہیں اور ہوں گے؛ لیکن علامت قیامت کے طور پر جس مہدی کے ظہور کو بتلایا گیا ہے وہ ایک مخصوص شخصیت ہے، جن کی بہت کچھ تفصیلات مختلف احادیث میں وارد ہوئی ہیں؛ چناں چہ ان ہی مہدی موعود کی شخصیت سے متعلق اہل علم زمانۂ قدیم سے قلم اٹھاتے چلے آئے ہیں، اور

جوں جوں قیامت قریب ہوتی جارہی ہے اور مسلمان عالمی سطح پر مختلف آزمائشوں اور مصائب کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں قدرتی طور پر ان میں مہدیٔ موعود کی آمد کی طلب بڑھتی جارہی ہے، اور مسلمانوں کی ان ہی اندرونی کیفیات وجذبات کے پیشِ نظر بہت سے لوگ مہدیٔ موعود کی آمد اور ظہور کے سلسلہ میں بے سروپا باتیں بھی پھیلاتے رہتے ہیں، ان حالات میں ضروری تھا کہ لوگوں کو مہدیٔ موعود سے متعلق معتبر روایات سے آگاہ کیا جائے؛ چنانچہ عزیز مکرم مولانا مفتی محمود بارڈولوی صاحب سلّمہٗ (استاذ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل) نے حدیث اور شروحاتِ حدیث نیز اس موضوع پر لکھی گئی سابقہ کتابوں کو کھنگال کر ایک مضمون تیار فرمایا ہے، جو ان شاء اللہ مفید اور رہنما ثابت ہونے کی امید ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ عزیز موصوف کی اس سعی کو حسنِ قبول عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

املاہٗ: احمد خانپوری

۶ / ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

قیامت کا آنا ایک یقینی چیز ہے؛ لیکن اس کے وقوع کی کوئی متعین تاریخ بندوں کو نہیں بتائی گئی، البتہ اس کی خاص خاص علامتیں قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں، انھیں علامتوں میں سے بہت بڑی علامت حضرت مہدیؒ کا ظہور ہے، امت مسلمہ آج کل جن حالات سے دوچار ہے اس کے پیش نظر کئی مسلمان ظہور مہدی کے متمنی ہیں، خود علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں: أي من العلامات العظمى وهي أولها أن يظهر الإمام المقتدى الخاتم للأئمة محمد المهدي (لوائح الأنوار البهية)

قیامت کی بڑی یعنی: قریب تر اور اونچی نشانیوں میں امام المقتدیٰ، خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے، نیز ظہور مہدی ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں، او تقریباً پانچ سال قبل مادر علمی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک کے اراکین شوریٰ نے جامعہ میں ''شعبۂ رد فرق باطلہ'' -جس کا تبدیل شدہ نام ''شعبۂ تحفظ شریعت'' ہے- کے قیام کا فیصلہ فرمایا، اس شعبہ کے ضمن میں بندہ کے ذمہ ''احتساب قادیانیت'' کا موضوع آیا، مرزا قادیانی کے دعاوی میں سے ایک دعویٰ مہدی اور مسیح ہونے کا بھی ہے، جب اس دعویٰ کے متعلق دورۂ حدیث شریف کے طلباء کے سامنے

مدلل طریقہ سے یہ مضمون لکھوایا گیا کہ:

مرزا مہدی و مسیح تو کیا ایک شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا، نیز حضرت مہدی و مسیح کے متعلق جو باتیں احادیث میں آئی ہیں، ان میں کوئی بھی بات مرزا قادیانی میں کسی طرح بھی پائی نہیں جاتی۔

جب یہ مضامین پیش کیے گئے، تو دل میں یہ بات آئی کہ حضرت مہدی کے متعلق باتوں کو الگ سے جمع کر کے امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جاوے، چناں چہ اسی غرض سے کوشش کی گئی کہ صحیح اور مضبوط باتوں کو جمع کیا جائے، نیز کمزور باتوں کی طرف اشارہ کر دیا جاوے۔

حضرت مہدیؓ کے متعلق بہت سی باتیں ہمارے طبقے تک میں غلط مشہور ہیں، جیسے ان کے ظہور کے وقت آسمان سے ندا آنا، ظہور سے قبل رمضان میں گرہن پیش آنا، اس قسم کے مضامین کی طرف بھی صحیح رہنمائی کی کوشش کی گئی ہے۔

جن جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہر ایک کو بحوالہ لکھ دیا گیا ہے، اس موضوع کے متعلق جہاں تک احادیث کی بات ہے بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ: ''مہدی کے متعلق جو صریح احادیث ہیں وہ صحیح نہیں ہیں اور جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں ہیں''، اس جملے کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک فعال رکن مولانا عبد الرحمن باوا مدظلہ العالی نے لندن میں حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کی تالیف کی ہوئی کتاب ''عقیدۂ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں'' بندہ کو ہدیۃً عنایت فرمائی، حضرت مفتی

شامزئی مرحوم نے اس موضوع کے متعلق کم وبیش پچاس احادیث اس کتاب میں جمع فرمائی ہیں، اور ہر حدیث کے ہر ہر راوی کے متعلق بہت ہی شرح وبسط سے کلام کیا ہے، جس سے سابقہ جملہ کا بے حقیقت ہونا واضح ہو جاتا ہے، اس کتاب کی عالم اسلام کے نامور محقق عالم دین حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی نے اپنے ''البلاغ'' کے ایک مضمون میں ۔ جو مفتی شامزئی صاحبؒ کی شہادت پر انہوں نے لکھا تھا ۔ بھرپور تعریف کی ہے، بحمد اللہ احادیث کے سلسلہ میں بندہ نے اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے، اور دیگر جن کتب احادیث اور حضرات محدثین کے کلام سے استفادہ کیا ہے وہ مع حوالہ کے لکھ دیا ہے، جب یہ مسودہ تیار ہوا تو میرے مشفق بزرگ حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری اور حضرت مولانا عبد العلیم صاحب فاروقی (اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کی عمر میں برکت عطا فرمادے) نے اس کو دیکھا، اور کچھ مفید مشورے دیے، نیز مفتی رشید احمد صاحب فریدی مدظلہ العالی شیخ الحدیث مولانا مجتبیٰ صاحب لولات اور فضیلۃ الشیخ طلحہ منیار مکی اور برادر مکرم مفتی اسعد خانپوری نے اس کو دیکھا ترمیمات اور اصلاحات فرمائیں، نیز میرے مرشد ثانی مشفق ومربی حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم نے اس کو پڑھا، اور اس پر کلمات بابرکت لکھوائے، اس کتاب کی تیاری میں عزیز محترم مولوی حافظ قاری الحاج فاروق بھوی (اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے: آمین) نے ہر طرح بڑی محنت کی جزاہ اللہ فی الدارین باری تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اخیر میں کتب احادیث میں وارد وہ احادیث جن کا تعلق اس موضوع سے ہیں

اس کا ایک نقشہ بھی پیش کیا گیا ہے تا کہ اس موضوع پر مزید تحقیق میں آسانی رہے۔

اخیر میں جمیع قارئین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ میری علمی کمزوری اور زبان اردو سے واقفیت کی کمی کی وجہ سے یقیناً اس کتاب میں بہت ساری خامیاں رہ گئی ہوں گی، امید ہے کہ مطلع فرمائیں گے، تا کہ دوسرے ایڈیشن میں تلافی ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ میری بدبختی اور بدعملی کے شر سے محفوظ فرماوے، اور اس کتاب کو شرف قبولیت سے مالامال فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین.

محمود بن مولانا سلیمان حافجی فقطجی، بارڈولی

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ طبع دوم

الحمدُ للہ الذی بہ تتمّ الصالحات، والصلوۃ والسلامُ علی محمدٍ خاتم النبیین ﷺ بنور وجھہ تنورُ الکائنات، وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسانٍ إلیٰ یوم الدین. أما بعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ماہ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ کے بالکل اواخر میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آیا۔

محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے احسان سے صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ختم ہوگیا۔ بندہ نے پہلے ایڈیشن کے افتتاحیہ میں تمام قارئین سے عموماً اور اہلِ علم حضرات سے خصوصاً یہ درخواست کی تھی کہ اس کتاب کی ترتیب یا کتابت کی خامیوں سے مطلع فرمائیں۔

چنانچہ میرے مشفق حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہم نے ایک مفصل خط ارسال فرماکر بعض مواقع کی نشاندہی فرمائی، اسی طرح مفتی فضل محمود صاحب فلاحی نے مفید مشوروں سے نوازا۔ اسی دوران ماہنامہ ”صوت القرآن“ کے مدیرِ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالاحد صاحب تاراپوری (خلیفۂ حضرت ہردوئیؒ) کے قلم سے ایک مفصل تبصرہ شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات اور دیگر معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس دوسرے ایڈیشن میں مختلف جگہوں پر تقریباً انیس صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے جو بے حد اہم اور دلچسپ ہے۔ جمع و ترتیب اور کمپوزنگ میں عزیزانِ گرامی مولوی محمد فاروق بمبوی اور مولوی ندیم نور محمد دیراولی نے بھرپور تعاون کیا اور حسبِ سابق سیٹنگ کے کام میں برادر محترم حضرت مفتی ابوبکر صاحب اور برادر مولوی ساجد پٹنی صاحب نے بہت تعاون کیا، حق تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

اِن شاء اللہ عنقریب ہندی، گجراتی اور فرانسیسی زبان میں یہ کتاب منظر عام پر آجائے گی، اور انگریزی ترجمہ کی بھی کاوشیں جاری ہیں، اللہ تعالیٰ آسان فرمائے۔

ایک بار پھر اس کتاب کے قارئین سے گذارش ہے کہ تالیف و کتابت میں کسی بھی خامی پر اس عاجز کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔ إن أجركم إلا على الله ۔حق تعالیٰ اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازے، آمین۔

العبدُ الفقيرُ إلى اللهِ الغني

محمود بن سلیمان حافظ
(عفی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ طبع سوم

الحمدللہ وکفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امّا بعد۔

اللّٰھم لا نحصی ثناءً علیك أنت کما أثنیت علی نفسك۔ یہ حقیقت ہے کہ بندہ باری تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا نہیں کرسکتا، باری تعالیٰ کے بے شمار انعامات میں سے اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بھی ہے، ہمیں اندازہ بھی نہیں تھا کہ کتاب اس قدر مقبول ہوگی۔ یہ باری تعالیٰ کا احسان ہے، اس پر ہم جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ شکرِ نعمت کے سلسلہ میں ایک بڑا ہی سبق آموز واقعہ جو مفسرین نے نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت فضیلؒ سے منقول ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ حکم شکر (اعملوا آل داؤد شکرا الخ) نازل ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "اے میرے پروردگار میں آپ کا شکر کس طرح پورا کرسکتا ہوں جب کہ میرا شکر قولی ہو یا عملی وہ بھی آپ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے، اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے"۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "الآن شکرتنی یا داؤد" کہ اے داؤد اب آپ نے شکر ادا کردیا، کیوں کہ حق شکر ادا کرنے سے اپنے عجز وقصور کو سمجھ لیا، اور اعتراف کرلیا۔ (معارف القرآن ۲۷۳/۸)

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بھی بہت ہی تیزی سے ختم ہوگیا، تب جامعہ اسلامیہ

ڈابھیل کے شعبۂ تحفظ شریعت کے میرے رفیقِ کار، برادرِ محترم مفتی ابوبکر پٹنی صاحب مدظلہ العالی نے باصرار حکم فرمایا کہ تیسرا ایڈیشن جلد شائع کیا جائے، بندہ تعمیل ارشاد کا ارادہ کرہی رہا تھا، اواخر ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، ششماہی امتحانات کی تعطیلات میں مشفق محترم حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری (مد ظلہ العالی) کی معیت میں ویسٹ انڈیز کے سفر پر تھا، واپسی پر لندن ہوائی اڈہ پر پہنچا تو بندہ کو ایک بے حد سنگین صدمہ پہنچا، مجھے اطلاع دی گئی کہ میرے بہت ہی مخلص بھائی الطاف مانڈا نواپور والے کا اچانک انتقال ہوگیا، اس خبر سے ایک سکتہ سا طاری ہوگیا، مرحوم سے کئی سالوں سے نسبہ فی اللہ گہرا تعلق تھا، وہ بندہ کے ساتھ محض اللہ واسطہ محبت رکھنے والوں میں سے تھے۔ جب سے دارالاحسان نواپور قائم ہوا تب سے تادمِ حیات انہوں نے مدرسہ کی مثالی خدمات انجام دی۔ عینِ شباب میں وہ غمِ مفارقت دے گئے، اللھم اغفرہ وارحمہ واسکنہ فی الجنۃ، آمین۔ اس حادثہ کے سبب کئی روز تک طبیعت بوجھل رہی، ایک عرصہ تک کئی دینی کام بھی موخر ہوتے رہے۔

اب بحمد اللہ تیسرے ایڈیشن کا کام مکمل ہوا، دوسرے ایڈیشن کے موقع پر نیز اب بھی یہ درخواست کی جارہی ہے کہ اس کتاب کی تالیف، ترتیب وکتابت کی خامیوں سے ضرور مطلع فرمائیں۔

اس اعلان پر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے نامور فاضل، مفتی مرغوب احمد لاجپوری مقیم حال برطانیہ نے اور محاذِ تحفظِ ختمِ نبوۃ کے کامیاب جرنیل حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری (مجلس تحفظ ختم نبوۃ دارالعلوم دیوبند) نے بہت ہی مفید و

گراں قدر مشورے ارسال فرمائے، جنہیں فی الجملہ اس تیسرے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا۔ باری تعالیٰ ان دونوں حضرات کو اپنے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

نیز تفسیرِ قرطبی سے ایک مفصل روایت جو دوسرے ایڈیشن کی کمپوزنگ میں چھوٹ گئی تھی اس کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔

اس دوران بفضل اللہ گجراتی زبان میں دوسرا ایڈیشن اور ہندی میں پہلا ایڈیشن شائع ہوچکا ہے، انگریزی اور فرنچ (French) تراجم کا کام بھی جاری ہے۔

باری تعالیٰ اس ایڈیشن کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے، اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔ جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جئنا ببضاعة مُزجاة فأوف لنا الكيل وتصدق علينا، آمين يا رب العالمين۔

العبدُ الفقیرُ إلی اللہِ الغنی

محمود بن سلیمان حاجی غفرلہ

خادمِ ختمِ نبوت

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سملک، گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قیامت اور علاماتِ قیامت

قیامت کا آنا ایک یقینی امر ہے، دنیا کے بہت سارے مذاہب کسی نہ کسی شکل میں قیامت کے تصور کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔ قیامت کا واقع ہونا مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔ البتہ یہ کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کے متعین وقت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے۔ سورہ لقمان میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ [لقمان ٣٤] ترجمہ: بے شک قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

دوسری جگہ سورہ اعراف میں ارشاد ہے: ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ: إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي، لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ﴾ [أعراف ١٨٧] ترجمہ: یہ لوگ آپ (حضرت محمد ﷺ) سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ: اس کا وقوع کب ہوگا؟ تو آپ فرمادیجیے: اس کی خبر تو صرف میرے رب کے پاس ہے، جب قیامت کا وقت آئے گا تو اللہ ہی اسے واضح فرمادیں گے۔

قریش مکہ کا قیامت کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرنا

قیامت کی آمد اور ظہور کے بارے میں قریش مکہ نے کبھی آپ ﷺ سے اپنی رشتہ داری کو واسطہ بنا کر، کبھی اس کو آپ کی نبوت کا معیار بنا کر سوال کیا کہ اگر آپ

واقعی نبی ہیں تو بتلاتے کیوں نہیں کہ قیامت کس سال اور کس تاریخ کو آئے گی؟ لیکن ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ: اس کا علم تو محض میرے رب کو ہے، کسی نبی یا فرشتے کو بھی اس کا علم نہیں دیا گیا۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر ابن کثیرؒ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"أی لیس علمها إلیك، ولا إلی أحد من الخلق، بل مردّها ومرجعها إلی اللہ عزّ وجلّ، فهو الذی یعلم وقتها علی التعیین" ۔ [تفسیر ابن کثیر ۴/۴۲۵] ۔ یعنی: قیامت کا علم نہ آپ کو ہے اور نہ مخلوق میں سے کسی کو۔ اس کا علم اللہ کے پاس ہے، اور وہی اس کا وقت تعیین کے ساتھ جانتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں اس قدر صراحت کے ساتھ حقیقت بتلا دی گئی، اس کے باوجود بہت سارے لوگ اس بات کی تحقیق میں رہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اور اسرائیلیات اور دیگر آثار کو ملا کر دنیا کی مجموعی عمر اور اس سے قیامت کے وقت کی تحقیق و تعیین کرنے کی ناکام سعی کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب عبث اور لغو کام ہے، خود باری تعالیٰ ایسے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے آگے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿لا تأتیکم إلا بغتة﴾ وہ تم پر یک بارگی آپڑے گی۔ اس طرح آپڑے گی کہ کسی کو اس کے آنے کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

قیامت حدیث کی روشنی میں

حضورﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عن أبی هریرةؓ أنّ رسول اللہ ﷺ قال: لا تقوم الساعة حتی تطلع

الشمسُ مِنْ مغربِها، فإذا طلعتْ ورآها الناسُ آمنوا أجمعون؛ فذلك لا ينفعُ نفسًا إيمانُها لم تكن آمنَتْ مِنْ قبلُ أو كسبت في إيمانها خيرًا۔ ولتقومَنَّ الساعةُ وقد نشر الرجلانِ ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يَطْوِيانِه، ولتقومَنَّ الساعةُ وقد انصرف الرجلُ بِلَبنِ لِقْحَته فلا يطعمه، ولتقومَنَّ الساعة وهو يليطُ حوضه فلا يسقي فيه، ولتقومَنَّ الساعة وقد رفع أُكْلَتَهُ إلى فيه فلا يطعمها۔ [صحيح البخاري ۲/۹٦۲]

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج پچھم کی سمت سے نہ نکل آئے، جب سورج پچھم کی سمت سے نکل آئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تب سب لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کا ایمان لانا قابلِ قبول نہ ہوگا، قیامت اس طرح یکایک آجائے گی کہ دو آدمی آپس میں کپڑے کا معاملہ کر رہے ہوں گے، پھر نہ تو اس کی خرید کر پائیں گے اور نہ کپڑے کو لپیٹ ہی سکیں گے۔ قیامت بایں طور اچانک واقع ہوگی کہ آدمی اپنے مویشی کا دودھ لیے آ رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ اسے پی بھی نہ سکے گا۔ قیامت اس طرح یک بارگی آپڑے گی کہ ایک شخص پانی کے لیے اپنے حوض کو مٹی سے لیپ کر درست کر رہا ہوگا مگر اسے استعمال بھی نہ کر پائے گا۔ قیامت ایسے وقت آپہنچے گی کہ ایک شخص کھانے کے لیے لقمہ اٹھائے ہوئے ہوگا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا"۔

خلاصہ یہ نکلا کہ: قیامت کب آئے گی اس کا متعین علم صرف اور صرف باری

تعالیٰ کے پاس ہے۔ البتہ قیامت کی بہت ساری علامتیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے صادق ومصدوق رسول حضرت محمد ﷺ کے واسطے سے بتلائی ہیں۔ اور اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پختہ اور اٹل ہیں، اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیں بتلائی گئیں وہ ہو کر رہیں گی۔ یہ کارخانہ عالم اللہ کے حکم کے تابع ہے، اس لیے قبل از قیامت پیش آنے والے وہ حالات جن کا تذکرہ ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے، ان ہی کے مطابق دنیا میں تغیر وتبدل ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ لا تبدیل لکلمات اللہ ﴾ [یونس ٦٤] کہ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں ہیں۔ یہ کارخانہ عالم اللہ کے حکم کے تابع ہے، اس لیے قبل از قیامت پیش آنے والے وہ حالات جن کا تذکرہ ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے، ان ہی کے مطابق دنیا میں تغیر وتبدل ہوتا رہے گا۔

لہٰذا جن علاماتِ قیامت کا تذکرہ کیا گیا ان کا واقع ہونا ایک لازمی امر ہے، ان میں سے بہت سی علامات تو اب تک اس عالم میں وقوع پذیر ہو چکی ہیں، کچھ واقع ہو رہی ہیں، اور بہت ساری علامتیں اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتی رہیں گی۔

نوٹ: علاماتِ قیامت کی معلومات حاصل کرنے کے لیے کتبِ احادیث میں مستقل "کتاب الفتن و أشراط الساعۃ" نام کے ابواب موجود ہیں، ان کا مطالعہ کر لیا جائے۔ نیز عربی زبان میں علامہ ابنِ کثیرؒ کی "النہایۃ" تخریج وحواشی کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اسی طرح سید احمدؒ کی "الإشاعۃ لأشراط الساعۃ" اردو زبان میں "عصر حاضر حدیث نبوی کی روشنی میں" اور شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ کی "علاماتِ قیامت" وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

علاماتِ قیامت کی دو قسمیں

قیامت کی جو علامات قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں وہ دو قسم کی ہیں:

(۱) علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں اور ان کو علاماتِ بعیدہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں قیامت سے پہلے وجود میں آویں گی، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کے بعد قیامت جلد ہی آجائے۔

(۲) علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی بڑی علامتیں ان کو علاماتِ قریبہ بھی کہہ سکتے ہیں، یہ علامتیں دنیا میں عام معمول کے خلاف قیامت کے قریب تر زمانہ میں ظاہر ہوں گی۔ ان علامات کو دیکھ کر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اب قیامت دور نہیں (کما یُستفاد من فتح الباری ۱۱:۴۲۸)، اسی دوسری قسم یعنی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک بہت بڑی علامت حضرت مہدیؓ کا ظہور بھی ہے۔

حضرت مہدیؓ کا ظہور امت مسلمہ کے لئے ترقی کا باعث ہوگا

حضرت مہدیؓ کا ظہور ایک قطعی و یقینی امر ہے۔ آپؓ کی تشریف آوری امت مسلمہ کے عروج اور ترقی کا باعث ہوگی۔ نیز آپ کی تشریف آوری کے بعد حفاظتِ دین، اشاعتِ دین، تجدیدِ دین اور احیائے دین کے وہ اہم ترین کارنامے، جنہیں امتِ مسلمہ میں پہلے ہی سے انجام دیا جا رہا تھا، لیکن زمانہ کے احوال کی وجہ سے اس میں اضمحلال آ گیا تھا، آپؓ انہیں دور کر کے بہمہ جہت آگے بڑھانے کی کامیاب کوشش کریں گے۔

حفاظتِ دین وحفاظت قرآن مع الفاظ ومعانی

اس دنیا کو بنانے کا مقصد خالق کو پہچاننا، اور خالق کی مرضیات پر عمل کرنا اور اس کے ذریعہ سعادتِ دارین حاصل کرنا ہے؛ اس عظیم مقصد کے لیے باری سبحانہ وتعالیٰ نے متعدد انبیاء علیہم السلام کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا، ہر نبی نے اپنے اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچادیا، اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کو جو شریعتیں دی جاتیں وہ مخصوص زمانہ اور مخصوص علاقہ کے لیے ہوا کرتیں؛ اور سب سے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور باری تعالیٰ نے جس دین کے ساتھ اپنے آخری نبی کو مبعوث فرمایا وہ قیامت تک کے لیے ایک جامع دستور، مکمل ضابطۂ حیات اور غیر منسوخ دین قرار پایا۔

جب قرآن کریم خدا تعالیٰ کا آخری پیغام قرار پایا تو اس کی ابدیت اور آفاقیت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ رہے؛ تاکہ قیامت تک آنے والے تمام جن وانس اس سے روشنی حاصل کرسکیں اس لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے لے لی؛ کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر ۹] ہم نے خود یہ قرآن اتارا ہے، اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں، بلکہ الفاظ و معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، اس لیے جس طرح الفاظِ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ اور ذمہ داری ہے اسی طرح قرآن کے معانی اور مضامین کی حفاظت اور ہر طرح کی تحریف سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری بھی ہے۔ اور اس میں علمی و عملی دونوں قسم کی حفاظت شامل ہے، یعنی جس طرح صحیح علم محفوظ رہے گا اسی طرح صحیح عمل بھی محفوظ رہے گا۔ اور یہ صرف قرآن کریم کی خصوصیات میں سے ہے، دیگر آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری حاملینِ کتاب کے سپرد کی گئی تھی، چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ﴾ [المائدة 44] یعنی توراۃ کی حفاظت کا ان کو ذمہ دار بنایا گیا، اور وہ خبر گیری پر مقرر تھے۔

سو جب تک احبار نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا وہاں تک توراۃ و انجیل محفوظ رہے اور یہ کتابیں جب دنیا پرستوں کے ہاتھ لگی تو تحریف ہو کر ضائع ہو گئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ و معانی و مطالب براہِ راست اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں، وہ نہ کسی کے مٹانے سے مٹنے والے، نہ کسی کے دبانے سے دبنے والے، نہ کسی کے اعتراض سے بے قدر ہونے والے اور نہ ہی کسی کے روکنے سے اس کی دعوت رکنے والی ہے۔

باری تعالیٰ کے فضل سے اس امت میں ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت موجود ہوتی ہے، جو خود شریعت پر عمل پیرا ہوتی ہے، اور دین متین کا مجسم پیکر بن کر ہر زمانے میں اس کی حفاظت و اشاعت کا اہم ترین کارنامہ انجام دیتی ہے؛ حدیث

شریف میں ارشاد ہے:"لا تزالُ طائفةٌ مِن أُمّتي قائمةً بأمر الله، لايضُرّهم من خذَلَهم

أو خالفهم، حتّى يأتيَ أمرُ الله وهم ظاهرون على الناس" [صحیح مسلم ۱۴۳/۲]

ترجمہ: میری امت میں ایک ایسی جماعت ہمیشہ باقی رہے گی جو خدائے

پاک کے احکام برقرار رکھے، کوئی اس کا ساتھ نہ دے یا کوئی اس کی مخالفت کرے،

اسے اس کی کوئی پروانہ ہوگی، ایسی حق پرست جماعت اسی شان وشوکت کے ساتھ

قیامت تک رونما ہوتی رہے گی۔

ایک دوسری روایت میں ہے:"لا تزالُ طائفةٌ مِن أمّتي منصورين على

الحق، لايضُرّهم مَن خذَلَهم حتى تقومَ الساعة" [سنن ترمذي۴۳/۲]۔

غرض یہ کہ اس امت کی ایک جماعت ہمیشہ اعلائے حق کے لیے برسر

پیکار رہے گی، اور اس جماعت کے اپنے دور کے ایک امیر حضرت مہدیؓ ہوں گے۔

جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی اس کے متعلق دو قسم کی احادیث میں تطبیق

مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے نیک بندوں کی

ایک جماعت قیامت تک برسرِ پیکار رہے گی، اور اعلائے کلمۃ اللہ کے عظیم مقصد میں

مشغول رہے گی، جب کہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ کی مندرجۂ ذیل روایتوں سے معلوم ہوتا

ہے کہ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی، اس زمانہ میں نیک لوگوں کا وجود بھی نہیں ہوگا۔

"لا تقوم الساعة حتى لا يُقالَ في الأرض الله الله" [مسلم ۱/

۸۴] یعنی قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک روئے زمین پر اللہ کا نام لیا جاتا

رہے گا۔"لا تقوم الساعة على أحدٍ يقول: الله الله" [ایضاً] اور ابن ماجہ کی

روایت "ولا تقوم الساعة إلا علی شرارِ الناس" [باب شدة الزمان ابن ماجه ۴۰۳] یعنی قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔

دونوں قسم کی روایتوں سے بظاہر جو تعارض معلوم ہو رہا ہے اس کا حل یہ ہے کہ پہلی روایتوں میں "إلی یوم القیامة" اور "حتی تقوم الساعة" جیسے الفاظ سے قیامتِ کبریٰ مراد نہیں، بلکہ قیامت کی صرف ایک بڑی علامت مراد ہے؛ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول تک یہ جماعت برابر روئے زمین پر برقرار رہے گی، پھر آہستہ آہستہ اہلِ حق حضرات اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور شرارِ خلق پر قیامت قائم ہوگی۔ مزید تفصیل کے لیے "نوادر الفقه ۱۳۲/۱-۱۳۳" ملاحظہ کیجیے۔

خلافت

"عن سعید بن جمهان، قال: حدثني سفینة قال: قال رسول الله ﷺ: الخلافة في أمتي ثلاثون سنة، ثم ملك بعد ذلك، ثم قال لي سفینة: أمسك خلافة أبي بكر ثم قال: وخلافة عمر وخلافة عثمان ثم قال: أمسك خلافة علي؛ فوجدناها ثلثين سنة، قال سعید: فقلت له: إن بني أمية یزعمون أن الخلافة فیهم" قال: كذبوا بنو الزرقاء، بل هم ملوك من شر الملوك"

[رواه الترمذي ۴۶/۲].

ترجمہ: میری امت میں خلافت تیس سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد سلطنت ہو جائے گی۔ پھر مجھ سے سفینہؓ نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو شمار کیجیے، پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافتوں کو شمار کرو۔ ہم نے (شمار کیا تو) اسے تیس سال ہی پایا۔ پھر میں نے سفینہؓ سے کہا کہ: بنی امیہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ (مذکورہ) خلافت ان (کے خاندان) میں ہی ہے، تو سفینہؓ نے کہا کہ بنی زرقاء جھوٹے ہیں، وہ تو بدترین بادشاہوں میں سے ہیں۔

فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں: "أيْ الخلافةُ المَرضيّةُ إنّما هيَ لِلّذينَ صدقوا الإسلامَ بأعمالهم وتمسّكوا بسنّة النبيّ ﷺ" [حواشي الكوكب الدري ۵۵/۲، و حواشي ترمذي ۴۶/۲، و كذلك في مجمع بحار الأنوار ۹۴/۲] یعنی: وہ پسندیدہ خلافت اُن لوگوں کی (قائم کردہ) ہوگی جنہوں نے اپنے اعمال کے ذریعہ اسلام کی تصدیق کی اور سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ: "کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی، اس کے بعد خلافت اور رحمت۔ بعض روایات میں "خلافة علی منہاج النبوة" کے الفاظ بھی وارد ہیں"

[المستدرك للحاكم ۵۲۰/۴ رقم الحديث ۸۴۵۹]

سیدنا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں؛ آپ کے بعد کوئی نیا رسول و نبی نہیں آنے والا، آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اپنے مقاصد

بعثت، یعنی تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت کی روشنی میں ایک جامع دین اور صالح معاشرہ انسانیت کے سامنے پیش فرمایا، ساتھ ہی ساتھ مرضیات الٰہیہ کے مطابق عدل وانصاف والی ایک مثالی حکومت بھی قائم فرمائی، آپ ﷺ کی باکمال شخصیت امامتِ صغریٰ (نماز کی امامت) اور امامتِ کبریٰ (حکومت) دونوں کی جامع تھی، اور آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں جو نظامِ حکومت قائم فرمایا، اس کی مثال تاریخِ عالم میں نہیں مل سکتی۔

آپ ﷺ کے بعد بھی یہ نظامِ حکومت کچھ عرصہ تک دنیا میں باقی رہا، جس کو ہم "خلافت" سے تعبیر کرتے ہیں، اور منصب خلافت کے ذمہ دار کو "خلیفہ" کہتے ہیں! اس لیے حقیقت میں خلافت اسی نظام کو کہیں گے جو خالص نبوت ورسالت کی تعلیمات کے مطابق ہو، اور نبوی نظام کی تمام خوبیاں اس میں موجود ہوں، اور وہ نظام عہد رسالت کے طرز پر چلتا ہو۔

خلافت کی تعریف

خلافت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"خلافت (عامہ) وہ ریاستِ عامہ ہے جو بذریعہ اشاعتِ علومِ دینیہ (یعنی قرآن وحدیث کی تعلیم، وعظ ونصیحت) کو زندہ رکھنے، ارکانِ اسلام (پنج وقتہ نماز، جمعہ وعیدین کی جماعت کا اہتمام اور امامت، زکوٰۃ وصول کرنا، مصرف میں خرچ کرنا، عاملوں کا تقرر، ہلال کی شہادت اور اس کے بعد رمضان اور عیدین کا حکم، حج کا نظم وغیرہ) کو قائم

کرنا۔ جہاد اور اس کے متعلقات کو قائم کرنا، عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینا، حدود قائم کرنا، مظالم کو دور کرنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو بجا لانا، یہ سارے کام بحیثیت نائب نبی ﷺ بالفعل انجام دینے کو خلافت کہا جاتا ہے ۔ [ازالۃ الخفاء ۱۹/۱]

خلافت کے سلسلہ میں امامِ اہلِ سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی فرماتے ہیں:

''خلافت کے معنی جانشین کے ہیں؛ جو شخص کسی کی جگہ پر بیٹھ جائے یعنی اس کا نائب بن کر کام کرے وہ اس کا خلیفہ کہا جائے گا، اصطلاحِ شریعت میں خلافت اس بادشاہت کو کہتے ہیں کہ ''یہ نیابت آں حضرت ﷺ کے دین کے قائم رکھنے اور احکامِ دینیہ کے نافذ کرنے کے لیے ہو''۔ [تحفۂ خلافت ۷۸]

معلوم ہوا کہ خلافت کے لیے بادشاہت ضروری ہے، ایسی بادشاہت جس میں نیابتِ رسول ﷺ کی صلاحیت ہو۔

خلافت کی اہمیت

خلافت اور خلیفہ کا باقی رہنا اس امت کے لیے نہایت اہم اور ضروری امر تھا، جس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی تدفین میں جو تاخیر ہوئی وہ خلیفہ کے تقرر نہ ہو پانے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ ﷺ کے قولی وعملی اشاراتِ واضحہ کی روشنی میں اجماعِ صحابہ سے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ اول مقرر کیے گئے تب تجہیز وتکفین کا مبارک عمل انجام دیا گیا۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

''صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آں حضرت ﷺ کے دفن سے پہلے خلیفہ کے تعین وتقرر کی طرف مائل ہوئی، لہٰذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابہ کرامؓ وشریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس میں تاخیر کرنے کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی، تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آں حضرت ﷺ کے دفن پر مقدم نہ کرتے''۔ [ازالۃ الخفاء ۱/۴۱]

شاہ صاحبؒ مزید فرماتے ہیں کہ:

مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا مقرر کرنا جو جامع شرائط خلافت ہو، فرض کفایہ ہے اور قیامت تک (فرض) رہے گا۔ [ازالۃ الخفاء ۱/۱۹]

خلیفہ

خلیفہ نبی کا سچا جانشین ہوتا ہے، نبوی علوم اور نبوی صفات سے آراستہ ہوتا ہے، قرآن وحدیث کے علوم میں اس کو درک کامل ہوتا ہے، سنت نبوی کا کامل پابند ہوتا ہے، اور نبی کی طرح اس کا دل انسانیت کی خیرخواہی کے جذبے سے لبریز ہوتا ہے۔ خلیفہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمان، مرد، عاقل، بالغ، عادل، آزاد، متکلم، سمیع، بصیر ہو اور اجتہاد کی صلاحیت بھی اس میں پائی جاتی ہو۔ [ازالۃ الخفاء]

خلافت راشدہ

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بہت ہی نازک

وقت میں جمیع مہاجرین و انصار کے اتفاق سے منصب خلافت کو سنبھال کر امت کی رہبری فرمائی۔ آپ کی خلافت کی کل مدت دو سال تین ماہ اور تیرہ دن ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمادیا، آپ کی خلافت کی مدت دس سال اور تقریباً چھ ماہ ہے۔ حضرت عمرؓ کو جب ابولؤلؤ مجوسی غلام نے فجر کی نماز میں زخمی کردیا تو آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ان چھ حضرات کو امر خلافت کے مشورہ کے لیے منتخب فرمایا (البدایة والنهایة ۷: ۱۴۴)۔ انہوں نے مشورہ سے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔ آپ کی مدت خلافت تقریباً بارہ سال ہے۔ پھر جب حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے شہید کردیا تو حضرات مہاجرین و انصار کے اصرار پر حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ ہے۔

غرض ان چاروں حضرات کی خلافت عین طرز نبوی پر تھی اور حقیقی خلافت کی جملہ شرائط ان میں موجود تھیں، مقصد خلافت اکمل طور پر ان سے ظاہر ہوا۔ اسی مبارک دور کو ہم "خلافت راشدہ" کے مبارک الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، اور اسی خلافت کے چاروں خلفا کو ہم "خلفائے راشدین" کے نام سے یاد کرتے ہیں جنہوں نے خلافت کا صحیح حق ادا کرتے ہوئے وہ مثالی حکومت قائم فرمائی اور ایسے کارنامے انجام دیے جن کی نظیر انبیائے کرام کے کارناموں کے علاوہ تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔

حضرت حسنؓ کی خلافت حضرت علیؓ کی خلافت کا تتمہ ہے

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک بڑی جماعت نے حضرت حسن بن علیؓ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت حسنؓ نے چھ ماہ تک منصب خلافت کو سنبھالا، پھر جب چھ ماہ پورے ہو گئے تو آپ یہ فرماتے ہوئے اس منصب سے دست بردار ہو گئے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ "خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی" اور تیس برس پورے ہونے میں چھ ماہ باقی تھے وہ پورے ہو گئے، گویا حضرت حسنؓ کی خلافت حضرت علیؓ کی خلافت کا تکملہ و تتمہ تھی۔

قال العلماء: "لم يكن في الثلثين بعده ﷺ إلا الخلفاء الأربعة وأيام الحسن" ۔ [تاریخ الخلفاء ۱۰] ترجمہ: علماء نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کی تیس سال خلافت میں خلفائے اربعہ اور حضرت حسنؓ کے ایام حکومت کے علاوہ کوئی زمانہ نہیں تھا۔ "والحسن آخر الخلفاء بنصه" [تاریخ الخلفاء ۱۲۶] ترجمہ: حضرت حسنؓ بدیہی طور پر آخری خلیفہ ہیں۔

غرض اس طرح آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق خلافة على نهج النبوة کے تیس سال پورے ہوئے۔ چنانچہ سنن ابوداود [باب في الخلفاء، ص ۶۲۸ رقم الحديث ۴۶۴۷] کی روایت "خلافة النبوة ثلاثون سنة الخ" کی تشریح کرتے ہوئے۔

حضرت حسنؓ کا حضرت معاویہؓ کو خلافت سپرد کرنا

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کی وفات کے ٹھیک تیسویں سال حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت حسنؓ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے؛ لیکن انہوں نے چند ہی مہینہ بعد مسلمانوں کی خانہ جنگی ختم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ایک پیشین گوئی کے مطابق حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی، اور اُن کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوگئے۔

حضرت حسنؓ کی خلافت کے یہ چند مہینے شامل کرلیے جائیں تو پورے تیس سال ہوجاتے ہیں۔ پس ''خلافة علی منهاج النبوة'' اور ''خلافت راشدہ'' جس کو حدیث میں ''خلافةُ النبوة'' کہا گیا ہے اِن تیس سالوں تک رہی۔ اس کے بعد طور طریقوں میں تبدیلی کا عمل شروع ہوگیا، اور رشدہ شدہ خلافة علی منهاج النبوة کی جگہ بادشاہت کا رنگ آ گیا۔

آں حضرت ﷺ کی دوسری پیشین گوئیوں کی طرح یہ حدیث بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جو کچھ ہونے والا تھا، جس کے علم کا کوئی ظاہری ذریعہ نہیں تھا، آپ نے اس کی اطلاع دی۔ اور وہی وقوع میں آیا۔ ظاہر ہے کہ آپ کو اس کا علم اللہ تعالیٰ کی وحی ہی کے ذریعہ ہوا تھا''۔ (معارف الحدیث ۷/۲۴۴)

خلافت راشدہ کے بعد دوسرے درجہ کی خلافت

خلافت راشدہ کے بعد ایک دوسرے درجہ کی خلافت شروع ہوئی، جس کو ملوکیت اور بادشاہت سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کی ابتدا خلفائے بنی امیہ سے ہوئی اور بنی عباس کے ذریعہ آگے بڑھ کر اس کا خاتمہ ترکی خلافت عثمانیہ پر انگریزوں کی ایک بڑی سازش کے تحت ۱۹۲۱ء میں کیا گیا۔

اس دوسرے درجہ کے دورِ خلافت میں نبوی طور وطریق پر اس پختگی سے عمل نہیں ہو سکا جو خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ اور ذمہ دارانِ خلافت وامارت کی طرف سے بہت ساری باتیں شرعی نقطۂ نظر سے قابلِ گرفت وجود میں آگئیں۔ اور نظام حکومت میں بہت ساری کمزوریاں بھی سامنے آگئیں۔

دوسرے درجہ کی خلافت کو خلافت اسلامیہ کہنے کی وجہ

اس کے باوجود اس دوسرے درجہ کی خلافت کو ہم ''خلافتِ اسلامیہ'' سے یاد کرتے ہیں، چونکہ اس دور میں بھی ممالکِ اسلامیہ دارالحرب میں تبدیل نہیں ہوئے تھے، ایک دینی نظام چل رہا تھا جو مجموعی حیثیت سے اسلام ہی کے حق میں تھا، اور دشمن آج کی طرح مسلمانوں کو ایک دم تر نوالہ بنانے سے قبل سوچنے پر مجبور تھے، دین وشریعت کی حفاظت اور عالمِ اسلام کی ''پاسبانی'' کا کام انجام دیا جا رہا تھا۔ اور آج جب وہ خلافت بھی باقی نہیں رہی تو ہم مسلمانوں کو بہت ہی شدت سے اس کی اہمیت کا احساس ہو رہا ہے۔ ان ہی خوبیوں کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے اس عہد کے خلفاء

کے متعلق بھی (امورِ حکومت میں) سمع وطاعت کی تاکید فرمائی؛ تاکہ یہ نظام کسی طرح بکھرنے نہ پائے۔ اور ان ہی تاکیدات کے پیشِ نظر صحابہؓ وتابعین واولیاء اللہؒ نے بعد والے زمانہ میں اپنے معیار سے اتر کر ان بعد والے امراء کے ہاتھ پر امورِ حکومت میں بیعت کی اور ان سے بغاوت نہ کی۔

سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: "کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانوں کے متفق ہوجانے کے بعد اس سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے، اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا جامع نہ ہو، مگر اس صورت میں کہ اس سے صریح کفر ظاہر ہو"۔

[ازالۃ الخفاء ۲۸/۱]

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مصالحِ اسلام کے متعلق خلیفہ جو بھی حکم فرمائے اور (نیز اس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے، خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم"۔

غرض یہ نظامِ خلافت تقریباً تیرہ صدی تک برابر چلتا رہا۔ یہ دوسرے درجہ کی خلافت ہے۔

امتِ مسلمہ کے پانچ دور

عن حذیفۃ بن الیمانؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "إنّ أوّل دینکم

نبوۃٌ ورحمةٌ وتكونُ فيكم ماشاء الله أن تكونَ،ثم يرفعها اللهُ جلّ جلالُه ، ثم تكون خلافةٌ على مِنهاجِ النبوة ماشاء الله أن تكونَ،ثم يرفعها اللهُ جلّ جلاله ، ثم يكون ملكًا عاضًّافيكون ماشاء الله أن يكونَ، ثم يرفعه اللهُ جلّ جلاله ، ثم تكون ملكًا جبريّة فتكون ماشاء الله أن تكونَ، ثم يرفعها اللهُ جلّ جلاله ، ثم تكون خلافةٌ على مِنهاجِ النبوة، تعمل في الناس بِسُنّةِ النبيِّ و يُلقي الإسلامُ بجرانه في الأرض، يرضي عنها ساكنُ السماء و ساكن الأرض،لا تدعُ السَّماء من قطرٍ إلّا صَبّته مدرارًا، ولا تدع الأرض من نباتها و بركاتها شيئًا إلّا أخرجته" ۔ [رواه أحمد في مسنده في حديث النعمان بن بشيرؓ رقم الحديث ١٨٣٦٦ و البيهقي في دلائل النبوة]

ترجمہ:حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

۱۔تمہارے دین کا آغاز نبوت ورحمت سے ہوا ہے۔جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارے درمیان موجود رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھالیں گے (چنانچہ ۲۳ برس دنیا میں قیام فرما کر آپ ﷺ ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں دنیا سے تشریف لے گئے)۔

۲۔پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی، یہ بھی اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھالیں گے (چنانچہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ۳۰ سال خلافت علی منہاج النبوۃ رہی)۔

۳۔اس کے بعد سخت اور مضبوط ملوکیت کا دور آوے گا۔اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے وہ رہے گی پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ اٹھالیں گے (۴۱ھ سے ملوکیت شروع

ہوئی اور (۳۲۱ھ میں وہ بھی ختم ہوگئی)۔

۴۔ پھر جابر تاناشاہی قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو بھی ختم فرمادیں گے۔ (۳۲۱ھ میں خلافت کے خاتمہ کے بعد اب چھوٹی سلطنت اور تاناشاہیت کا دور ہے)۔

۵۔ اور اخیر میں دوبارہ خلافت راشدہ لوٹ آوے گی جو بالکل صحیح نہج نبوت پر ہوگی، اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو زمین میں قرار حاصل ہوگا) اس دورِ خلافت سے زمین اور آسمان والے خوش ہوں گے، خوب بارش برسے گی اور زمین سے بھی خوب نباتات اور برکتیں نکلیں گی۔

اس حدیث شریف میں آخری زمانہ میں دوبارہ جس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قائم ہونے کی بشارت فرمائی وہ بھی حضرت مہدیؓ کے زمانے کے متعلق بشارت ہے۔

بارہ خلیفہ

حدیث شریف میں ہے:

عن جابر بن سمرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "يكون من بعدي اثنا عشر أميراً" قال: ثم تكلم بشيءٍ لم أفهمه، فسألت الذي يليني؟ فقال: قال: "كلهم من قريش". هذا حديث حسن صحيح [رواه الترمذي ٤٦/٢ رقم ٢٢٢٣ وأبو داود ٥٨٨/٢] ترجمہ: "میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے"

راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے کچھ کہا جو میں سمجھ نہ سکا! تو میں نے اپنے پڑوس میں بیٹھے شخص سے دریافت کیا؟ تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''سب قریش سے ہوں گے''۔ دوسری ایک حدیث میں ہے ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، ہاں خلفاء ہوں گے جن کی تعداد بہت ہوگی''۔

نوٹ: ان بارہ حضرات کو عرفاً خلیفہ کہہ سکتے ہیں، گویا یہاں لفظ خلیفہ بادشاہ اور حکومت کے ذمہ دار اعلیٰ کے معنی میں ہوگا۔

اس حدیث شریف کی مختلف توجیہات کی گئی ہیں: ان میں سب سے راجح بات یہ ہے کہ: ان بارہ خلفاء کا آپ ﷺ کے بعد مسلسل ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ مختلف زمانوں میں قیامت تک یہ تعداد پوری ہوگی۔ چنانچہ صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں کہ:

''فقال البعض: المراد بهم الذين هُمْ على سيرة الخلفاء الراشدين وآخرهم الإمام المهديُّ''. [بذل المجهود ۵/۱۰۷] یعنی بعض نے کہا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین کی سیرت کے پیروکار ہوں گے، اور ان میں آخری حضرت مہدیؒ ہوں گے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، امام سیوطیؒ اور شاہ ولی اللہؒ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔ البتہ یہ بات یقینی ہے کہ ان بارہ خلفاء میں آخری خلیفہ حضرت مہدیؒ ہوں گے۔ چنانچہ امام ابو داؤدؒ نے بارہ خلفاء والی حدیث کو ''كتاب المهدی'' میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہویں

خلیفہ حضرت مہدیؑ ہیں۔

نوٹ: حدیث شریف کی یہ جو تشریح پیش کی گئی اس کے علاوہ ایک قول یہ بھی ہے کہ بارہ خلیفہ سے مراد وہ امرائے بنی امیہ ہیں جو امیر معاویہؓ کے بعد سلطنت کے مالک ہوئے۔ گویا حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان بارہ خلفاء تک اسلام کی قوت و شوکت باعتبارِ حکومت برقرار رہے گی اور ان کے زمانے میں سلطنت کو استقامت ہوگی۔

ان بارہ حضرات کے نام یہ ہیں: (۱) یزید بن معاویہ (۲) معاویہ بن یزید (۳) عبدالملک (۴) ولید (۵) سلیمان (۶) عمر بن عبدالعزیز (۷) یزید بن عبدالملک (۸) ہشام (۹) ولید بن یزید (۱۰) یزید بن ولید بن عبدالملک (۱۱) ابراہیم بن ولید (۱۲) مروان بن محمد۔

چنانچہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے پھر ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں چلی گئی۔

بارہ خلفاء کس طرح ہونگے

اس سلسلہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ بارہ خلفاء ہیں جو حضرت مہدیؑ کے بعد ہوں گے، جن میں سے پانچ حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے، اور پانچ حضرت حسینؓ کی اولاد سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب برحق ہوں گے۔ | مجمع بحار الانوار ۸۲/۱-۸۴ |۔

ایک قول یہ ہے کہ: حضرات خلفائے راشدینؓ، حضرت حسنؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یہ آٹھ ہوئے، پھر حضرت مہدی عباسیؒ اور حضرت طاہرؒ جو بڑے عادل تھے، اور باقی ماندہ وہ دو مراد ہیں جن کا ابھی انتظار ہے، ان میں سے ایک حضرت مہدیؑ ہیں۔[تاریخ الخلفاء ۱۲]۔

نوٹ: اس موقع پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ بارہ خلیفہ معصوم نہیں ہوں گے، اور نبوت یا اس سے برتر کسی درجہ پر نہیں ہوں گے، اور ان کے لیے امامت کسی خاص امتیازی وصف کے ساتھ نہیں ہوگی جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے۔ نیز یہ کہ شیعوں کے ہاں جن حضرات کو "اثنا عشر امام" کہا جاتا ہے، اُس سلسلہ میں مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: اہلِ سنت بھی ان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں، مگر دو فرق کے ساتھ:

(اول) یہ کہ وہ (شیعہ) ان اکابر کو انبیائے کرام کی طرح معصوم عن الخطا، مفترض الطاعۃ اور مامور من اللہ سمجھتے ہیں، اہلِ سنت کے نزدیک یہ عقیدہ صرف انبیائے کرام کے بارے میں رکھا جا سکتا ہے۔

(دوم) یہ کہ وہ جو مسائل ان اکابر کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں، اور ان روایات کے نقل کرنے والے لائق اعتماد نہیں۔[المہدی والمسیح ۲۲]۔

تجدیدِ دین اور مُجدِّد

عنْ أبي علقمةَ، عن أبي هريرةَ فيما أعلمُ عنْ رسول الله ﷺ

قال: إنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الأُمَّةِ على رأسِ كُلِّ مائةِ سنةٍ مَن يُجَدِّدُ لها أمرَ دِينِها [مستدرک ٥٦٨/٤ رقم ٨٥٩٢]۔ ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی پر ایسے شخص کو مبعوث فرمائیں گے جو اس امت کے دینی معاملات کو از سرِ نو قائم ومضبوط کرے گا۔

دین اسلام کی قیامت تک حفاظت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی نظام ہے جو اس امت کے لیے باری تعالیٰ کی طرف سے ایک امتیازی نعمت ہے۔ لیکن شیطانی قوتیں ہر دور میں اس دین حنیف میں تحریف کی کوششیں کرتی رہی ہیں۔

تحریف کی ابتدا افراط وتفریط، تشدد وغلو کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ راہِ اعتدال سے ہٹ کر اپنی خواہشات کے مطابق دین کی تشریح کرنا اور غلط نظریات والحاد کو دین سے تعبیر کرنا، یہ وہ وبائی امراض ہیں جو امت کو اصل دین سے محروم کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت محمدیہ پر خصوصی کرم فرماتے ہوئے اس قسم کی تحریف والحاد سے اس دین متین کو پاک رکھنے کے لیے ہر دور میں مجددین کا ایک مبارک سلسلہ قائم فرمایا۔

تجدید

تجدید دین کی تشریح فرماتے ہوئے فقیہ الامت سیدی مفتی محمود حسن گنگوہیؒ رقم طراز ہیں:

”شریعت کے جو احکام مرورِ زمانہ کی وجہ سے بے توجہی کا شکار ہو گئے ہوں،

غلبۂ ہوئی وہوس اور مسائل نفس وابلیس کی وجہ سے متروک ہو گئے ہوں۔ ان کو اُجاگر کرنا، ان کی طرف توجہ دلاتا، ان کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کرنا اس کو تجدید دین کہتے ہیں'' [فتاوی محمودیہ باب العقائد ج ۱۵/ ص ۱۲۹]

مجدد کے اوصاف

..... علم اور عمل میں رسول کے سچے جانشین ہوتے ہیں۔

..... ان کو اللہ کی طرف سے نبی کی طرح پُرکشش شخصیت ملتی ہے۔

..... نسل، خاندان، اخلاق وعادات ہر لحاظ سے ان کی طرف لوگوں کے دل کھنچتے ہیں۔

..... اپنی ایمانی فراست سے امت کی اصل بیماریوں کی جستجو کر کے قرآن اور حدیث کی روشنی میں ان کے علاج کا ایک جامع لائحہ عمل تیار کرتے ہیں، پھر اس کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

..... بدعات ورسومات کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

..... عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات، اخلاقیات، سیاست غرض ہر شعبہ میں ایمانی روح پھونکتے ہیں۔

..... اعلائے حق میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔

..... من جانب اللہ لوگوں میں ان کی اطاعت اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

..... دین کا درد رکھنے والے افراد ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔

..... ان کو حضرات انبیا علیہم السلام کی طرح مخالفتوں کا سامنا ہوتا ہے، اذیتیں اٹھانی پڑتی ہیں، لیکن وہ اعلائے دین کے خاطر صبر واستقامت، اخلاص ویقین کے پیکر ہوتے ہیں، غیبی نصرت کی برکت سے مصائب کے بادل آہستہ آہستہ چھٹ جاتے ہیں اور دنیا میں ان کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

..... مجدد ذاتی اعتبار سے علوم و معارف میں کامل درک والے ہوتے ہیں، دین وسنت کی گہری بصیرت ان میں ہوتی ہے۔

... تقویٰ وصلاح کا کامل وصف ان میں ہوتا ہے۔

... مجدد علم کو پھیلاتے ہیں، اہل علم کی عزت کرتے ہیں۔

..... اللہ تعالیٰ اس قسم کی صفات کا حامل اپنا ایک بندہ یا ان صفات والے بندوں کی جماعت ہر صدی کے شروع میں یا ہر دور میں، یا ہر قرن میں اس امت میں پیدا فرماتے رہیں گے۔

آخری مجدد حضرت مہدیؓ ہونگے

ان ہی مجددین کے مبارک سلسلہ کی آخری کڑی حضرت مہدیؓ ہوں گے۔
چنانچہ ماضی قریب کے مجدد وفقیہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: هو اخر مُجَدّدی هذه الأمة [الکوکب الدری ۲/۵۷]۔

یعنی: حضرت مہدیؓ اس امت کے آخری مجدد ہوں گے۔

نوٹ: میرے مرشد حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ خو

وہ مجدد کو بذریعہ الہام اور علامات (استدلالی طریقہ سے) اپنے مجدد ہونے کا علم ہوتا ہے، لیکن یہ لازم نہیں ہے۔ اور نہ وہ الہام وحی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ ویسے مجدد اپنے مخصوص کارناموں کے ذریعہ پہچان لیے جاتے ہیں۔ [خلاصہ از فتاویٰ محمودیہ باب الاعتقادات ج ۱۲/ ص ۴۰۲]۔

حضرت مہدیؑ کے ظہور کی تاکید احادیث کی روشنی میں

احادیث مبارکہ میں آپ کی تشریف آوری کو بہت ہی تاکید سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

عن عبداللہ بن مسعودؓ، عن النبی ﷺ قال: "لو لم یبق من الدنیا إلّا یومٌ -- قال زائدۃ (الراوی) -- لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلاً منّی (أو قال) من أھل بیتی، یواطئ اسمہ اسمی و اسم أبیہ اسم أبی۔ زاد فی حدیث فطر: یملأ الأرض قسطاً و عدلاً کما مُلئت ظلماً و جوراً" [أبو داود کتاب المہدی ج ۲/ ص ۵۸۸] ترجمہ: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کر دیں گے کہ اس میں ایک شخص مجھ سے یا (یوں فرمایا کہ) میرے اہل بیت میں سے اس طرح مبعوث فرماویں گے کہ ان کا نام میرے نام سے مشابہ ہوگا، اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام سے مشابہ ہوگا۔ فطر کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ "وہ عدل و انصاف سے زمین کو اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر گئی تھی"۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

عن ابی ھریرۃؓ قال: لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یلی۔ ھذا حدیث حسن صحیح [ترمذی ۴۷/۲] یعنی اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن بھی باقی رہ گیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ (ایک شخص) والی ہو جائے گا۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

عن عبداللہ (بن مسعود) قال: قال رسول اللہ ﷺ: "لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی" ھذا حدیث حسن صحیح۔ [ترمذی ۴۷/۲] یعنی دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک میرے گھرانے میں سے ایک ایسا شخص سرزمین عرب کا مالک نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔

مذکورہ بالا روایت میں "یملک العرب" کا لفظ ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ چونکہ سرزمین عرب اسلام کا مرکز اور پایۂ تخت ہے، اس لیے اس کے مالک ہونے سے کل زمین کا مالک ہونا مراد ہے۔ نیز اہل عرب اشرف الناس ہیں، اس لیے عربوں کے سردار ہونے سے گویا تمام لوگوں کا سردار ہونا مراد ہے۔

مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ابتداءً حکومت عرب میں قائم ہوگی، پھر پوری دنیا میں۔ یا یہ کہ حکومت کا اصل مرکز عرب ہوگا۔ [معارف الحدیث ۱۷۰/۸]

قیامت کی ایک اور نشانی

ایک جگہ اس بات کو اس انداز سے بیان کیا گیا کہ:

"لا تذهب الأيام والليالي حتى يملك رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي، فيملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا" [مستدرك للحاكم رقم الحديث ۸۷۱۴]۔ یعنی دن و رات اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک میرے گھرانے میں سے ایک ایسا شخص (ساری دنیا پر) غالب نہ ہو جائے جس کا نام میرے نام جیسا اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ وہ روئے زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔

"لا تقوم الساعة حتى تملأ الأرض ظلما وجورا وعدوانا ثم يخرج من أهل بيتي من يملأها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وعدوانا" [مستدرك رقم الحديث ۸٦٦٩] وقال الحاكم: صحيح على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي۔ یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک روئے زمین ظلم و ستم اور سرکشی سے بھر نہ جائے۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اسے اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔

اس حدیث کے متعلق شیخ البانی کا نظریہ ملاحظہ ہو: وبعد أن وافق الألباني كلا من الحاكم والذهبي على حكمهما على الحديث بالصحة، قال عن

أحد الرواة، وأبو الصديق الناجي اسمه بكر بن عمرو وهو ثقة اتفاقا محتج

به عند الشيخين وجميع المحدثين فمن ضعف حديثه هذا من المتأخرين

فقد خالف سبيل المؤمنين.) المهدي ۲۲۴)

شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کی صحت کے سلسلے میں تمام اوروں ہی
سے اتفاق رائے کرتے ہوئے اسی حدیث کے ایک راوی کے متعلق فرمایا کہ ابوصدیق
الناجی جس کا نام بکر بن عمرو ہے بالاتفاق ثقہ ہیں شیخین اور تمام محدثین کے نزدیک ان
کی روایت قابل استدلال ہیں، چنانچہ متاخرین میں سے جس کسی نے ان کی اس
حدیث کو ضعیف قرار دیا اس نے مسلمانوں کی راہ سے انحراف کیا ہے۔

ان تمام روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ رات اور دن اس وقت تک فنا نہیں ہو
سکتے، یا قیامت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک حضرت مہدیؓ کا ظہور نہ ہو
جائے۔ نیز یہ کہ حضرت مہدیؓ کا ظہور بالکل یقینی اور حتمی ہے۔ حتی کہ خروج مہدی پر
ایمان رکھنا واجب ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔

حضرت مہدیؓ کے دست حق پر بیعت کی تاکید

انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر خیر اور نیکی کے کام میں بقدر استطاعت
تعاون کرے۔ نیز شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے مطابق اگر کوئی مصلح، مجدد داعی الی الحق
کھڑا ہو جائے تو اس کا تعاون کرنا، اس کے لیے راہ ہموار کرنا، اس کی راہ میں رکاوٹ
نہ بننا ایمانی اخلاقی فریضہ ہے۔ لیکن جب حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا تو ان کا تعاون

کرنے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی احادیث میں بڑی بھاری تاکید وارد ہوئی ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کو تاکید کے انداز میں اس طرح بیان فرمایا کہ:

”جس کو یہ وقت ملے (یعنی حضرت مہدیؓ کا زمانہ) تو وہ ان کے پاس آئے، اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے“

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: بينما نحن عند رسول الله ﷺ إذ أقبل فتية من بني هاشم، فلما رآهم النبي ﷺ اغرورقت عيناه و تغير لونه، قال (عبد الله) فقلت: ما نزال نرى في وجهك شيئا نكرهه، فقال: "إنا أهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا، وإن أهل بيتي سيلقون بعدي بلاء و تشريدا و تطريدا حتى يأتي قوم من قبل المشرق معهم رايات سود، فيسئلون الخير فلا يعطونه، فيقاتلون، فينصرون، فيعطون ما سئلوا، فلا يقبلون حتى يدفعوها إلى رجل من أهل بيتي، فيملأها قسطا كما ملئوها جورا، فمن أدرك ذلك منهم فليأتهم ولو حبوا على الثلج" ، [ابن ماجة ص۳۰۹ رقم ۴۰۸۲]۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک بنی ہاشم کے چند نوعمر بچے (آپ کے پاس) آئے، جب آپ نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ہوگئیں اور (چہرے کا) رنگ متغیر ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے چہرے پر غم کے آثار دیکھ رہے ہیں جو ہمارے لیے آزردگی کا باعث

ہے۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہم اہل بیت کو اللہ نے خصوصیت بخشی ہے، ہمارے لیے دنیا کی بنسبت آخرت کو پسند فرمایا ہے، میرے اہل بیت کو میرے بعد بڑے مصائب و آلام اور دھتکار کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم نمودار ہوگی جن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ میرے اہل بیت ان سے خیر کا سوال کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا۔ تب وہ قتال کریں گے، اور وہ نصرت و کامرانی سے ہمکنار ہوں گے۔ پھر انہیں ان کی مطلوبہ چیز دی جائے گی لیکن وہ اسے قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو دیں گے۔ وہ روئے زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ سو جو کوئی انہیں پائے وہ ان کے پاس پہنچ جائے، خواہ برف پر گھسٹ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے''۔

ان مبارک الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا ساتھ دینے اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہونے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: حضرت مہدیؒ کی خلافت کا وقت آئے گا تو آپ کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں۔ (ازالۃ الخفاء، ۲۹/۱)

ظہورِ مہدیؒ کی احادیث

(۱) ظہورِ مہدیؒ کی احادیث کی حیثیت

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ظہور مہدی کی احادیث حد تواتر تک

پہنچی ہوئی ہیں۔ (شیخ برزنجیؒ اور علامہ سیوطیؒ نے تواتر سے تواتر معنوی مراد لیا ہے)۔

"شرح عقیدۃ السفارینی" میں ہے کہ:

"قد كثرت الروايات بخروج المهدي، حتى بلغت حدَّ التواتر المعنوي"۔ [شرح عقيدة السفاريني ۲/۸۰] کہ حضرت مہدیؒ کے ظہور کی احادیث اس قدر کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ "اشعة اللمعات" میں لکھتے ہیں: دریں باب احادیث بسیار وارد شدہ، قریب بتواتر۔ [اشعة اللمعات ۴/۳۳۸] اس باب میں بہت سی روایات وارد ہیں جو تواتر کے بالکل قریب ہیں۔

قاضی شوکانی اپنی کتاب "الفتح الربانی" میں لکھتے ہیں:

"وجميع ما سقناه بلغ حدَّ التواتر، كما لا يخفى على من له فضل اطلاع"۔ (تحفة الأحوذي ۶/۴۰۲) کہ ہم نے جس قدر روایات ذکر کی ہیں وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں، جیسا کہ واقفیت تامہ رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

قاضی شوکانی اپنی دوسری کتاب "التوضيح في تواتر ما جاء في المهدي المنتظر والدجال والمسيح" میں تصریح فرماتے ہیں: الأحاديث الواردة في المهدي التي أمكن الوقوف عليها خمسون حديثاً فيها الصحيح والحسن والضعيف المنجبر۔ وهي متواترة بلا شك وشبهة بل يصدق وصف التواتر على ما دونها على جميع الاصطلاحات المحررة في الأصول وأما الآثار عن الصحابة المصرحة بالمهدي فهي كثيرة أيضاً لها حكم الرفع إذ لا

مجال للاجتهاد في مثل ذلك۔ ("المهدي" ٣٦ " لعادل الذكي نقلاً عن "الإذاعة" لصديق حسن خان)

حضرت مہدی کے متعلق جس قدر روایات پر واقفیت ہو سکی ان کی تعداد پچاس ہے، جن میں صحیح، حسن اور ضعیفِ منجبر (یعنی دیگر روایات کی روشنی میں اس کے ضعف کی تلافی ہو چکی ہو) ہر قسم کی روایات شامل ہیں۔ یہ تمام روایات بلا شبہ متواتر ہیں، بلکہ اصولِ حدیث کے مطابق اس سے کم تعداد والی روایات پر بھی تواتر کی صفت صادق آتی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت مہدیؒ کے متعلق صحابۂ کرامؓ کے آثار کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے، اور وہ بھی احادیث مرفوعہ کے حکم میں ہیں چونکہ ان ابواب میں اجتہاد کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

ظہور مہدی کی احادیث اور آثار ذکر کرنے والے حضرات کی مندرجۂ ذیل فہرست سے بھی کثرتِ روایات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مصنفین کے نام	کتابوں کے نام
١) الإمام البخاري	صحيح البخاري
٢) الإمام مسلم	صحيح مسلم
٣) الإمام الترمذي	جامع الترمذي
٤) الإمام ابن ماجه	سنن ابن ماجه
٥) الإمام النسائي	السنن الكبرى للنسائي
٦) الإمام أحمد	مسند أحمد

۷) ابن حبان البستي	صحيح ابن حبان
۸) محمد بن عبدالله الحاكم	المستدرك
۹) أبو بكر بن محمد بن أبي شيبة	مصنف ابن أبي شيبة
۱۰) أبو بكر الإسماعيلي	معجم الشيوخ
۱۱) عبدالرزاق بن همام الصنعاني	مصنف عبدالرزاق
۱۲) نعيم بن حماد	كتاب الفتن
۱۳) الحافظ أبو نعيم الأصبهاني	كتاب المهدي، حلية الأولياء
۱٤) أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني	المعجم الكبير، الأوسط، الصغير ومسند الشاميين
۱۵) الدار قطني	الأفراد
۱٦) البارودي	معرفة الصحابة
۱۷) أبو يعلى الموصلي	مسند أبي يعلى
۱۸) البزار	مسند البزار
۱۹) الحارث بن أبي أسامة	مسند الحارث
۲۰) الخطيب البغدادي	المتفق والمفترق وتلخيص المتشابه
۲۱) ابن عساكر	تاريخ ابن عساكر
۲۲) ابن منده	تاريخ أصبهان و"الإيمان"
۲۳) معمر بن راشد	الجامع

۲۴)الهيثم بن كليب الشاشي	المسند
۲۵)أبو الحسين الحربي	الحربيات
۲۶)ابن جرير	تهذيب الآثار
۲۷)أبو بكر المقري	المعجم
۲۸)أبو عمرو الداني	سنن الداني
۲۹)أبو غنم الكوفي	كتاب الفتن
۳۰)أبو شجاع شيرويه الديلمي	مسند الفردوس
۳۱)ابن الجوزي	التاريخ
۳۲)أبو الحسين بن المنادي	كتاب الملاحم
۳۳)أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي	دلائل النبوة
۳۴)يحيى بن عبد الحميد الحماني	المسند
۳۵)الروياني	المسند
۳۶)ابن سعد	طبقات ابن سعد
۳۷)ابن خزيمة	------
۳۸)الحسن بن سفيان	------
۳۹)عمر بن شبة	------
۴۰)أبو عوانة	المسند

[المہدی تعارف اذکی ۳۸–۴۰]

(۲) ظہور مہدیؒ کی احادیث کی مقبولیت

پوری امت مسلمہ نے ان احادیث شریفہ کو قبول کیا ہے جن میں حضرت مہدیؒ کے ظہور کا بیان ہے، چنانچہ علامہ مناویؒ جامع صغیر کی شرح ''فیض القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

أخبار المهدي كثيرة شهيرة أفردها غيرُ واحدٍ في التاليف الخ۔

[فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۲۷۹/۶] کہ حضرت مہدیؒ کے متعلق احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں نیز مشہور بھی ہیں، حتی کہ لوگوں نے انہیں مستقل تالیفات میں ذکر کیا ہے۔ (فیض القدیر)

بعض تالیفات کا ذکر حسب ذیل ہے۔

کتابوں کے نام	مؤلفین
۱) العرف الوردي في أخبار المهدي	الحافظ جلال الدين السيوطي
۲) الفتن والملاحم	الحافظ عماد الدين بن كثير
۳) القول المختصر في علامات المهدي المنتظر	الفقيه ابن حجر الهيثمي المكي
٤) ارتقاء الغُرَف	الحافظ السخاوي
٥) البرهان في علامات مهدي آخر الزمان	علي المتقي الهندي صاحب "كنز العمال"

٦)المشرب الوردي في مذهب المهدي	ملا علي القاري
٧)فوائد الفكر في ظهور المهدي المنتظر	مرعي بن يوسف الحنبلي
٨)التوضيح في تواتر ما جاء في المهدي المنتظر والدجال والمسيح	القاضي محمد بن علي الشوكاني
٩) الأحاديث القاضية بخروج المهادي	محمد بن إسمعيل الأمير اليماني

(المہدی لعادل الذکي ٤١-٤٣)

یہ چند مشہور مؤلفین کی قدیم اور موقر تالیفات ہیں۔ اس دور میں تو اس عنوان پر بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۳) حضرت مہدیؒ کے نام کی صراحت

تقریباً نوے سے زائد احادیث مرفوعہ ہیں جن میں سے تیس احادیث میں صراحۃً حضرت مہدیؒ کا نام ہے، اور آثار صحابہؓ اور اقوال تابعینؒ ان کے علاوہ ہیں۔

نوٹ: بعض احادیث میں اگرچہ نام مذکور نہیں ہے تاہم محدثین کے ہاں یہ قاعدہ تو مشہور ہے کہ اگر ایک واقعہ کے متعلق مختلف احادیث وارد ہوں، ان میں بعض مجمل ہوں اور بعض مفصل، تو مجمل کو مفصل ہی کے اوپر محمول کیا جاتا ہے۔

(۴) ظہور مہدیؓ کی احادیث کے رواۃ

تقریباً پچیس حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ سے حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث مروی ہیں۔ جن میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت طلحہ، حضرت انس، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر حضرات صحابہ شامل ہیں اور امہات المؤمنین میں سے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ بھی ہیں۔

(۵) صحاح ستہ میں حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث

ائمہ صحاح ستہ میں سے امام ترمذی، امام ابوداود، اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں حضرت مہدی کے عنوان سے مستقل تراجم قائم کیے ہیں۔

نوٹ: ابن ماجہ میں اگرچہ کچھ احادیث موضوعہ بھی ہیں، تاہم علامہ عبدالرشید نعمانیؒ نے "ما تمس الیہ الحاجہ لمن یطالع ابن ماجہ" میں ان تمام احادیث موضوعہ کو صفحہ ۳۸ پر جمع کر دیا ہے۔ لیکن مہدی والی احادیث ان میں شامل نہیں ہیں۔ (البتہ ابن ماجہ کی روایت "لا مهدي إلا عيسى" والی روایت کے متعلق جو کلام ہے اسے ہم نے الگ سے ذکر کر دیا ہے)۔

(۶) دیگر کتب حدیث میں حضرت مہدیؓ کے متعلق احادیث

ان کے علاوہ امام احمد، امام بزار، ابن ابی شیبہ، حاکم، طبرانی، ابویعلی موصلی،

امام عبدالرزاق بن ہمام، نُعیم بن حماد (شیخِ بخاری)، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہم اللہ نے اور علامہ علاء الدین علی المتقیؒ نے "کنز العمال" میں حضرت مہدیؓ کا مستقل تذکرہ کیا ہے۔

نوٹ: حافظ ابن تیمیہؒ "منهاج السنة" میں اور حافظ ذہبیؒ "مختصر منهاج السنة" میں تحریر فرماتے ہیں: فنقولُ: الأحاديث التي تُحتجُّ بها على خروج المهدي صحيحة، رواها أحمد و أبو داوٗد و الترمذي (مختصر منهاج السنة ٥٦٢) ۔ کہ: جن حدیثوں سے حضرت مہدیؓ کے ظہور پر استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہیں؛ احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے ان کو روایت کیا ہے۔ [ترجمان السنة ٣٧٨/٤]

(۷) صحیحین میں ظہورِ مہدی کا تذکرہ

حضرت مہدیؓ کا تذکرہ صحیحین میں بھی اشارہ واضحہ کے ساتھ موجود ہے، ملاحظہ کیجیے:

حدیث ۱: عن أبي هريرةؓ قال: قال: رسول الله ﷺ: "كيف أنتم إذا نزل ابنُ مريمَ فيكم وإمامُكم منكم"۔ تابعه عقيلٌ والأوزاعي۔ [صحيح البخاري ٤٩٠/١] ترجمہ: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے دراں حالیکہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا (یعنی حضرت مہدیؓ)۔

حدیث کی تحقیق

(الف) وإمامكم منكم کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

”وقال أبو الحسن الخسعي الأبري في مناقب الشافعي: تواترت الأخبار بأنّ المهديّ من هذه الأمة وأنّ عيسى يصلي خلفه، ذكر ذلك ردًّا لحديث الذي أخرجه ابنُ ماجة عن أنسٍ. وفيه "ولا مهديّ إلا عيسى“.[فتح الباری ٦١١/٦] یعنی وإمامکم منکم میں امام سے مراد مہدیؒ ہیں جو اسی امت سے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام (ایک نماز میں) ان کے مقتدی ہوں گے۔

(ب) علامہ بدرالدین عینیؒ نے بھی ”عمدة القاري شرح بخاري ٤٠/١٦“ پر یہی مفہوم مراد لیا ہے۔

(ج) اسی کی ایک متابع روایت حضرت جابر بن عبداللہؓ کے طریق سے مسلم شریف میں مذکور ہے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں: ”فیقول أمیرهم: تعال صلّ لنا“ الخ، اس کے ضمن میں شارح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ: أمیرهم هو إمام المسلمين المهدي الموعود المسعود۔ [فتح الملہم ٣٠٢/١] یعنی امیرهم سے مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں جو مسلمانوں کے امام ہوں گے۔

(د) نیز أبو عبد الله محمد بن خلفة الوشتاني الأبي المالكيؒ نے مسلم شریف کی شرح ”إكمالُ إكمالِ المعلم“ میں اور أبو عبد الله محمد بن محمد بن يوسف السنوسي الحسنيؒ نے اپنی شرح ”مكملُ إكمالِ الإكمال“ میں اسی کی تائید کی ہے۔ (٢٦٨/١)

(ہ) نیز مصنف عبدالرزاق کی ایک مقطوع روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ وإمامُکم منکم سے مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں۔

أخبرنا عبدُ الرزاق، عن معمرٍ قال: كان ابنُ سيرين يرىٰ أنّهُ المهديُّ الذي يصلي وراءهُ عيسٰى۔ [مصنف عبد الرزاق ۱۱/۳۹۹] یعنی ابن سیرین کا خیال یہ تھا کہ وہ حضرت مہدیؒ ہی ہیں جن کے پیچھے حضرت عیسٰی علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

(و) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"وإمامكم منكم أي من أهل دينكم، و قيل من قريش وهو المهديُّ" [مرقاۃ المفاتیح ۱۰/۲۲۲] یعنی "منکم" سے مراد یا تو وحدتِ دین ہے، یا مراد یہ ہے کہ وہ قریشی ہوں گے اور مراد حضرت مہدیؓ ہیں۔

(ز) علامہ انور شاہ کشمیریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

والمتبادرُ منهُ (مِنْ لفظ وإمامكم) الإمامُ المهديُّ. [فیض الباری ۴/۴۵] یعنی لفظ "وإمامكم" سے متبادر یہی ہے کہ یہاں مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں۔ آگے لکھتے ہیں: "وقد اختلط فيه بعض الرواة عند مسلم، فأطلقه على عيسٰى عليه الصلوٰة والسلام فجعل اللفظ "وأمّكم منكم" يعني أنه وإنْ كان من بني إسرائيل لكنّه يكونُ تابعاً لشرعكم۔ والراجحُ عندي لفظُ البخاري أي "وإمامكم منكم" بالجملة الاسمية، والمرادُ منه الإمام المهدي لما عند ابن ماجة" . [ایضاً ۴/۴۵] یعنی: مسلم کے بعض راویوں سے فروگذاشت ہوئی ہے، انہوں نے اس مقام پر عیسٰی علیہ السلام کو مراد لے لیا ہے، اور متن میں لفظ "وأمّكم منكم" ذکر کر دیا تو اس صورت میں مراد یہ ہوگی کہ وہ گرچہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں (تمہاری قوم سے نہیں) تاہم وہ تمہاری شریعت ہی کے پیروکار رہوں گے۔

میرے نزدیک تو (ان تاویلات کے بجائے) بخاری کا لفظ "وامامکم منکم" بمعنٰی امیہ کے ساتھ ہی راجح ہے، اور مراد حضرت مہدیؓ ہی ہیں چونکہ ابن ماجہ کی روایت اسی پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث ۲: عن ابی سعیدؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "من خلفائکم خلیفۃ یحثو المال حثیا ولا یعدّہ عدداً" [مسلم ج ۲، ص ۳۹۵] ترجمہ: تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ایسا ہوگا جو بغیر گنے لپ بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا۔

حدیث ۳: عن ابی سعیدؓ و جابرؓ قالا: قال رسول اللہ ﷺ: "یکون فی آخر الزمان خلیفۃ یقسم المال ولا یعدّہ" [ایضاً] ۔ ترجمہ: آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو بلا گنے مال تقسیم کرے گا۔

حضرت مہدیؓ کا حضرت عیسٰیؑ کی موجودگی میں نماز پڑھانا

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

"یہ امر بھی واضح رہنا چاہیے کہ صحیح مسلم کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گے، وہ حضرت عیسٰیؑ سے قبل پیدا ہوگا۔ دجال اسی کے عہد میں ظاہر ہوگا مگر اس کا قتل حضرت عیسٰیؑ کے دستِ مبارک سے ہوگا۔ حضرت عیسٰیؑ جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ نماز کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا، حضرت عیسٰیؑ کو دیکھ کر وہ

مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا مگر حضرت عیسیٰ ان سے فرمائیں گے "چونکہ آپ مصلے پر جا چکے ہیں اس لیے اب امامت بھی آپ ہی کا حق ہے، اور یہ اس امت کی ایک بزرگی ہے" لہذا یہ نماز تو آپ ان ہی کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے۔

یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ اب گفتگو صرف اتنی بات میں ہے کہ یہ خلیفہ کیا حضرت مہدی ہیں یا کوئی اور دوسرا خلیفہ۔ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ خلیفہ حضرت مہدی ہوں گے۔

ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس نام کے ساتھ مذکور ہیں، تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں کے حکم میں سمجھنا چاہیے۔ اس لیے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ حضرت مہدی کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی گنجائش ہے۔

مثلاً جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسیٰ جب اتریں گے، تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر امامت کے لیے مصلے پر آچکا ہوگا۔ تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام حضرت مہدی بتایا گیا ہے، یقیناً وہ اسی مبہم خلیفہ کا بیان کہا جائے گا۔ یونہی صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے حساب مال تقسیم کرے گا۔ اب دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کی یہ داد و دہش حضرت مہدیؑ کے زمانے میں ہوگی تو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق حضرت مہدی کو قرار دینا ٹھیک ہی ہوگا۔

جنگ کے مبہم واقعات حدیث میں حضرت مہدیؒ کے ہے

اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ابہام کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات حضرت مہدیؒ کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں تو یہ کہنا بالکل قرینِ قیاس ہوگا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ حضرت مہدیؒ ہی کے دور کے واقعات ہیں۔ غالباً ان ہی وجوہات کی بنا پر محدثین نے بعض مبہم حدیثوں کو حضرت مہدیؒ ہی کے حق میں سمجھا ہے، اور اسی باب میں ان کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابوداودؒ نے بارہ خلفاء کی حدیث کو حضرت مہدیؒ کے باب میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہواں خلیفہ یہی حضرت مہدیؒ ہیں۔

[ترجمان السنۃ ۲۷۸/۴-۲۷۹]

امیر سے مراد حضرت مہدیؒ

حدیث۴: عن جابر بن عبداللہؓ ، سمعتُ النبی ﷺ یقول: "لا تزالُ طائفةٌ من اُمّتی یقاتلون علی الحق ظاهرین إلی یوم القیامة، قال: فینزلُ عیسی بنُ مریم علیہ السلام فیقول أمیرُهم: تعالَ صلِّ لنا، فیقول: لا، إنَّ بعضکم علی بعضٍ أمراء، تکرمةَ الله هذه الأمّة". [مسلم ۸۷/۱] ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی، سو عیسیٰ بن مریم اتریں گے تب ان کا امیر کہے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھایئے، تو عیسیٰ کہیں گے کہ نہیں ہم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے لیے فضل ہے۔

اس حدیث میں بھی مسلمانوں کے امیر سے مراد مہدیؑ ہیں۔ جیسے کہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے "فتح الملہم" میں لکھا ہے کہ: قولہ "فیقول امیرھم الخ" ھو امام المسلمین المھدی الموعود المسعود [فتح الملہم ۳۔۲۷۸]۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس سیاق کی وہ ساری احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہے اُس سے مراد مہدی ہیں۔ [عقیدہ ظہور مہدی ۶۲] نیز مہدی کے متعلق ایک روایت مسلم کتاب الفتن ۲/ ۳۸۸ رقم: ۲۸۸۴ پر موجود ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

حضرت مہدیؑ کے متعلق وارد روایات کی تردید کرنے والوں نے تین وجوہات کو بنیاد بنایا ہے۔

۱) صحیح اور ضعیف روایات میں تناقض۔ اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو ہو چکی اور آئندہ بھی جا بجا اس تعارض کو دفع کیا گیا ہے۔ اور ویسے بھی روایات کا باہم تعارض ایک نظری اور اجتہادی امر ہے، اسے بنیاد بنا کر ایک اہم عقیدہ کو بے اصل قرار دینا بڑا غیر ذمہ دارانہ فیصلہ ہے۔

۲) بعض علماء نے صرف اس لیے اس عقیدہ کا انکار کر دیا کہ بہت سے جھوٹے مکاروں نے وقتاً فوقتاً اپنے مہدی ہونے کے دعوے کیے۔ لیکن یہ فیصلہ بھی مناسب نہیں ہے، چونکہ جس طرح جھوٹے دعویٰ نبوت کی وجہ سے عقیدۂ نبوت۔ نعوذ باللہ۔ بے بنیاد نہیں ہو سکتا، اسی طرح مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے سے عقیدۂ مہدویت بے اصل نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔

۳) بعض حضرات اس لیے اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں کہ حضرت مہدیؓ کا انتظار لوگوں میں سستی اور کاہلی پیدا کرتا ہے، لوگ امور دینیہ کے لیے محنت اور جدوجہد کرنے کے بجائے آپ کے انتظار میں ہی اپنا وقت اور اپنی صلاحیت ضائع کر دیں گے۔ واضح رہے کہ یہ سبب بھی آپ کے انکار کے لیے مناسب اور کافی نہیں ہے۔

اہل قلم حضرات کا انکار عقیدۂ ظہور مہدیؓ کی وجہ

ماضی اور حال کے بعض اہل قلم حضرات نے عقیدۂ ظہور مہدی کا صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ حضرت مہدیؓ کا تذکرہ صحیحین میں نہیں ملتا۔ اسی طرح ایک طبقہ تمام عقائد و مسائل میں صحیحین کی روایات پر ہی اعتماد کرتا ہے، حد تو یہ ہے کہ وہ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث کی روایات کو ناقابلِ حجت مانتے ہیں، گویا شیخین جن روایتوں کو ذکر نہ کریں وہ معیارِ صحت پر ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں یہاں پر خود امام بخاری و امام مسلمؒ کے اقوال کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بخاری و مسلم اور انکی احادیث

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے اپنی صحیحین میں تمام صحیح روایتوں کا نہ تو احاطہ کیا ہے اور نہ ہی اس بات کا التزام کیا ہے، جیسا کہ علماء نے ذکر کیا کہ خود یہ اکابر اس بات کا اعتراف فرماتے ہیں۔ چنانچہ امام نوویؒ نے اپنی کتاب "التقریب والتیسیر" میں ذکر کیا:

لم یستوعبا الصحیح فی صحیحیھما، ولا التزماہ۔ (تدریب

السراوي ۱/۷۴۔ یعنی حضرات شیخینؒ نے اپنی صحیحین میں نہ تو صحیح روایات کا استیعاب فرمایا ہے اور نہ اس بات کا التزام کیا ہے۔

نیز امام بخاریؒ نے فرمایا: ما أدخلتُ في كتاب الجامع إلا ما صحّ، وتركتُ من الصحاح مخافة الطول۔ (ایضاً) یعنی میں نے اپنی جامع میں صرف صحیح روایات ذکر کی ہیں، اور بہت سی صحیح روایات کو میں نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: ليس كلُّ شيء عندي صحيحٌ وضعتُهُ هنا، إنما وضعتُ ما أجمعوا عليه۔ (ایضاً) یعنی میں نے اپنی صحیح میں ان روایات کو ذکر نہیں کیا جو میرے نزدیک صحیح تھی، میں نے ان روایات کو ذکر کیا ہے جن کی صحت پر لوگوں کا اتفاق ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "مقدمة فتح الباري" میں نقل کرتے ہیں: روي الإسمٰعيلي عنه ـ عن البخاري ـ قال: لم أخرج في هذا الكتاب إلا صحيحاً، وما تركتُ من الصحيح أكثر۔ یعنی میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح روایات کو ہی ذکر کیا ہے، اور جن صحیح روایات کو میں نے ذکر نہیں کیا ان کی تعداد تو اور بھی زیادہ ہے۔

امام نوویؒ نے اپنی شرح مسلم کے مقدمہ میں لکھا ہے: إنهما ـ أي البخاري ومسلم ـ لم يلتزما استيعاب الصحيح، بل صحّ عنهما تصريحهما بأنهما لم يستوعباه، وإنما قصدا جمعَ جُمَلٍ من الصحيح كما يقصد المصنف في الفقه جمعَ جُمَلٍ من مسائله، لا أنه يحصر جميع مسائله۔ یعنی حضرات شیخینؒ نے اپنی کتابوں میں صحیح روایات کو بالاستیعاب ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا، بلکہ صحیح نقول

کے ذریعہ ان اکابر سے اس بات کی صراحت بھی ملتی ہے۔ انہوں نے صرف صحیح روایات کا ایک مجموعہ لکھنے کا ارادہ کیا جیسے کہ کوئی فقیہ اپنی کتاب فقہ کے لکھنے میں اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ فقہی مسائل کا ایک مجموعہ تیار کر لے، نہ کہ تمام فقہی مسائل کو باستیعاب ذکر کرے۔

اور امام بخاریؒ کا یہ قول تو اس بات کی صریح دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی جامع صحیح میں صحیح روایات کا استیعاب نہیں کیا: "أحفظ مائة ألف حديث صحيح و مائتي ألف حديث غير صحيح"۔ (السابق ۷۵ و ۷۶) مع أن جملة ما في كتابه الصحيح بالمكرر لا يعدو سبعة آلاف حديث تقريباً۔ (الخلاف في عدد الأحاديث في "تدريب الراوي ۱/ ۲۸ـ۲۹") امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح روایتیں یاد ہیں"۔ حالانکہ آپ کی صحیح بخاری کی روایتوں کی تعداد مکرر روایتوں کو شمار کر کے بھی سات ہزار سے زائد نہیں۔ (راجع للتفصيل المزيد الى كتاب "المهدي ۳۶۶ـ۳۱۲" لعادل التركي)

مذکورہ بالا اقتباسات اور نقول کے ذکر سے یہ نتیجہ ظاہر ہے کہ خواہ عقیدۂ ظہور مہدی ہو یا کوئی اور مسئلہ محض صحیحین ہی کی روایات پر دارومدار رکھنا اور دیگر کتب احادیث کی طرف بالکل التفات نہ کرنا اپنی جگہ خود ایک قسم کی ضد ہے۔

امید ہے کہ اس مکمل اور مدلل وضاحت کے بعد اب انکارِ مہدی کے لیے وہ خلجان باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کریم میں ہے ﴿فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ﴾۔ (البقرة ۲۷۵)

چند نتائج ظہور مہدیؓ کے متعلق احادیث کی روشنی میں

''ظہور مہدی کی احادیث'' کے عنوان کے ماتحت سات ضمنی مباحث پڑھ کر ہم چند نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔

۱) محدثین اور علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نے احادیث مہدی کو نقل کیا اور صحیح قرار دیا ہے۔

۲) یہ احادیث متعدد صحابہ کرام سے بہت سے طرق سے روایت کی گئی ہیں، حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بہت سے تابعین نے نقل کیا ہے، اور ان سے محدثین نے، گویا ہر زمانہ میں ناقلین کی ایک بہت بڑی جماعت رہی ہے۔

۳) بہت سے علماء نے ان روایات کے متواتر ہونے کی تصریح کی اور بہت سے حضرات نے ان کی تصحیح بھی کی ہے۔ بعض علماء نے ان روایات کو صحیح قرار دے کر انہیں متواتر کہا، بعض نے مشہور کہا اور بعض نے صرف صحیح کہا؛ حق بات یہ ہے کہ یہ روایات متواتر معنوی ہیں۔

۴) تواتر معنوی چونکہ تواتر لفظی کے قائم مقام اور ہم مرتبہ ہے اسی لیے علماء احادیث مہدی سے علم قطعی کے ثبوت کے حق میں ہیں۔

۵) حضرت مہدیؓ کے ظہور، آپ کی صفت وغیرہ پر دلالت کرنے والی روایات اہل سنت وجماعت کے عقائد میں شامل ہو چکی ہیں، چونکہ نبی کریم ﷺ سے وارد ہونے والی صحیح روایات کی تصدیق ہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عین مذہب ہے۔

۶) حضرت مہدیؒ کے متعلق وارد ہونے والی روایات سند کے اعتبار سے صحیح، حسن اور ضعیف بھی ہیں، نیز ان میں ایسی روایات بھی ہیں جو بے حد ضعیف اور موضوع بھی ہیں۔ (المهدي لعادل الذكي ٤٣-٤٤)

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؒ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

حدثنا يونس بنُ عبد الأعلى، حدثنا محمد بن إدريس الشافعي، حدثني محمد بن خالد الجَنَدي، عن أبان بن صالح، عن الحسن، عن أنس بن مالك أنَّ رسول الله ﷺ قال: "لا يزدادُ الأمر إلَّا شدَّةً، ولا الدنيا إلَّا إدبارًا، ولا الناسُ إلَّا شُحًّا، ولا تقوم الساعة إلَّا على شرار الناس، ولا المهدي إلَّا عيسى ابن مريم"۔ [ابن ماجه ٤٠٣٩ و المسند الجامع رقم ١٦٠٠] ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معاملہ سخت ہو چلے گا، دنیا پسپائی کی طرف لوٹے گی، لوگ بخل میں مبتلا ہو جائیں گے، قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی اور (ایسے وقت میں) مہدی (ہدایت یافتہ) عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں۔

اس حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدیٔ موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں، ان کے علاوہ کوئی مستقل شخصیت مہدی ہونے کی حیثیت سے آنے والی نہیں ہے۔

مذکورہ روایت کے بارے میں ائمہ حدیث کے اقوال

چنانچہ اس کے دلائل پیش خدمت ہیں۔

(۱) یہ روایت متکلم فیہ ہے۔

(۲) یہ روایت اپنے ظاہر پر نہیں ہے، بلکہ اس کے تاویلی معنی مراد ہے۔

حلِ اول کی وضاحت یہ ہے کہ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں محمد بن خالد الجندي کے ترجمہ کے تحت حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: قُلْتُ: حديثه لا مهدي إلا عيسى ابن مريم، وهو خبرٌ منكرٌ. (۵۳۵/۳) کہ حدیث "لا مهدي إلا عيسى ابن مريم" خبر منکر ہے۔

اور اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس روایت میں محمد بن خالد الجندي جن پر اس روایت کا مدار بھی ہے اور ان کا تفرد بھی ہے وہ بے حد متکلم فیہ ہے۔

ان کے بارے میں حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: قال الأزدي: منكر الحديث، وقال عبد الله الحاكم: مجهولٌ۔ [ایضا]

محمد بن خالد الجندي کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل کرتے ہیں: "قال الآبري: محمد بن خالد غير معروف عند أهل الصناعة من أهل النقل" اور آگے لکھتے ہیں: "وقال البيهقي: قال أبو عبد الله الحافظ: محمد بن خالد مجهولٌ". [تہذیب التہذیب ۱۴۴/۹]

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے ابن ماجہ کی اس روایت کے ذیل میں اپنے حاشیہ "مصباح الزجاجة" میں بڑی مفصل بحث کی ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اس کا بھی مختصر خلاصہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

علامہؒ نے اپنی مخصوص تحقیقی نگاہ اور تدقیقی فراست کے ساتھ مذکورہ حدیث پر، نیز حدیث کے دو مختلف فیہ راویوں (یونس بن عبد الأعلى اور محمد بن خالد الجندي) پر وارد شدہ محدثین کے رد و قبول اور جرح و تعدیل کا موازنہ کیا ہے۔ نیز اس سلسلہ میں أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الله الواسطي کے ایک خواب کا تذکرہ بھی کیا جس میں انہوں نے امام شافعیؒ کو دیکھا تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ یونس بن عبد الأعلى نے ان کی طرف اس حدیث کے سلسلہ میں جھوٹ منسوب کیا۔ اور اس کا وہ جواب بھی نقل کیا جو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا۔ [مصباح الزجاجة على قضاعة ابن ماجه ۳۰۰]

صاحب نبراس بھی فرماتے ہیں "لأن الحديث لا يصح"۔ [نبراس ۴۱۵] یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

منہاج السنۃ میں ہے: فأما حديث لا مهدي إلا عيسى ابن مريم فضعيف، فلا يعارض هذه الأحاديث۔ ص۵۶۲ یعنی حدیث لا مهدی إلا عیسی ابن مریم ضعیف ہے، اس لیے یہ دوسری روایتوں سے معارضہ نہیں کر سکتی۔

علامہ شوکانیؒ تو اس روایت کو موضوع لکھتے ہیں۔ [الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة المعروف بالأحاديث الضعيفة للشوكاني ۱۹۵ خاتمة في ذكر احاديث متفرقة رقم ۱۲۷ وكذا عنه في تذكرة الموضوعات باب آخر الزمان و فتنه ۲۲۳]

اور حل ثانی کی وضاحت یہ ہے کہ صاحب مصباح الزجاجہ اس حدیث کی تعلیق

میں لکھتے ہیں: وھذا الحدیث فیما یظھر ببادی الرأی مخالف للأحادیث الواردۃ فی إثبات مھدیٍّ غیر عیسی ابن مریم وعند التأمل لا یُنافیھا بل یکون المراد من ذلک أن المھدیَّ حقَّ المھدی ھو عیسی ابن مریم علیہ السلام ولا یُنافی ذلک أن یکون غیرہ مھدیًا أیضًا۔ [**مصباح الزجاجۃ علی فاستن ابن ماجہ ۳۰۰**] یعنی ظاہری طور پر دیکھا جائے تو یہ حدیث اُن احادیث کے مخالف ہے جو حضرت عیسیٰ کے علاوہ کسی اور مہدی کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن غور وخوض کیا جائے تو دونوں جہت کی روایتوں میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ مذکورہ روایت کا معنی یہ ہوگا کہ "مہدی" لقب کے کامل ترین مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کا مہدی ہونا کسی اور کے مہدی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے حوالۂ بالا کی طرف رجوع کیا جائے)

معلوم ہوا کہ یہ روایت قابلِ حجت نہیں بن سکتی۔

درایت کے بارے میں

نیز درایت کے اعتبار سے بھی اس کا مضمون محلِ نظر ہے۔ چونکہ ہمارے سامنے متعدد روایتیں ایسی ہیں جن میں صراحۃً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؒ کے الگ الگ ہونے کا تذکرہ ہے۔

حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ الگ الگ شخصیتیں حدیث کی روشنی میں

وہ روایتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) ''لن تهلك أمّة أنا في أوّلها وعيسى ابن مريم في آخرها والمهدي في أوسطها'' ، أبو نعيم في أخبار المهدي عن ابن عباس [كنز العمال ١٤/٢٦٦ رقم ٣٨٦٧١] ترجمہ: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کی ابتدا میں میں ہوں اور انتہا میں عیسیٰ ابن مریم ہیں اور درمیان میں مہدی ہیں۔

(۲) "منّا الذي يصلي عيسى ابن مريم خلفه" ، أبو نعيم في أخبار المهدي عن أبي سعيد. [كنز العمال ١٤/٢٦٦ رقم ٣٨٦٧٣] ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے۔

(۳) عن عبد الله بن عمرؓ قال: "المهدي الذي ينزل عليه عيسى ابن مريم و يصلي خلفه عيسى" . [أخرجه نعيم بن حماد ص٢٦٤ رقم ١٠٤٢، كذا في الحاوي ٧٨/٢] - ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم حضرت مہدیؒ کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک) نماز ادا کریں گے۔

(۴) "لا تزال طائفة من أمتي تقاتل عن الحق حتى ينزل عيسى ابن مريم عند طلوع الفجر ببيت المقدس ينزل على المهدي فيقال له تقدّم يا نبيّ الله فصلّ لنا، فيقول: إنّ هذه الأمّة أمين بعضهم على بعض لكرامتهم على الله عزّوجلّ". (أخرجه أبو عمرو الداني في سننه عن جابر بن عبد اللهؓ ص٢٤٠ رقم ٦٨٦، والحاوي ٨٣/٢) - ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کے لیے مقابلہ آرائی کرتی رہے گی، یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

حضرت مہدیؒ کی موجودگی میں طلوعِ فجر کے وقت بیت المقدس (یروشلم jerusalem) میں اتریں گے۔ ان سے درخواست کی جائے گی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیے! وہ فرمائیں گے کہ یہ امت باہم ایک دوسرے کے لیے امیر ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں مکرم ہونے کی وجہ سے۔ مسلم شریف کی روایت میں بھی تقریباً یہی الفاظ ہیں۔

(۵) "يلتفتُ المهدي وقد نزل عيسى ابن مريم كأنّما يقطر من شعره الماءُ، فيقول المهدي: تقدّم صلِّ بالناس، فيقول عيسى: إنّما أُقيمت الصلوةُ لك، فيصلّي خلفَ رجلٍ من وُلْدي"۔ [**أخرجه أبو عمرو الداني في سننه عن حذيفةؓ في سياق حديث طويل في باب ما روى في الوقيعة اللتي تكون بالزوراء التي ص۲۰۲-۲۰۹ رقم ۵۹۶**]۔ ترجمہ: حضرت مہدیؒ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر عرض کریں گے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے؛ اس وقت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتر چکے ہوں گے اس حال میں کہ ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی کے لیے اقامت کہی گئی ہے (یعنی آپ ہی نماز پڑھائیں)، چنانچہ وہ میری اولاد میں سے ایک شخص کی اقتدا میں (یہ) نماز ادا کریں گے۔

(۶) عن جابرٍؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ينزل عيسى ابن مريم فيقول أميرهم المهدي: تعالَ صلِّ بنا، فيقول: وإنّ بعضكم على بعضٍ أمراء، تكرمة الله لهذه الأمّة۔ [**أخرجه السيوطي في الحاوي ۶۴/۲ عن أبي نعيم**] حضرت جابرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ عیسٰی ابن مریم (آسمان سے) اتریں گے، تب مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی (ان سے) کہیں گے کہ آپ ہمیں نماز پڑھا دیجیے۔ وہ فرمائیں گے کہ تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے ساتھ اعزاز ہے۔

(۷) عن ابن سيرين قال: المهدي من هذه الأمّة، وهو الذي يؤمّ عيسى ابن مريم عليهما السلام۔ [أخرجه ابن أبي شيبة ۱۹۸/۱۵ رقم ۱۹٤۹٥ و كذا في الحاوي ٦٥/۲]۔ ترجمہ: ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ مہدی اسی امت کے فرد ہیں، اور وہی عیسٰی علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے۔

(۸) عن أبي أمامة قال: خطبنا رسولُ الله ﷺ وذكرَ الدجّال، وقال: "فتنفي المدينةُ الخبثَ منها كما ينفي الكيرُ خبثَ الحديد، ويُدعى ذلك اليومُ يومَ الخلاص، فقالتْ أمُّ شريك: فأين العربُ يا رسول الله يومئذ؟ قال: هم يومئذٍ قليلٌ، وجُلُّهم ببيت المقدس، وإمامهم المهدي رجلٌ صالحٌ، فبينما إمامهم قد تقدّمَ يُصلّي بهم الصبح إذ نزل عليهم عيسى ابن مريم الصُّبحَ، فرجعَ ذلك الإمامُ ينكص يمشي القهقرى ليتقدّمَ عيسى، فيضعُ عيسى يده بين كتفيه، ثمّ يقول له تقدمْ، فإنّها لك أُقيمتْ، فيصلّي بهم إمامُهم"۔ [أخرجه ابن ماجه رقم الحديث ٤۰۷۷ والروياني وابن خزيمة وأبو عوانة والحاكم وأبو نعيم واللفظ له- كذا في الحاوي ٦٥/۲] ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور (اس خطبہ میں) دجال کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا کہ (اس وقت) مدینہ

منورہ اپنے اندر موجود بدباطن لوگوں کو ایسے ہی نکال باہر کر دے گا جیسے بھٹی لوہے کی گندگی دور کر دیتی ہے۔ اور وہ دن "یوم الخلاص" (چھٹکارے کا دن) کہلائے گا۔ ام شریک نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کم ہوں گے، اور وہ بیت المقدس میں ہوں گے، اور ان کا امام "مہدی" نامی ایک نیک شخص ہوگا۔ ان کا امام انہیں فجر کی نماز پڑھانے آگے بڑھے گا اسی درمیان ان کے بیچ عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ یہ امام سر تسلیم خم کر کے الٹے پاؤں پیچھے ہٹیں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت فرمائیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ اقامت آپ ہی کے لیے کہی گئی ہے۔ تب مسلمانوں کے امام (حضرت مہدیؓ) نماز پڑھائیں گے۔

خلاصہ: ان تمام روایات کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؓ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

صحیحین میں امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ کا تذکرہ باعتبار الگ الگ شخصیتیں

نیز صحیحین کی احادیث میں حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت مسلمانوں کے ایک امام یا امیر کی موجودگی کا تذکرہ جابجا موجود ہے! اور جہاں دوسری روایات میں حضرت مہدیؓ کی صراحت موجود ہے وہاں اس بات پر کوئی ایک ضعیف روایت بھی نہیں ملتی کہ اس امام یا امیر سے مراد حضرت مہدیؓ نہیں۔ چنانچہ یہ بات واضح ہو گئی کہ

حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؒ دو الگ شخصیتیں ہیں، نہ کہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

اس کے باوجود ابن ماجہ کی روایت (لا مهدي إلا عيسى) کو کسی درجہ میں تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس کی تشریح یہ ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مہدی کہنے کا مطلب ہے " أعظم المهدي " چونکہ لغوی اعتبار سے ہر ہدایت یافتہ شخص اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ امام سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اثر نقل کیا ہے کہ: ''المهدي'' کا لقب ایسا ہی ہے جیسے کسی نیک آدمی کو '' رجلٌ صالحٌ '' کہہ دیں: (اس لحاظ سے مہدی کا اطلاق متعدد اشخاص پر ہوسکتا ہے)۔

عن ابن عمرؓ أنه قال لابن الحنفية: المهديُ الذي يقولون كما يقول: الرجل الصالح، إذا كان الرجل صالحًا قيل له المهدي. (**الحاوی للفتاویٰ للإمام السیوطی ۷۸/۲ وکذا معناه في الفتن لنعيم بن حماد ۲۶۲ رقم ۱۰۳۷**) یعنی مہدی کے لفظ کا استعمال اسی طرح ہے جس طرح کسی نیک شخص کو رجل صالح کہہ دیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس لغوی معنی کے اعتبار سے آپ ﷺ کے بعد سے آج تک ایسے بہت سارے افراد پائے جاتے رہے ہیں جن پر مہدی لفظ بولا جاسکتا ہے۔ چنانچہ خود نبی کریم ﷺ نے بھی حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کے لیے '' المهديين '' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اسی مبارک سلسلہ میں حضرت عیسیٰ کو سب سے

اونچے درجہ کے حقیقی مہدی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابن القیم لکھتے ہیں:

"لأنَّ عيسى أعظم مهديٍّ بين يدي رسول الله ﷺ وبين الساعة۔۔۔ إلى أن قال: فيصحُّ أنْ يقال: لا مهدي في الحقيقة سواه، وإنْ كان غيره مهدياً" [المنار المنيف ۱۴۸] کہ حضرت عیسیٰ آپ ﷺ کے مبارک زمانہ سے قیامت تک کے عرصہ میں سب سے عظیم المرتبت مہدی ہیں۔۔۔۔ چنانچہ مہدی کی حقیقی شخصیت کوئی اور ہی سہی، پھر بھی یہ کہنا بجا ہوگا کہ درحقیقت عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

اسی طرح جیسے الحجُّ العرفة کہا جاتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ صرف وقوف عرفہ ہی حج ہے بلکہ وہ حج کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، یا جس طرح لفظ دجال لغوی معنی کے اعتبار سے بہت سے دجال صفت لوگوں پر بولا جا سکتا ہے: البتہ اس کا حقیقی اور کامل اطلاق اس دجال اکبر پر ہوتا ہے جو حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

(۲) ایک توجیہ یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ ایسا مہدی جو کامل اور گناہوں سے معصوم ہو وہ حضرت عیسیٰ ہیں۔ ابن القیم لکھتے ہیں: وكما يصحّ أن يقال: إنما المهدي عيسى ابن مريم، يعني المهديَّ الكامل المعصوم. [وكذا قال القرطبي في التذكرة ۷۰۱ وفي الحاوي عن القرطبي ۸۶/۲] یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو کامل ترین اور معصوم مانتے ہوئے مہدی کہنا بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ شیخ برزنجیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ: "لا مهدي معصوما مطلقا إلا عيسى عليه السلام" [الإشاعة ١٤٢] یعنی وہ مہدی جو معصوم مطلق ہو وہ تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی ہیں۔

(۳) امام سیوطیؒ نے ولید بن مسلمؒ سے ایک اثر نقل کیا ہے جس سے اس توجیہ کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے:

عن الوليد بن مسلم قال: سمعت رجلا يحدث قوما، فقال: المهديون ثلاثة: (١) مهدي الخير عمر بن عبد العزيز (٢) ومهدي الدم وهو الذي تسكن عليه الدماء، (٣) ومهدي الدين عيسى ابن مريم، تُسْلِمُ أمته في زمانه.

وأخرج أيضا عن كعبٍ قال: مهدي الخير (المهدي المنتظر محمد بن عبد الله) يخرج بعد السفياني۔ [العرف الوردي في أخبار المهدي ٢٥ والحاوي ٧٨/٢ والفتن لنعيم بن حماد ٢٥٤ رقم ٩٨٨] ترجمہ: ولید بن مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو کچھ لوگوں کو حدیث کا درس دے رہا تھا: وہ کہہ رہا تھا کہ مہدی تین ہیں: ایک مہدیٔ خیر اور وہ عمر بن عبد العزیزؒ ہیں۔ دوسرے مہدیٔ دم یہ وہ ہیں جن کے دست مبارک پر خون خرابہ تھم جائے گا، اور تیسرے مہدی دین یعنی عیسیٰ ابن مریم جن پر اُن کی ساری امت اس زمانہ میں ایمان لے آئے گی۔ اور حضرت کعبؓ سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ مہدیٔ خیر (مہدی منتظر محمد بن عبد اللہ) سفیانی کے بعد ظاہر ہوں گے۔

(۴) ایک تاویل یہ ہے کہ یہاں عبارت مقدر ہے، چنانچہ تقدیر عبارت یوں

ہوگی "لا قول للمهدي إلا بمشورة عيسى عليه السلام" یعنی حضرت مہدی اپنی ہر بات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ لیں گے۔ [الإشاعة ۱۴۴]

مذکورہ بالا جوابات ان چند روایات کی تاویل میں پیش کیے جا سکتے ہیں جن کے مضمون سے حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؓ دونوں کی شخصیتوں کے ایک ہی ہونے کا مغالطہ ہوتا ہو، چنانچہ مسند بزار کی ایک روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اس سے بھی یہی معنی مترشح ہوتا ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: يوشك من عاش منكم أن يخرج المهدي عيسى ابن مريم إماما مهديا وحكما عدلا الخ [عارضة الأحوذي لابن العربي ۷۷/۹] یعنی تم میں سے جو زندہ رہے گا (وہ یہ دیکھے گا کہ) مہدی یعنی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہدایت یافتہ امام اور منصف حاکم بن کر ظاہر ہوں گے۔

حضرت مہدیؓ اور حضرت عیسیٰؑ کو ایک ماننا گمراہی ہے

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؓ جداگانہ شخصیتیں ہیں، لہٰذا جو لوگ راہِ حق سے ہٹ کر حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی دونوں کو ایک ہی مانتے ہیں اور نتیجۃً حضرت مہدیؓ کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہی کی راہ پر ہیں۔ خصوصاً قادیانی گروہ جس نے حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدیؓ دونوں کو پہلے تو ایک ہی شخصیت مانا؛ پھر مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ من الله ما يستحق) کو اس شخصیت کا مصداق کہا، وہ یقیناً راہِ حق سے

دور بہت دور گمرہی کی وادی میں سرگرداں ہیں۔ بلکہ یہ لوگ آیت کریمہ ﴿ظلمات بعضها فوق بعض، إذا أخرج يده لم يكد يراها﴾ الخ کے مصداق ہیں۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ حضرت مہدی منتظر محمد بن عبد اللہ اور حضرت عیسیٰ کے متعلق جس قدر علامات احادیث میں آئی ہیں ان میں سے کوئی بھی علامت کسی طرح بھی مرزا قادیانی میں ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔

عقیدہ ظہور مہدیؓ

(۱) ظہور مہدی کا عقیدہ ہر مسلمان کے لیے لازم و واجب ہے۔ "وبالجملة فالتصديق بخروجه (ى المهدي) واجب" [نبراس ص ۲۰۵ مطبع تھانوی دیوبند]

اسی طرح شرح عقیدۃ السفارینی میں بھی مذکور ہے کہ: "فالإيمان بخروج المهدي واجب، كما هو مقرر عند أهل العلم ومدوّن في عقائد أهل السنة والجماعة"۔ (شرح عقيدة السفارينی ۸۰/۲) یعنی حضرت مہدیؓ کے ظہور پر ایمان لانا واجب ہے؛ چنانچہ یہ بات اہل علم حضرات کے ہاں ثابت بھی ہے، اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی ہے۔

نیز علامہ محمد بن سلیمان الحلبیؒ بھی رقم طراز ہیں کہ: "واعلم أنه يجب الإيمان بنزول عيسى عليه السلام وكذا بخروج المهدي"۔ [نخبة اللآلي لشرح بدء الأمالي ۷۱] ترجمہ: تو جان لے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اسی طرح حضرت مہدیؓ کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "حضرت مہدی کا قرب قیامت ظہور یقینی امر ہے، اور حضرت مہدیؓ اللہ اور ان کے رسول ﷺ کی نظر میں حاکم برحق ہوں گے اور آپ ﷺ نے ان کے خلیفہ ہونے کی پیشین گوئی فرمادی ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: حضرت مہدیؓ کی خلافت کا وقت آئے گا تو آپ کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں۔ (ازالۃ الخفاء، ۲۶/۱)

(۲) ظہور مہدی کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد میں سے ہے۔

چنانچہ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ نے ترجمان السنۃ میں نقل کیا ہے کہ "شارح عقیدہ سفارینی" نے حضرت مہدیؓ کی تشریف آوری کے متعلق تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس کو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد میں شمار کیا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں "حضرت مہدیؓ کے خروج کی روایتیں اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اس کو معنوی تواتر کی حد تک کہا جاسکتا ہے، اور یہ بات علمائے اہل سنت کے درمیان اس درجہ مشہور ہے کہ اہل سنت کے عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت سے شمار کی گئی ہے۔ ابونعیم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہم نے صحابہؓ و تابعینؒ سے اس باب میں متعدد روایتیں بیان کی ہیں، جن کے مجموعہ سے حضرت مہدیؓ کی آمد کا قطعی یقین حاصل ہوجاتا ہے۔ لہذا حضرت مہدیؓ کی تشریف آوری پر حسب بیان علماء اور حسب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ یقین کرنا ضروری ہے"۔ [شرح عقیدۃ السفارینی بحوالہ ترجمان السنۃ ۳۷۷]

(۳) احادیث کے ذریعہ آپ کے ظہور کا قطعی یقین حاصل ہوتا ہے۔

(۴) مفتی نظام الدین شامزئیؒ فرماتے ہیں کہ: "علم حدیث سے تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ محدثین اپنی کتابوں میں جو ابواب قائم کرتے ہیں، وہ ان کی نظر میں احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ باب میں نقلِ حدیث کے بعد وہ اس پر سکوت کرتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق اب یہ بات بلا خوف و خطر کہی جا سکتی ہے کہ جن محدثین نے ظہور مہدی کی احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے (جن کا تذکرہ "ظہور مہدی کی احادیث" کے عنوان کے ذیل میں گذر چکا) اور ان احادیث پر ابواب بھی قائم کیے ہیں تو یہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔ اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوں گے"۔ [عقیدہ ظہور مہدی ۷۲]

(۵) حضرت نبی کریم ﷺ کے دورِ مسعود سے لے کر آج تک ہر دور میں سلف و خلف نے اور مفسرین، متکلمین، اور جمہور علمائے امت نے پورے اہتمام کے ساتھ اپنی تصانیف اور اپنے اقوال میں ظہور مہدی کو بہت ہی اہمیت سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مشہور غیر مقلد عالم عبدالرحمن مبارک پوری لکھتے ہیں: "اعلم أنّ المشهور بين الكافة من أهل الإسلام على ممرّ الأعصار أنه لا بدّ في آخر الزمان من ظهور رجل من أهل البيت ۔۔۔ إلى أن قال: ويسمّى بالمهدي (تحفة الأحوذي ۶/۱۷۶ باب ما جاء في المهدي) یعنی ہر زمانہ میں تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ بات مشہور رہی ہے کہ اہل بیت میں سے اخیر زمانہ میں

ایک شخص ضرور ظاہر ہوگا۔۔۔اور اس کا نام مہدی ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ امت مسلمہ کا سوادِ اعظم تواتر کے ساتھ آپ کی تشریف آوری اور آپ کے ظہور کو مان رہا ہے۔

(۲) علمائے عقائد نے ظہور مہدی کو حق کہا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ''قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا، حضرت مسیح اور حضرت مہدی علیہما السلام کا تشریف لانا، اور جن چیزوں کی خبر صحیح اور قابل استدلال احادیث سے ثابت ہوئی ہے ان کا واقع ہونا حق ہے''۔

[جواہر الایمان ۸]

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ عقائد اسلام میں لکھتے ہیں کہ: ''اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور آخیر زمانہ میں حق اور صدق ہے۔ اور اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے؛ اس لیے کہ حضرت مہدیؒ کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، اگرچہ اس کی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت ہوں۔ عہد صحابہؓ وتابعینؒ سے لے کر اس وقت تک حضرت مہدیؒ کے ظہور کو مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء اور صلحاء، عوام اور خواص ہر قرن اور عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں''۔ [عقائد اسلام ۱/۶۴]

ظہور مہدیؒ کے منکر کا حکم

حضرت مہدیؒ کا ظہور تمام اہل سنت کا مشترکہ عقیدہ ہے اس لیے اس کا انکار

نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ جو شخص اس کا انکار کرے اس کے متعلق سیدی وسندی فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

سوال: کیا حضرت مہدیؓ کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن وحدیث ضروریات دین میں سے ہے؟ اگر کوئی حضرت مہدیؓ کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

جواب: حامداً و مصلیاً و مسلماً، خلیفۃ اللہ المہدی کے متعلق ابوداود میں تفصیل مذکور ہے: ان کی علامات، ان کے ہاتھ پر بیعت، ان کے کارنامے ذکر کیے ہیں، جو شخص ان (امام مہدی) کے ظہور کا قائل نہیں وہ ان احادیث کا قائل نہیں۔ اس کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر آ جائے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۱۷/۱)

چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا ابو محمد عبد الحق حقانیؒ رقم طراز ہیں: "اہلِ سنت کے عقائد میں سے یہ تو ہے کہ اخیر زمانہ میں حضرت مہدیؓ ظاہر ہو کر کفار کو مغلوب اور اسلام کو قوی کریں گے۔ باقی اور تفصیل جو مذکور ہوئی خبر آحاد سے ثابت کی گئی ہے، وہ بھی کہیں چند احادیث کے ٹکڑوں کو ملا کر قرینہ سے ایک بات نکالی گئی ہے۔ ان باتوں پر یقین نہ کرنے سے اسلام سے خارج نہیں ہوتا، یہ اور بات ہے اگر اس بارے میں جو جو خبریں مخبر صادق ﷺ نے دی ہیں، گو وہ ہم تک کسی ذریعہ سے پہنچی اور ان کے سمجھنے میں بھی ہم سے غلطی ہوئی ہو، مگر سب برحق ہیں، ضرور ہو کر رہیں گی۔ یہی بات دیگر علاماتِ قیامت میں ملحوظ رہے"۔ [عقائد اسلام: باب ۴/ فصل ۲ ص ۱۸۵]

حضرات صحابہؓ کی فکر اور آپ ﷺ کی طرف سے عجیب بشارت

عن ابی سعید الخدریؓ قال: خشینا أن یکون بعد نبینا حدث، فسئلنا نبینا ﷺ فقال: "إنّ فی أمتی المهديّ یخرج یعیش خمسًا أو سبعًا أو تسعًا. (زیدٌ الشاكّ) قال: قلنا: وما ذاك؟ قال: سنین،قال: فیجیءُ إلیه الرجل فیقولُ: یامهدي أعطني أعطني قال: فیحثي له في ثوبه ما استطاعَ أن یحمله". هذا حدیثٌ صحیحٌ [**ترمذی باب ما جاء فی المهدی** ج ۲/ص ۴۷]. ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ: ہم کو ڈر ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد حادثات پیش آویں گے،ہم نے نبی ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں مہدی ظاہر ہوں گے جو پانچ یا سات یا نو تک زندہ رہیں گے (حدیث کے ایک راوی زیدؓ سے عدد میں شک واقع ہوا ہے) زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یہ تعداد کس چیز کی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سالوں کی آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس ایک شخص آکر کہے گا کہ مہدی! مجھے دیجیے، مجھے دیجیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر وہ اسے اس کے کپڑے میں (اتنے دینار اور روپے) لپ بھر عطا کریں گے کہ وہ اٹھا بھی نہ سکے گا''۔

مشہور محدث وفقیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اس حدیث شریف کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ: ''جب حضور ﷺ نے حضراتِ صحابہؓ کے سامنے اول تین زمانوں کے خیر پر ہونے کی بشارت دی تو حضراتِ صحابہؓ سمجھ گئے کہ فتن وحوادث اس کے بعد سامنے آئیں گے، اور خیر القرون کے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر آنے والا دن امت

کے لیے گذشتہ سے بدتر ثابت ہوگا۔

اس بات سے حضرات صحابہؓ کو نبی ﷺ کی محبوب امت کے مستقبل کے متعلق فکر لاحق ہوا کہ یہ امت دنیاداری میں مشغول ہو اور اچانک موت آجائے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ نیز اس شر و فساد اور گمراہی کے دور میں امت مسلمہ کو غفلت کی نیند سے کون بیدار کرے گا؟ حضرات صحابہؓ کی اس فکر کو دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ظہور مہدی کی خوش خبری دی، تا کہ ان کو اطمینان ہو جائے کہ اس خطرناک زمانہ میں بھی ہادیوں کا ظہور ہوگا، اور ہادیوں کا ظہور اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اُس دورِ پُرفتن میں بھی خیر کا مادّہ موجود ہوگا، اور دینی تعلیم اور سنت کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہے گا"۔ [الکوکب الدری مع حواشی ۵۷/۲]

نیز حضرت مہدیؑ کے روئے زمین پر قیام کے متعلق حدیث میں وارد ان تینوں اعداد: پانچ، سات اور نو کے درمیان تطبیق کی شکل کے متعلق آگے لکھتے ہیں کہ

"فيعيش خمسًا أو سبعًا الخ، والتوفيق بين هذه الروايات أنّ تجهيزه الجيش في خمس سنين، ثمّ محاربته مع الكفار سنتان، ثمّ يعيش بعد ذلك سنتين، فتلك تسعةٌ بِأسْرِهَا، وعلى هذا فالترديد في هذه الروايات ليس بشكٍّ من الراوي، بل هو تنويعٌ في الرواية". (ایضاً) یعنی اولاً لشکر کی تیاری پانچ سالوں میں ہوگی، پھر دو سال کفار سے جنگ ہوگی اور پھر آخری دو سال آپ زندہ رہ کر حکومت کریں گے اس طرح حدیث کے الفاظ میں چنداں تعارض نہیں رہتا۔

حضرت مہدیؒ کا دینی، دنیوی واخروی مقام

(۱) حدیث شریف میں ارشاد ہے: "لن تهلك أمّة أنا في أولها، وعيسى ابن مريم في آخرها، والمهدي في أوسطها" ، أبو نعيم في أخبار المهدي عن ابن عباس .(كنز العمال ٢٦٦/١٤ رقم ٣٨٦٧١) ''وہ قوم کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں مَیں ہوں (یعنی حضرت محمد ﷺ)، جس کے درمیان میں حضرت مہدی ہیں، اور جس کے آخر دور میں عیسیٰ ابن مریم ہیں''۔

(۲) آپ (یعنی حضرت مہدیؒ) آخری خلیفہ راشد ہوں گے۔

(۳) آپ آخری مجدد ہوں گے۔

(۴) آپ ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوں گے۔

(۵) حدیث شریف میں ایک جگہ آپ کو جنت کے سرداروں میں سے ایک سردار بتایا گیا ہے۔ عن أنس بن مالكؓ قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: نحنُ وُلدُ عبد المطلب سادةُ أهل الجنة، أنا و حمزةُ و عليٌّ و جعفر و الحسن و الحسين و المهدي . [ابن ماجة ،باب خروج المهدي ،٣٠٠] یعنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم عبد المطلب کی اولاد جنت کے سردار ہوں گے، یعنی آپ ﷺ، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی رضی اللہ عنہم۔

یہ روایت ابن ماجہ کے موضوعات میں شامل نہیں ہے۔ نیز اس کے متابعات اور شواہد موجود ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بہت بڑی روحانی طاقت دی گئی ہوگی۔

(۷) خلفائے راشدین کے بعد آپ ہی کا رتبہ ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں: ’’اور امام مہدی امت محمدیہ کے آخری خلیفہ راشد ہیں، جن کا رتبہ جمہور علماء کے نزدیک ابوبکرؓ اور عمرؓ خلفائے راشدین کے بعد ہے امت میں‘‘۔ [القول المحکم فی نزول عیسی بن مریم معروف بہ نزول عیسی و ظہور مہدی ۳۵]

(۸) آسمان وزمین والے سب آپ سے خوش ہوں گے۔

(۹) حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد پہلی نماز آپ کی اقتدا میں ادا فرمائیں گے، اور یہ اس امت محمدیہ کے لیے تکریم ہے (کہ اس امت کے باکمال افراد وہ ہیں جن کے پیچھے نبی نماز ادا کرے)۔

(۱۰) آپ نبی اور رسول نہیں ہوں گے، نہ آپ پر وحی نازل ہوگی اور نہ آپ نبوت کا دعویٰ کریں گے، اور نہ کوئی آپ کو نبی سمجھ کر ایمان لائے گا۔

معلوم ہوا کہ جو شخص مہدی ہونے کے ساتھ ساتھ نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے (اسی طرح جن لوگوں نے آج تک اپنے متعلق مہدی ہونے کے دعوے کیے وہ بھی جھوٹے ہیں)۔

(۱۱) حضرت عیسیٰؑ کے نزول تک حضرت مہدی مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم ہوں گے۔

(۱۲) حضرت عیسیٰؑ نزول کے بعد بمنزلہ امیر ہوں گے، اور حضرت مہدی

بمنزلہ وزیروں کے اور دونوں باہمی مشورہ سے کام کریں گے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: حضرت عیسٰیؑ کا آسمان سے نزول خلیفہ کی حیثیت سے ہوگا، اور یہ حیثیت ان کی اہل اسلام کے معتقدات میں شامل ہے، اس لیے جب وہ نازل ہوں گے تو حضرت مہدی علیہ الرضوان امور خلافت ان کے سپرد کرکے خود ان کے مشیروں میں شامل ہو جائیں گے، اور تمام اہل اسلام ان کے مطیع ہوں گے۔ اس لیے نہ کسی دعوے کی ضرورت ہوگی، نہ کسی چناؤ یا انتخاب کی۔ [المھدی و المسیح ۲۱]

ظہور کے وقت تک حضرت مہدیؓ کو مخفی رکھا جانا

احادیث کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؓ کا ظہور ایک وقتِ مقررہ تک مخفی رکھا گیا ہے۔ جب ظہور کا وقت ہوگا تب من جانب اللہ اچانک لوگوں پر راز ظاہر ہو جائے گا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ظہور سے پہلے تک خود حضرت مہدیؓ بھی اپنے مقام سے ناآشنا ہوں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ سے ایک روایت منقول ہے: عن علیؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "المھدي منا أھل البیت یصلحه الله في لیلة"۔ [ابن ماجه باب خروج المهدي ۲/ ۴۱۰ ومسند أحمد ۱/ ۱۰۶] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو یہ صلاحیت عطا فرمادے گا۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالغنی دہلویؒ فرماتے ہیں: "أي یصلحه الله

فِي لَيلَةٍ أي يُصلحه للإمارةِ و الخلافة بغاءةً و بغتةً" ۔ [إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجه] یعنی اللہ تعالی ایک ہی رات میں اچانک ان کو امارت اور خلافت کی یہ صلاحیت عطا فرما دے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "أي يتوب الله عليه و يُوَفِّقُهُ و يُلهِمه و يُرشِدُه بعد أن لم يكن كذلك" ۔ [النہایۃ فی الفتن و الملاحم ۲۷۸] یعنی اللہ تعالی اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں (حقیقت کا) الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے، جس سے وہ پہلے ناواقف تھے۔

آپ کے کمالات اور خوبیاں ظہور کے وقت تک مخفی اور چھپی ہوں گی، اس لیے وقت ظہور سے قبل کوئی آپ کو پہچان نہیں سکے گا۔ اور جب ظہور کا وقت مقررہ آپہنچے گا تو باری تعالی ایک ہی شب میں اپنی قدرت کاملہ سے ان میں امارت کی تمام صلاحیتیں پیدا فرما دیں گے جس کی وجہ سے ان کا مہدی ہونا ایسا نمایاں اور واضح ہو جائے گا کہ ایک ادنی شخص بھی بآسانی آپ کی شخصیت کو پہچان لے گا۔ مصائب کی کثرت کی وجہ سے آپ کا ظہور سب کو محبوب اور پیارا ہو گا۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی " تحریر فرماتے ہیں: "ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہو جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب حضرت مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر ان کا تعارف عوام و خواص میں کیسے مخفی رہ سکتا ہے؟ اس لیے مصائب و آلام کے وقت ان

کے ظہور کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اس لفظ (یصلحہ اللہ فی لیلۃ) نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں، لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیت الٰہیہ کے ماتحت او جھل رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظرِ عام پر آجائیں گی۔ گویہ بھی ایک کرشمۂ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی۔ اور جب وقت آئے گا، تو قدرتِ الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا مہدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہو جائے گا۔

دیکھیے کہ دجال کا خروج احادیث صحیحہ سے کیسا ثابت ہے، لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے پہلے کتنی مخفی ہے۔ اور جب کہ یہ داستان دورِ فتن کی ہے تو اب حضرت مہدی کے ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا، یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک فتنہ ہے"۔ [ترجمان السنہ ۴/ ۴۰۴ و ۴۰۵]

حضرت مہدیؓ کا ظہور کب ہوگا؟

احادیث میں بہت ہی تاکید کے ساتھ حضرت مہدیؓ کی تشریف آوری اور اس کے بعد امت مسلمہ کے عروج و ترقی کی یقینی خبریں دی گئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی کس وقت، کس سال، کس ماہ میں آپ کا ظہور ہوگا اس کی تعیین نہیں کی گئی۔

ہاں احادیث سے جس زمانہ میں آپ کا ظہور ہونے والا ہے اس وقت کے

امت مسلمہ کے احوال کا کافی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے، جس سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ اب ظہور کا زمانہ قریب ہے۔

زمانہ ظہور کے قریب امت کے عمومی حالات

(۱) زمین ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

(۲) ظلم اتنا شدید ہوگا کہ پناہ کی جگہ نہ ملتی ہوگی۔

اس سلسلہ کی ایک روایت حاکم نے ذکر کی ہے: عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللہ ﷺ: "ینزل بامتی بلاء شدید من سلطانھم حتی یضیق الارض عنھم فیبعث اللہ رجلا من عترتی فیملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا" الخ۔ [مستدرک للحاکم] کہ میری امت پر ان کے حکمرانوں کی جانب سے بہت سخت مصیبتیں آئیں گی یہاں تک کہ ان پر زمین تنگ ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے ہی بھر دے گا جیسے وہ ظلم و ستم سے بھر چکی تھی۔

(۳) لوگ ایک دوسرے پر تھوکتے ہوں گے۔ عن علیؓ قال: "لا یخرج المھدی حتی یبصق بعضکم فی وجہ بعض"۔ [منتخب کنز العمال ۳۲/۶] یعنی مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک تم لوگ ایک دوسرے پر تھوکنے نہ لگ جاؤ۔

حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث قابل اعتبار

ہے۔[عقیدۃ ظہور مہدی،۷۰]

(۴) اللہ کا نام لینا گردن زدنی جرم ہوگا۔اذا قال الرجل "اللہ اللہ" قُتل۔[مستدرک للحاکم ۵۵۴/۴]

(۵) امت پر بہت ہی آزمائش ہوگی۔

(۶) لوگوں میں اختلاف اور زلزلے (یعنی پریشان کن حالات) ہوں گے۔

(۷) دین پر زوال آوے گا۔

(۸) فتنوں کی بھر مار ہوگی۔

(۹) حالات ایسے ہوں گے کہ مسلمان مایوسی سے کہیں گے کہ "اب مہدی کیا آئیں گے؟" یعنی مہدی کی تشریف آوری کے متعلق لوگوں کو مایوسی سی ہوگی۔عن ابن عباس قال یبعث المهدي بعد أياس وحتى يقول الناس "لا مهدي"۔[الحاوی ۷۶/۲] یعنی مہدی ایسی ناامیدی کے عالم میں ظاہر ہوں گے کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ "مہدی کا وجود ہی نہیں ہے"۔

(۱۰) دنیا پر شیطانی قوتوں کا غلبہ ہوگا۔

(۱۱) مسلمانوں کے دلوں میں بھی نیم مذہبی پن پیدا ہو رہا ہوگا۔

(۱۲) دین وشریعت کی دنیا میں کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

(۱۳) حرام کو حلال سمجھا جاوے گا۔

(۱۴) معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھا جاتا ہوگا۔

امت پر آنے والے حالات کا اندازہ ایک حدیث شریف کے ذریعہ سے لگایا

جا سکتا ہے"عن ثوبان قال: قال رسول الله ﷺ: "یوشك الامم أن تداعی علیکم کما تداعی الاکلة الی قصعتها. فقال قائل: ومن قلة نحن یومئذ؟ قال: بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن الله من صدور عدوکم المهابة منکم، ولیقذفن الله فی قلوبکم الوهن. فقال قائل: یارسول الله وما الوهن؟ قال: حب الدنیا وکراهیة الموت"۔ [ابو داود ۲/۵۹۰ رقم ۴۲۹۷] حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ "ایک زمانہ وہ آئے گا کہ قومیں تم پر حملہ بولنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے دسترخوان پر کھانے والوں کو دعوت دی جاتی ہے" (اور کھانے والے سب جانب سے دسترخوان کو گھیر لیتے ہیں، اسی طرح کفار کی یہ جماعتیں مسلمانوں کو گھیر لیں گی) صحابہؓ نے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: "نہیں! بلکہ اس وقت تم بڑی تعداد میں ہوں گے، لیکن (دینی اعتبار سے) تم سیلاب کے بالائی کچرے اور گندگی کی طرح ہوگے، اور دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تم 'وھن' کا شکار ہو جاؤ گے" سائل نے دریافت کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ 'وھـــــن' کیا چیز ہے؟ فرمایا:" دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔

☆ ☆ ☆

حضرت مہدیؓ کے حالات

نام اور نسب

آپ کا مبارک نام محمد ہوگا۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ آپ کا خاندانی تعلق اہل بیت یعنی بنو ہاشم سے ہوگا۔ آپ اپنے والد کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے؛ یعنی حسنی سید ہوں گے۔ اور والدہ کی طرف سے حضرت حسینؓ شہیدِ کربلا کی اولاد میں سے ہوں گے؛ یعنی حسینی سید ہوں گے۔

دراصل اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، بعض میں آپ کا حسنی ہونا اور بعض میں حسینی ہونا مذکور ہے، چنانچہ امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں ضمناً یہ روایت ذکر کی ہے:

(۱) قال أبو داود: وحُدِّثْتُ عن هارون بن المغيرة، قال: حدثنا عمرو بن أبي قيس، عن شعيب بن خالد، عن إسحق قال: قال عليٌّ ونظر إلى ابنه الحسن فقال: "إنَّ ابني هذا سيِّدٌ، كما سمَّاه النبي ﷺ وسيخرج من صلبه رجلٌ يُسمَّى باسم نبيكم ﷺ". [أبو داود ۵۸۹/۲ رقم ۴۲۹۰] ترجمہ: حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کی طرف دیکھتے ہوئے یوں فرمایا کہ: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اسے "سید" کے لقب سے نوازا، اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام جیسا ہوگا۔

(۲) حدثنا الوليد و رشدين، عن ابن لهيعة، عن أبي قبيل، عن عبدالله بن عمروؓ قال: يخرج رجلٌ من ولد الحسين من قبل المشرق، لو استقبلتْه الجبالُ لهدمها واتخذ فيها طُرقاً۔ [أخرجه الحاكم و ابن عساكر، وكما في الحاوي ۲/۶۶] یعنی حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ایک شخص مشرق کی جانب سے نمودار ہوگا، اگر بالفرض پہاڑ بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بنے تو وہ اسے توڑ پھوڑ کر اس میں سے اپنی راہ بنالے گا۔

ان دونوں روایتوں کے بعد اب صاحب نبراس کا وہ کلام ملاحظہ ہو جس میں دونوں روایات متعارضہ کے دو جواب مذکور ہیں، وہ لکھتے ہیں: "اختلف في أنّ المهدي من أولاد الحسنؓ أو الحسينؓ؟ والراجح هو الأول، كما رواه أبو داود عن عليؓ ـ [رقم الحديث ۴۲۹۰] و جمع بعضهم بأنّه من صلب حسنيّ و بطن حُسَينيّة". [نبراس ۴۴۶] یعنی اس بات پر لوگوں میں اختلاف ہے کہ حضرت مہدیؒ کس کی اولاد میں سے ہوں گے؟ آیا حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسینؓ کی اولاد سے؟ حالانکہ راجح قول تو یہی ہے کہ آپ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ چونکہ اس قول کی تائید میں حضرت علیؓ کی ایک روایت بھی ہے جسے ابوداودؒ نے نقل کیا ہے۔ بعض حضرات نے دونوں اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ آپ کے والد حضرت حسنؓ کے خاندان سے اور والدہ حضرت حسینؓ کی نسل سے ہوں گی۔

ایک نکتہ: ابن القیم الجوزیہ لکھتے ہیں: "وفي كونه من وُلد الحسن سِرٌّ

لطیفٌ؛ وهو أنّ الحسنؓ ترك الخلافة لله۔ فجعل الله من ولده من یقوم بالخلافة الحق، المتضمن للعدل الذی یملأ الأرض، وهذه سنة الله فی عباده أنه من ترك لأجله شیئاً أعطاه الله أو أعطی ذریته أفضل منه" ۔[المنار المنیف لابن القیم الجوزیة ۱۵۱ وکذا قال المناوی فی فیض القدیر ۲۷۹/۶] یعنی حضرت مہدیؒ کے حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہونے میں ایک لطیف نکتہ ہے، وہ یہ کہ حضرت حسنؓ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر خلافت سے دست بردار ہوئے تھے۔ نتیجۃً اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں ایک ایسے شخص کا ظہور مقدر فرما دیا جو سچی خلافت قائم کرے گا، وہ خلافت ایسے انصاف والی ہوگی جو ساری سرزمین کو شامل ہوگی۔ اور یہ تو دستورِ خداوندی ہے کہ جو شخص اللہ کی خاطر کسی چیز سے دست بردار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کو یا پھر اس کی اولاد میں سے کسی کو اس سے بہتر چیز عطا کرتے ہیں۔

محدثِ عظیم مُلا علی قاریؒ نے بھی اپنی مشہور تصنیف المرقاۃ میں اسی طرح کا ایک نکتہ ذکر کیا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

"والأظهر أنهُ مِن جهة الأب حسني ومن جانب الأم حُسيني قياساً على ما وقع في ولدي ابراهيم، وهما اسمعيل واسحق عليهما الصلوٰة والسلام، حيث كان أنبياءُ بني اسرائيل كلهم من بني اسحق، وانما نبيّ من ذرية اسمعيل نبينا ﷺ وقام مقام الكل ونعم العوض وصار خاتم الأنبياء، فكذلك لما ظهرت أكثر أئمة الأمة من أولاد الحسين، فناسب أن ينجبر الحسن بأن أعطي له ولد يكون خاتم الأولياء، ويقوم مقام سائر الأصفياء

الخ" (المرقاة ۱۷۴/۱۰، باب أشراط الساعة، الفصل الثانی) یعنی یہ قول بالکل واضح ہے کہ حضرت مہدیؓ اپنے والد کی جانب سے حسنی اور والدہ کی جانب سے حسینی ہیں، یہ معاملہ ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام کے معاملہ کی طرح ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے تمام انبیا حضرت اسحٰقؑ کی آل واولاد سے ہوئے، اور اسمٰعیلؑ کی اولاد میں صرف خاتم الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے جو تمام انبیاء کے قائم مقام ہیں اور بنی اسمٰعیل کے لیے ایک بہترین عوض ہیں، بالکل اسی طرح جب اس امت کے اکثر و بیشتر ائمہ کرام حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہوئے تو مناسب یہی تھا کہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں ایک ایسا شخص ہو جو تمام ائمہ میں سب سے کامل ہو اور تمام صوفیاء کا قائم مقام ہو۔

نوٹ (۱): بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؓ حضرت عباسؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ چنانچہ حدیث: ''اللھم انصر العباس و ولد العباس ثلاثاً، یا عمّ أما علمت أنّ المهديّ من ولدك موفقاً، رضياً، مرضياً" [منتخب کنز العمال ۲۷/۶] کے متعلق صاحب کنز العمال نے اخیر میں لکھا ہے کہ: ''رجالُ سندِه ثقات"۔ کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا "اللھم انصر العباس و ولد العباس" اے اللہ عباس اور اس کی اولاد کی مدد فرمادے۔ پھر فرمایا کہ اے چچا کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ مہدی آپ کی اولاد میں سے ہوگا جو توفیق یافتہ، رضا مند اور رضا یافتہ ہوگا۔

اس روایت کے بعض طرق میں محمد بن زکریا الغلابی نامی راوی پائے

جاتے ہیں، جو غیر معتبر ہیں، حتی کہ بعضوں نے ان کے بارے میں "کان یضع الحدیث" تحریر فرمایا ہے۔ [المغنی للذھبی ۲/۲۰۰]

اس روایت کے طریق میں ایک راوی محمد بن یونس الکدیمی بھی ہیں، ان کے متعلق لکھا ہے "متھم بالوضع" یعنی ان پر حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔

(المہدی العادل الذکی ۵۶)

اور اگر اس روایت کو قبول بھی کر لیا جائے تو ممکن ہے کہ حضرت عباسؓ کی طرف نسبت اس وجہ سے کی گئی ہے کہ آپ اس وقت اپنے خاندان کے تنہا بزرگ تھے، اور خاندان کے بزرگوں اور ذمہ داروں کی طرف بچوں کو منسوب کرنا ایک عام سی بات ہے۔

نوٹ (۲): بعض کتابوں میں آپ کی والدہ کا نام "منہ" لکھا ہے لیکن کسی مستند حوالہ سے ہمیں یہ بات نہیں مل سکی۔

لقب

آپ کا لقب معروف "مہدی" ہوگا۔ جس کے معنی ہے "ہدایت یافتہ" (جس کو باری تعالیٰ کی طرف سے حق کی ہدایت ملی ہو، ساتھ ہی جو شخصیت دوسروں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنے)۔ اس لیے لفظی اعتبار سے ہر نیک ہدایت یافتہ جو صراط مستقیم پر چلے اس کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اہل سنت و جماعت کی اصطلاح میں (جو در حقیقت شرعی اصطلاح ہے) جب مہدی کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے وہ ذاتِ شریف مراد

ہوتی ہے جن کی تشریف آوری کی بشارت قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ کے نزول سے پہلے احادیثِ متواترہ میں دی گئی ہے۔ جو یوں کن حالات میں نبی امید بن کر تشریف لاویں گے، اور اس امت کے لیے عالمی سربلندی کا ذریعہ ثابت ہوں گے۔ اور جن کی خاص علامتیں اور تعارفی احوال صحیح سند کے ساتھ صحیح احادیث میں مذکور ہیں اور ان علامتوں کا انطباق اس خاص مہدی کے سوا کسی اور پر ہو ہی نہیں سکتا۔

لقب کے ساتھ لفظ ’’امام‘‘ اور ’’علیہ السلام‘‘ کی زیادتی کی حقیقت

’’امام‘‘ کا لفظ

حضرت مہدیؒ کے نام کے ساتھ بعض لوگ امام کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور ہمارے بعض علماء نے پر وثوق دلائل کے ساتھ اس کی اجازت بھی دی ہے، لیکن سنت نا بناب اس کو نا استعمال کرنا ہی مناسب ہے۔ نہ تو آپ کے حق میں اصطلاح بنا کر اس لفظ کا استعمال کیا جاوے اور نہ ہی لغوی طور سے استعمال درست ہے، کیوں کہ لفظ امام کے استعمال کرنے میں ایک شیعی نقطۂ نظر کی ترویج کا شبہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ شیعہ حضرات جن بارہ افراد کی عصمت کے قائل ہیں ان کو امام سے تعبیر کرتے ہیں، لہذا حضرت مہدیؒ کے ساتھ امام کا لفظ استعمال کرنے میں شیعوں کے استعمال کے پیشِ نظر التباس ہوگا، اس وجہ سے اس کا ترک ہی افضل ہے۔ اور لغوی معنی کے اعتبار سے بھی

حضرت مہدیؒ کے لیے اس لفظ کو استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ مرتبہ میں ان سے بھی بڑے حضرات خلفائے راشدین کے لیے اس لفظ کے استعمال کا رواج نہیں۔

"علیہ السلام" کا لفظ

اسی طرح بعض لوگ آپ کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" کا لفظ بولتے ہیں۔ جب کہ عرف میں "علیہ السلام" کا لفظ حضرات انبیا اور ملائکہ کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، اور حضرت مہدیؒ نہ تو نبی ہیں اور نہ فرشتہ، اس لیے "علیہ السلام" کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیے؛ بلکہ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنا مناسب ہے۔

چنانچہ شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، استاذِ محترم حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم "حجۃ اللہ البالغۃ" کی اپنی بے نظیر شرح "رحمۃ اللہ الواسعۃ" میں تنبیہ کے عنوان سے رقم طراز ہیں: حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے اسمائے گرامی کے ساتھ لفظ "امام" کا استعمال حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خطباتِ جمعہ کے خطبۂ ثانیہ میں بھی فرمایا ہے جب کہ ان کی امامت کا عقیدہ شیعوں کا ہے، اور یہ عذر کہ شاید لغوی معنی میں استعمال کیا ہو، اس لیے درست نہیں کہ خلفائے راشدینؓ کے ناموں کے ساتھ یہ لفظ استعمال نہیں فرمایا، جب کہ وہ زیادہ حق دار تھے۔ اسی طرح بہت سے مصنفین کے قلم سے ان بزرگوں کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" نکل جاتا ہے جو اہل السنۃ کے نزدیک کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ بارہ اماموں کی نبوت و عصمت کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔ [۸۵/۱]

"علیہ السلام" کے لفظ کے استعمال کے سلسلہ میں تقریباً یہی باتیں مولانا خیر محمد جالندھری صاحب نے [خیر الفتاوی ۱۴۷/۱] میں ایک استفتا کے جواب میں لکھی ہے۔

غرض "امام مہدی علیہ السلام" یہ لقب جو لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے، شیعی اثرات کا نتیجہ ہو سکتا ہے، یا بے خبری میں غلبۂ محبت کی بنا پر ایسی باتیں زبان و قلم سے نکل جاتی ہیں۔ اس لیے اس سے احتیاط نہایت ضروری ہے۔

حضرت مہدی کے لیے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کا لفظ:

رہی بات یہ کہ آپ کو رضی اللہ عنہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ تو وہ اس وجہ سے کہ آپ تقریباً دو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت اٹھائیں گے، اور نیز روایتوں میں حضرت مہدیؓ کے متعلق "یرضی عنه ساكن السماء و ساكن الأرض" کے الفاظ وارد ہیں، ملاحظہ فرمائیں [كنز العمال ۲۷۰/۱۴، رقم ۳۸۵۸۶] یعنی آسمان و زمین کے لوگ ان سے راضی ہوں گے۔ اس لحاظ سے ظہور کے بعد "رضی اللہ عنہ" کے پاکیزہ کلمات کے ساتھ حضرت مہدیؓ کا تذکرہ جائز ہوگا۔

نوٹ: احادیث میں حضرت مہدیؓ کے لیے کثرت سے لفظ امام استعمال ہوا ہے، اسی وجہ سے متقدمین و متاخرین علماء کا جم غفیر حضرت مہدی کے لیے امام کا لفظ استعمال کرتے آرہا ہے، ان ہی روایات کے پیش نظر حضرت مہدی کے لیے امام کے لفظ کا استعمال درست تو ہے البتہ چوں کہ امامت کا عقیدہ شیعوں کا بنیادی اور اہم عقیدہ

ہے، ہمارے لیے یہی مناسب ہے کہ ہم اس لفظ کے استعمال سے احتراز کریں۔
وَلِلنَّاسِ فِي مَا يَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ۔ ہر کسی کی پسند جداگانہ ہوتی ہے۔
خلاصہ یہ ہوا کہ آپ کا مناسب لقب حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

وطن

عن أم سلمة زوج النبي ﷺ قال: " يكون اختلاف عند موت خليفة، فيخرج رجل من أهل المدينة هارباً إلى مكة فيأتيه ناس من أهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن و المقام "الخ۔ [أبو داود ۵۸۹/۲] ترجمہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، تب مدینہ والوں میں سے ایک شخص مکہ کی طرف بھاگ نکلے گا، لوگ اس کے پاس آکر اسے امامت کے لیے نکالیں گے حالانکہ وہ اس کو پسند نہ کرتا ہوگا، پھر وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بیچ اس سے بیعت کریں گے۔

آپ کا وطنِ مالوف اور جائے ولادت مدینہ منورہ ہے اور جائے ظہور مکہ مکرمہ ہے۔ اور آپ بیت المقدس (ملکِ شام) کی طرف اعلائے دین کے لیے ہجرت فرمائیں گے۔

ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں رقم طراز ہیں کہ: " إنّ المهدي يظهر أوّلاً في الحرمين الشريفين، ثمّ يأتي بيت المقدس " الخ [شرح الفقه الأكبر ۱۳۶] حضرت مہدیؒ پہلے حرمین شریفین میں ظاہر ہوں گے، پھر بیت المقدس

(Jerusalem) تشریف لے جائیں گے۔

شکل وصورت (حلیہ مبارک)

آپؓ کی شکل وصورت کے متعلق حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ رقم طراز ہیں کہ: ''آپ کا قد وقامت قدرے لانبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا ﷺ کے چہرے سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا ﷺ کے اخلاق سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہوں گے''۔ (علاماتِ قیامت ۱۰)

حضرت مہدی کی شکل وصورت احادیث کی روشنی میں

احادیث میں آپ کے نام ونسب کے ساتھ شکل وصورت کو بھی اجمالاً ذکر کیا گیا ہے، تاکہ آپ کی شخصیت کی شناخت میں کوئی اشتباہ نہ رہے۔

اس سلسلہ میں ابوداؤد شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: عن أبي سعيد الخدريؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ''المهديُّ مِنِّي أجْلَى الجَبْهةِ أقنى الأنف يملأُ الأرضَ قِسطاً وَعدلاً كما مُلِئتْ ظُلماً وجَوراً ويملكُ سبعَ سنين''۔ (أبوداود كتاب المهدي ۵۸۸/۲) یعنی مہدی میری اولاد میں سے ہے، جو کشادہ پیشانی اور بلند وباریک ناک والے ہیں۔

اس حدیث میں آنکھوں سے نظر آنے والی حضرت مہدیؓ کی دو جسمانی نشانیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے؛ ایک یہ کہ وہ روشن اور کشادہ پیشانی ہوں گے، اور دوسری یہ کہ وہ بلند بینی ہوں گے، ان دونوں چیزوں کو انسان کی خوب صورتی اور حسن وجمال

میں خاص دخل ہوتا ہے۔ اسی لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک میں بھی ان دونوں چیزوں کا ذکر آتا ہے۔

[شمائل ترمذی ۴]

ان دو نشانیوں کے ذکر کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ حسین وجمیل بھی ہوں گے۔ لیکن ان کی اصل نشانی اور پہچان ان کا یہ کارنامہ ہوگا کہ دنیا سے ظلم وعدوان کا خاتمہ ہوجائے گا، اور ہماری یہ دنیا عدل وانصاف کی دنیا ہوجائے گی۔

[معارف الحدیث ۱۷۷/۸]

اسی قسم کی ایک روایت مستدرک حاکم میں بھی ہے: عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: "المهدي منا أهل البيت أشم الأنف، أقنى، أجلى يملأ الأرض قسطاً و عدلاً كما مُلئت جوراً وظلماً يعيش هكذا، و بسط يسارهُ واصبعين من يمينه المُسبّحة و الإبهام و عقد ثلاثة" . هذا حديث صحيحٌ على شرط مسلم ولم يُخرجاه . [مستدرك للحاكم ٦٠٠/٤ رقم ٨٦٧٠] ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہدی ہم اہلِ بیت میں سے ہوگا، سیدھی باریک ناک والا، کھلی پیشانی والا ہوگا۔ وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ اتنے (سال) زندہ رہے گا، (یہ فرمانے کے بعد) آپ ﷺ نے (پانچوں انگلیاں پھیلاتے ہوئے) بائیں ہاتھ کو کھول دیا اور دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں (شہادت کی انگلی اور انگوٹھے) کو کھول دیا اور باقی تین انگلیاں بند رکھی (گویا کل سات انگلیاں کھول دیں)۔

اور بعض روایت میں مزید ایک جسمانی صفت اس طرح وارد ہوئی ہے: عن علي قال: المهدي فتى من قريش آدم ضرب من الرجال۔ (منتخب كنز العمال ٢٤/٦ على هامش مسند أحمد) کہ حضرت مہدی گندمی رنگ اور چھریرے بدن والے قریش کے نوجوان ہوں گے۔

مذکورہ نصوص میں آپ کے تین اوصاف جسمانیہ کا ذکر ہے۔ مگر بطور علامت تو یہی وارد ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیرت میں مشابہت ہوگی، ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ علم وعمل، روحانی واخلاقی کمالات کے ساتھ ساتھ آپ کی وجیہ شکل و صورت آپ کی طرف لوگوں کی کشش کا ذریعہ ہوگی۔

حضرت مہدی حضور ﷺ سے اخلاق میں مشابہ ہونگے

چنانچہ ابوداودؒ نے حضرت ام سلمیٰؓ روایت کے ذیل میں ذکر کیا: "يشبهه في الخُلق ولا يشبهه في الخَلق"۔ [أبو داود ٥٨٩/٢، رقم ٤٢٩٠] مہدیؓ اخلاق میں تو آپ ﷺ کے مشابہ ہوں گے لیکن شکل وصورت میں نہیں۔

چنانچہ صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں: "يشبهه في الخُلق أي في أخلاقه العالية ولا يشبهه في الخَلق أي في ظاهر الصورة"۔ [بذل المجهود ١٠٢/٥] یعنی حضرت مہدیؓ اپنے بلند اخلاق میں تو آپ ﷺ سے مشابہ ہوں گے لیکن ظاہری شکل وصورت میں مشابہ نہ ہوں گے۔

اس سے ایک بات یہ بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مہدیؓ کے اخلاق جب

اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاقِ طیبہ سے مشابہت رکھتے ہوں گے تو یہ اخلاقی مشابہت آپ کے تعارف کے لیے بہت بڑی علامت ثابت ہوگی، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ آپ ﷺ سے جسمانی طور پر کامل مشابہت نہیں رکھتے ہوں گے۔

ظہورِ مہدیؓ اور اس وقت کے حالات

حضرت مہدیؓ کا ظہور کس طرح ہوگا

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ البتہ بہت سی احادیث میں حضرت مہدیؓ کے ظہور کے بالکل قریب تر زمانہ سے وابستہ ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک خلیفہ کا انتقال ہوگا اور مسلمانوں میں امارت کے بارے میں اختلاف ہوگا کہ کس کو امیر بنایا جائے۔ اہل مدینہ سے ایک باکمال شخص (حضرت مہدیؓ جو ابھی لوگوں میں متعارف نہیں ہوں گے) مکہ مکرمہ کی طرف چلا جائے گا۔ اس کو یہ اندیشہ ہوگا کہ لوگ مجھ کو خلیفہ بنا دیں گے اور وہ خود یہ منصب قبول کرنا پسند نہیں فرماتے ہوں گے۔ اور اپنے آپ کو چھپانے کی سعی کریں گے لیکن اہل مکہ آپ کی وجیہ اور باکمال شخصیت کو پہچان لیں گے اور ان (حضرت مہدیؓ) کے نہ چاہنے کے باوجود حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کرنا شروع کریں گے۔

تین سو تیرہ آدمی شروع میں حضرت مہدیؓ سے بیعت ہو نگے

بالکل شروع میں جو لوگ حضرت مہدیؓ کے دست بابرکت پر بیعت کی سعادت حاصل کریں گے ان کی تعداد اصحاب بدرؓ اور اصحاب طالوت کی طرح تین سو تیرہ ہوگی۔ (غزوہ بدر کے موقع پر مشہور قول کے مطابق تین سو تیرہ صحابہؓ تھے اور حضرت طالوت کے ساتھ ان کی ہدایت پر عمل کر کے جالوت کی طرف مقابلہ کے لیے آگے بڑھنے والے بھی تین سو تیرہ تھے) یہ تین سو تیرہ حضرات بہت ہی اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے اور خیر القرون کے بعد اگلے پچھلے تمام لوگوں سے افضل ہوں گے۔ پھر جیسے جیسے خبر پھیلتی جائے گی مختلف جماعتوں میں پہنچ کر آپ کے گرد جمع ہوتے رہیں گے۔

"نفس زکیہ" کے قتل کے بعد حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا

روى ابن أبي شيبة عن مجاهد قال: حدثني فلانٌ رجل من أصحاب النبي ﷺ "إن المهدي لا يخرجُ حتى تقتل النفس الزكية، فإذا قُتلت النفس الزكية غضب عليهم من في السماء ومن في الأرض، فأتى الناس المهدي فزفُّوه كما تُزف العروس إلى زوجها ليلة عرسها وهو يملأ الأرض قسطاً وعدلاً وتخرج الأرض من نباتها وتمطر السماء مطرها وتنعم أمتي في ولايته نعمة لم تنعمها قط"۔

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک صحابیؓ نے بیان کیا کہ:

"نفس زکیہ" کے قتل کے بعد حضرت مہدی کے ظہور کا واقعہ پیش آئے گا۔ "نفس زکیہ" کے قتل پر تمام زمین و آسمان والے غضبناک ہو جائیں گے۔ تب لوگ حضرت مہدیؑ کے پاس آ کر انہیں اتنے اہتمام سے تیار کریں گے جتنے اہتمام سے دلہنوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، زمین سے اناج غلہ کی پیداوار شروع ہو جائے گی، آسمان سے بارش برسنے لگے گی۔ ان کے دورِ خلافت میں میری امت اس قدر خوش عیش و آسودہ ہو جائے گی جیسی پہلے کبھی نہیں تھی۔ (المہدی ٦٥ :

نفس زکیہ کون ہے؟

روایت میں مذکور لفظ "النفس الزکیۃ" کے بارے میں دو قول ہیں۔

۱) ایک خیال تو یہ ہے کہ اس سے وہی خلیفہ مراد ہیں جن کے انتقال کے بعد مسلمانوں میں امارت و خلافت کے متعلق اختلاف برپا ہو گا۔ اور پھر حضرت مہدیؑ خلافت کی ذمہ داری اٹھائیں گے۔ پھر خلافت کے لالچی یہی بلوا خور حضرت مہدیؑ کے خلاف بغاوت پر اتر آئیں گے اور حضرت مہدیؑ کو ان باغیوں سے قتال کرنا پڑے گا جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

قدیم زمانہ سے کیا ہوتا رہا ہے کہ جب کبھی وقت کی کوئی بہت ہی عزت دار شخصیت کی موت یا شہادت واقع ہوئی تو لوگ اس واقعہ کو اسی "النفس الزکیۃ" والی حدیث پر محمول کرتے لیکن یہ دعوے درست نہیں، چونکہ احادیث میں "نفس زکیہ" کے قتل کے فوراً بعد حضرت مہدیؑ کے ظہور کا ذکر ملتا ہے۔

۲) ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ "النفس الزکیۃ" سے مراد مسلمانوں کی

بہت بڑی تعداد میں قتل کیا جاتا ہے، "النفس" جمع کے لیے استعمال ہوا ہے، چنانچہ وہ ایسا شدید پُرفتن دور ہوگا کہ اس دور میں دینِ حق پر چلنا ہی اپنی جگہ بہت بڑی کرامت کی بات ہوگی، صرف اللہ کا نام لینا ہی ایسا جرم ہوگا جس کی سزا موت ہے، اس وقت مسلمانوں کا بہت ہی بڑی تعداد میں قتلِ عام ہوگا۔ اہلِ حق کی اس زبوں حالی پر اللہ تعالیٰ کو جلال آجائے گا اور تب حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا۔

دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں کے اسی قتلِ عام میں اس "النفس الزکیہ" کا بھی قتل واقع ہوگا جو خلیفۂ وقت ہوگا۔

مشرق کی طرف سے ایک جماعت آئے گی اور حضرت مہدیؓ کی تائید کرکے قیامِ حکومت میں تعاون کرے گی۔

اس سلسلہ کی روایت حسبِ ذیل ہے:

حدثنا حرملة بن يحيى المصري و إبراهيم بن سعيد الجوهري قالا: حدثنا أبو صالح عبد الغفار بن داود الحراني قال: حدثنا ابن لهيعة، عن أبي زرعة عمرو بن جابر الحضرمي، عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيديؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "يخرج ناس من المشرق فيوطئون للمهدي يعني سلطانه". [سنن ابن ماجه، ٣٠٠، رقم ٤٠٨٨]

مشرق سے آنے والی جماعت کا حضرت مہدیؓ کی تائید کرنا

یعنی مشرق سے لوگ آئیں گے اور قیامِ سلطنت میں حضرت مہدیؓ کی نصرت کریں گے۔

اس حدیث کے تمام رُوات پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے حضرت مفتی نظام الدین شامزئیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی قابلِ اعتبار ہے، کیوں کہ کسی نے اس کو موضوع نہیں کہا ہے۔

عراق (Iraq)' شام (Syria)' یمن (Yemen) کے ابدال بھی آویں گے اور حضرت مہدیؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس سلسلہ کی روایتوں کا ذکر جابجا آتا رہے گا۔

حضرت مہدیؓ کے عہدِ خلافت میں قتال کی کچھ تفصیل

صحیح اور حسن روایات کے پیشِ نظر حضرت مہدیؓ کے منصب خلافت سنبھالتے ہی قتال کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، چنانچہ قتال کا یہ سلسلہ تین قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱) باغیوں سے قتال۔ ۲) دفاعی قتال۔ ۳) اقدامی قتال

۱) باغیوں سے قتال۔

ابتدائی مرحلے میں حضرت مہدیؓ کا لشکر اسباب کے اعتبار سے کمزور ہو گا۔ لیکن باری تعالیٰ کی نصرت و مدد اُن کے شاملِ حال ہوگی جس کی برکت سے آپ آگے بڑھتے چلے جاویں گے۔

باغیوں سے قتال کے متعلق حضرت علیؓ کی یہ روایت ملحوظ ہو، اس میں باغیوں کا حضرت مہدیؓ کے مقابلہ میں سات (یا بعض روایات کے الفاظ کے مطابق نو) جھنڈوں تلے جمع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

أخبرني أحمدُ بن محمد بن سلمة العنزيُّ، حدثنا عثمانُ بنُ سعيدٍ الدارميُّ، حدثنا سعيد بنُ أبي مريم، أنبأنا نافعُ بن يزيد، حدثني عيّاش بنُ عباس أن الحارث بنَ يزيدَ حدّثه أنه سمع عبدالله بنَ زُرَيرٍ الغافقيَّ يقول سمعت عليَّ بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه يقول: ستكون فتنة يحصل الناس منها كما يحصل الذهب في المعدن۔ فلا تسُبّوا أهل الشام، وسُبّوا ظَلَمَتَهم۔ فإنّ فيهم الأبدال، و سيُرسلُ الله إليهم سيبا من السماء فيغرقهم حتى لو قاتلتهم الثعالبُ غلبَتْهم۔ ثم يبعث الله عند ذلك رجلًا من عترة الرسول صلى الله عليه وسلم في اثني عشر ألفاً إنْ قلّوا، و خمسة عشر ألفاً إنْ كثُروا۔ أمارتهم او علامتهم "أمِت أمِت" على ثلث رايات يقاتلُهم أهل سبع رأيات، ليس من صاحب راية إلّا وهو يطمع بالملك، فيقتتلون و يهزمون ثم يظهر الهاشمي فيردّالله إلى الناس ألفتهم و نعمتهم۔ فيكونون على ذلك حتى يخرج الدجال۔ هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه [مستدرک ۵۹۶/۴ رقم ۸۶۵۸]

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عنقریب فتنہ ہوگا، اس میں لوگ ایسے چھٹ جاویں گے جیسے سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے۔ تم اہل شام کو برا بھلامت کہو چونکہ ان میں ابدال ہوں گے، ان کے ظالموں کو برا کہو، اللہ تعالیٰ شام کے لوگوں پہ بارش برسائیں گے جوان کو غرق کردے گی۔ وہ (لوگ غرق ہونے کی وجہ سے) اس قدر کمزور ہوجائیں گے کہ اگر لومڑی بھی ان سے لڑے تو ان لوگوں پر غالب آجائے۔

پھر اس وقت اللہ تعالیٰ ہاشمی (یعنی مہدی) کو مبعوث کریں گے جو نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کے ساتھ کم از کم بارہ ہزار اور زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار تک کا لشکر ہوگا، ان کی فوج کا شعار "أمت أمت" کا لفظ ہوگا، ان کا لشکر تین جھنڈوں کے نیچے لڑے گا، ان کے مد مقابل سات جھنڈوں کے نیچے ہوں گے۔ ہر جھنڈے والا اقتدار کی طمع میں ہوگا، وہ لڑیں گے اور شکست کھائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ہاشمی یعنی مہدی کو فتح دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی (گم کردہ) الفت و نعمت لوٹا دے گا۔ پھر لوگ دجال کے ظہور تک اسی خوش حالی میں رہیں گے۔

اس روایت میں الفاظ "یقاتلهم أهل سبع رايات" سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قتال باغیوں نے شروع کیا تھا اور مقصد خلافت و حکومت کی طمع اور لالچ ہی ہے۔

سفیانی کا خروج اور حضرت مہدیؓ کی پہلی مبینہ کرامت

سفیانی کا واقعہ حضرت مہدیؓ کے واقعات میں بہت ہی اہم ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی روایات کتب احادیث میں مذکور ہیں، گرچہ بیشتر روایات سند کے اعتبار سے متکلم فیہ ہیں۔

سفیانی کی وجہ تسمیہ

سفیانی (خالد بن یزید بن ابوسفیان کی اولاد سے ہوگا، اس لیے اس کو سفیانی کہتے ہیں۔ اس کا نام عروہ بتایا گیا ہے۔) یہ خاندانِ قریش سے تعلق رکھنے والا شخص

ہوگا، اور اس کا ننھیال قبیلہ بنو کسب ہوگا، اس لیے بنو کلب کے لوگ اس کے ہم نوا ہوں گے۔

سفیانی کا تعلق ملکِ شام (Syria) میں دمشق (Damascus) کے صحرائی اطراف سے ہوگا، اس کا حکم شام اور مصر (Egypt) کے اطراف میں چلے گا۔ یہ بہت ہی ظالم و جابر شخص ہوگا، لوگوں کا قتلِ عام کرے گا، خاص طور پر سادات اس کا نشانہ ہوں گے، عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا، بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلہ قیس کے لوگ اس کے مقابلے کے لیے جمع ہوں گے تو وہ ان سب کو قتل کر دے گا۔ اس سلسلہ کی روایات حسبِ ذیل ہیں۔

احادیث میں سفیانی کا ذکر

(۱) أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن قتادة يرفعه إلى النبي ﷺ قال: "يكونُ اختلافٌ عند موت خليفةٍ، فيخرجُ رجلٌ من المدينة فيأتي مكة، فيستخرجه الناس من بيته وهو كارهٌ، فيبايعونه بين الركن و المقام، فيبعث إليه جيشٌ من الشام، حتى إذا كانوا بالبيداء خُسِفَ بهم، فيأتيه عصائبُ العراق و أبدالُ الشام، فيبايعونه فيستخرج الكنوز، ويقسم المالَ، ويُلقي الإسلامُ بجرانه إلى الأرض، يعيش في ذلك سبع سنين أو قال تسع سنين". [مصنف عبد الرزاق ۳۷۱/۱۱، رقم ۲۰۷۶۹ و أبو داود رقم ۴۲۸۶] ترجمہ: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، اس وقت ایک شخص

مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلا جائے گا، لوگ اسے جبراً اس کے گھر سے نکال کر حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت ہوں گے۔ شام کی جانب سے اس کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر ہوگا تو اسے دھنسا دیا جائے گا، پھر ان کے پاس عراق کی ٹکڑیاں اور شام کے ابدال حضرات تشریف لائیں گے اور ان سے بیعت لیں گے۔ وہ خزانوں کو نکالیں گے اور مال تقسیم کریں گے، اور اسلام کو زمین میں استقرار حاصل ہوگا۔ اور وہ اسی حال میں سات یا نو سال رہیں گے۔

(۲) عن حفصة أنها سمعت النبي ﷺ يقول: "ليؤمّنّ هذا البيت جيشٌ يغزونه حتى إذا كانوا ببيداء من الأرض يُخسف بأوسطهم، وينادي أولُهم آخرَهم ثم يخسف بهم فلا يبقى إلا الشريد الذي يخبر عنهم" فقال رجلٌ أشهد عليك أنك لم تكذب على حفصة ، وأشهد على حفصة أنها لم تكذب على النبي ﷺ. [مسلم ۲۲۸۸/۴، رقم ۲۸۸۳] ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بخدا! ایک لشکر اس گھر (بیت اللہ) کا قصد کرے گا یہاں تک کہ جب وہ مقامِ بیداء پر ہوگا تو اس کے درمیانی حصہ (قلب) کو دھنسا دیا جائے گا، اس کا اگلا حصہ (مقدمہ) پچھلے حصہ (ساقہ) کو پکارے گا، پھر ان کو بھی دھنسا دیا جائے گا، تب خبر رساں شخص کے علاوہ کوئی زندہ نہ بچے گا۔

(۳) حدثني محمد بن حاتم بن ميمون، حدثنا الوليد بن صالح، حدثنا عبيد الله بن عمرو، أخبرنا زيد بن أبي أنيسة، عن عبد الملك العامري، عن يوسف بن ماهك قال: أخبرني عبدالله بن صفوان، عن أم

المؤمنينؓ، أنّ رسول الله ﷺ قال: "سيعوذ بهذا البيت يعني الكعبة قومٌ ليست لهم منعةٌ ولا عددٌ ولا عُدّةٌ،يُبعث إليهم جيشٌ حتى إذا كانوا ببيداء من الأرض خُسف بهم" ، قال يوسف: وأهلُ الشام يومئذٍ يسيرون إلى مكة،فقال عبدالله بن صفوان أمَ والله ما هو بهذا الجيش ، قال زيدٌ: وحدثني عبدالملك العامري، عن عبدالله بن سابط، عن الحارث بن أبي ربيعة، عن أُم المؤمنينؓ بمثل حديث يوسف بن ماهَكَ غيرَ أنّه لم يذكر فيه الجيش الذي ذكره عبدالله بن صفوان ۔ [مسلم ۲/۳۸۸] **عنقریب بیت اللہ میں ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جس کے پاس نہ قوت مدافعت ہوگی، نہ تعداد اور نہ تیاری، ان کی طرف لشکر کشی کی جائے گی، یہاں تک کہ جب وہ لشکر مقامِ بیداء پر ہوگا تو اس کو دھنسا دیا جائے گا، یوسف بن ماہک (راوی) فرماتے ہیں کہ اس وقت اہلِ شام مکہ کی جانب کوچ کر رہے ہوں گے۔**

(۴) عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:يخرج رجلٌ يقال له السفياني في عُمُق دمشق،وعامّةُ من يتبعهُ من كلب، فيقتُل حتى يبقر بُطون النساء ويقتل الصبيّان،فتُجمع لهم قيسٌ فيقتلها حتى لا يمنعَ ذَنَبَ تلعةٍ۔ ويخرجُ رجلٌ من أهل بيتي في الحرّة فيبلغ السفيانيّ، فيَبعث له جندًا من جُنْده، فيهزمهم، فيسيرُ إليه السفياني بمنْ معه،حتى إذا صار ببيداءٍ مِنَ الأرض خُسف بهم،فلا ينجو منهم إلا المُخبرُ عنهم۔هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد على شرط الشيخين، ولم يُخرجاه ۔ [**مستدرك على الصحيحين**

٥٦٥/٤، رقم ٨٥٨٦] ترجمہ: ایک شخص دمشق (Damascus) سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا، اس کے ہمنواؤں کی اکثریت قبیلہ بنو کلب سے ہوگی، وہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں کو قتل کرے گا۔ قبیلہ قیس کے لوگ لشکر سفیانی کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے وہ ان کا بھی قلع قمع کر دے گا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (یعنی مہدیؓ) حرہ کے مقام پر نمودار ہوگا۔ جب سفیانی کو اس کی خبر پہنچے گی تو وہ ان کے مقابلہ کے لیے اپنی ایک فوج بھیجے گا، مہدیؓ ان سب کو شکست دے دیں گے، پھر خود سفیانی اپنا لشکر لے کر ان کے مقابلہ کے لیے آئے گا، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام تک پہنچے گا تو زمین ان کو نگل لے گی، ان میں سے خبر رساں کے علاوہ کوئی نہ بچ پائے گا۔

سفیانی کا حضرت مہدیؓ کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجنا

حاصل یہ کہ اس ظالم و جابر شخص سفیانی کو جب حضرت مہدیؓ کے ظہور کی اطلاع ہوگی تو وہ فوری طور پر اپنا ایک لشکر حضرت مہدیؓ کے مقابلہ کے لیے بھیجے گا۔ وہ لشکر مکہ مکرمہ کے قصد سے چلے گا اور مقامِ بیداء تک پہنچ کر پڑاؤ ڈالے گا، اچانک لشکر کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس پڑے گا۔ آگے والے پیچھے والوں کو اس واقعہ کی خبر کریں گے کہ کہیں وہ بھی اس مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں، لیکن کسی بھی حفاظتی تدبیر سے پہلے ان دونوں کو (یعنی آگے اور پیچھے والوں کو) دھنسا دیا جائے گا؛ صرف ایک آدمی بڑی مشکل سے بچ سکے گا۔ جو دوسروں کو اس حادثہ کی اطلاع دے گا۔ اس بڑے لشکر کا

زمین میں دھنسا دیا جانا حضرت مہدیؒ کے لیے نصرت الٰہی اور آپ کی ایک عجیب کرامت ہوگی جس سے دور دور تک آپ کا شہرہ ہوگا۔

بیداء: ذوالحلیفہ کے سامنے مکہ کی سمت میں ایک چٹیل میدان ہے۔

(۵)عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله ﷺ: " العجب أنّ ناسًا من أمتي يؤمّون البيت برجلٍ من قريش قد لجأ بالبيت حتى إذا كانوا بالبيداء خُسِف بهم؛ فقلنا يا رسول الله: إنّ الطريق قد يجمع الناس، قال: نعم! فيهم المُستبصرُ وَ المجبورُ وَ ابنُ السبيل، يهلكون مهلكًا واحدًا و يصدرون مصادر شتّى، يبعثهم الله على نياتهم"۔ [مسلم كتاب الفتن ۲۲۱۰/۴، رقم ۲۸۸۴] آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے چند لوگ قریش کے ایک شخص (کے ساتھ جنگ) کے لیے بیت اللہ کا رخ کریں گے، جس نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی ہوگی، یہاں تک کہ جب وہ لشکر مقام بیداء پر پہنچے گا تو اسے دھنسا دیا جائے گا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ راستے پر تو قصوروار اور بے قصور ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! ان دھنسنے والوں میں رضامند، مجبور اور راہ گیر ہر قسم کے لوگ ہوں گے، سب یک بارگی ہلاک ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی اپنی نیتوں کے مطابق قیامت میں دوبارہ اٹھائیں گے۔

فائدہ: جب سفیانی کو لشکر کے دھنسا دیے جانے کی اطلاع ملے گی تو وہ خود لشکر لے کر مکہ مکرمہ کی طرف چلے گا، اور مکہ مکرمہ پر چڑھائی کرے گا۔ مسلمان اس وقت حضرت مہدیؒ کی امارت میں ظاہری اسباب کے لحاظ سے بہت ہی کمزور ہوں گے، گویا

کہ بدر جیسا منظر ہوگا لیکن اللہ تعالی کی مدد آئے گی اور سفیانی کے لشکر کو بھاری شکست ہوگی اور حضرت مہدیؓ کا لشکر غالب آجاوے گا۔

(۷) اس سلسلہ میں ابوداود شریف میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت اس طرح ہے: حدثنا محمد بن المثنی، حدثنا معاذ بن هشام، حدثنی أبی، عن قتادة، عن صالح أبی الخلیل، عن صاحب له، عن أم سلمة زوج النبی ﷺ قال: "یکون اختلاف عند موت خلیفة، فیخرج رجل من أهل المدینة هاربا إلی مکة، فیأتیه ناس من أهل مکة، فیخرجونه و هو کاره، فیبایعونه بین الرکن و المقام، و یبعث الیه بعث من الشام، فیخسف بهم بالبیداء بین مکة و المدینة، فإذا رأی الناس ذلك أتاه أبدال الشام و عصائب أهل العراق، فیبایعونه، ثم ینشو رجل من قریش أخواله کلب فیبعث الیهم بعثا، فیظهرون علیهم و ذلك بعث کلب، و الخیبة لمن لم یشهد غنیمة کلب، فیقسم المال و یعمل فی الناس بسنة نبیهم ﷺ و یلقی الإسلام بجرانه إلی الأرض، فیلبث سبع سنین، ثم یتوفی و یصلی علیه المسلمون" [**أبوداود ۵۸۹/۲ کتاب المهدی**] ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایک خلیفہ کے انتقال کے وقت اختلاف ہوگا تب اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا جائے گا، تب اہل مکہ اس کے پاس آئیں گے اور انہیں زبردستی نکالیں گے پھر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت کریں گے۔ پھر ملک شام سے ان کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، اس لشکر کو مقام بیدا

میں دھنسا دیا جائے گا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ جب لوگ اس (خرق عادت واقعہ) کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے نیکوکار لوگوں کی جماعتیں ان کے پاس آ آ کر بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا ننھیال قبیلہ بنو کلب میں ہوگا وہ حضرت مہدیؒ کے مقابلہ کے لیے لشکر کشی کرے گا، حضرت مہدیؓ کا لشکر اس کے لشکر پر غالب آجائے گا یہی قبیلہ بنو کلب کا لشکر ہے۔ جو شخص قبیلۂ کلب کی غنیمت میں حاضر نہ ہوا وہ خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت مہدیؒ مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں نبی آخر الزماں ﷺ کی شریعت کے مطابق احکام نافذ فرمائیں گے۔ اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو زمین پر استقرار نصیب ہوگا) اور وہ سات سال تک رہیں گے پھر حضرت مہدیؒ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔

اس روایت میں "عن صاحب لہ" کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ایک راوی مجہول ہے مگر دیگر طرق سے اس راوی مجہول کی تعیین ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد "عبد اللہ بن حارث" ہیں۔

تقسیم غنیمت

سفیانی اور اس کے ہمنوا قبیلۂ کلب کی شکست کے بعد حضرت مہدیؒ حاصل شدہ غنیمت کو تقسیم فرمادیں گے۔ تقسیم غنیمت میں نبی ﷺ کی سنت پر عمل کریں گے اور مال لینے والوں کو لپ بھر بھر کر جتنا وہ اٹھا کر لے جا سکیں عطا فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں اس معرکہ میں حاصل شدہ مالِ غنیمت کی بھی بڑی اہمیت بتلائی گئی ہے: عن ابی ھریرۃ مرفوعا "المحروم من حرم غنیمۃ کلب ولو عقالا والذی نفسی بیدہ لتباعن نسائھم علی درج دمشق، حتی تُرد المراۃ من کسر یوجد بساقھا"۔ [مستدرک للحاکم رقم ۸۳۲۹ علی شرط الشیخین]

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ کلب کی غنیمت میں شریک ہوئے (چاہے ایک عقال کے برابر ہی اسے ملا ہو) وہ سب سعادت مند سمجھے جائیں گے، اور جو اس غنیمت میں شریک نہیں ہوا اُن کو محروم مانا جائے گا، گویا سفیانی کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی اہلِ حق کو حدیث شریف میں ترغیب دی گئی ہے۔ مالِ غنیمت کے علاوہ کلب کی عورتوں کو باندیاں بنایا جائے گا۔ باندیوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ وہ دمشق کی شاہراہ پر فروخت ہوں گی، ان میں سے ایک عورت (باندی) صرف پنڈلی میں ذرا سے نقص کی وجہ سے واپس کی جائے گی۔

ملکِ شام کی فتح

۲) قتال دفاع۔

حضرت مہدیؑ کے ظہور کے بعد سفیانی لشکر کے دھنسا دیے جانے سے آپ کی شہرت و مقبولیت عام ہو جائے گی۔ اہلِ حق مختلف علاقوں سے جوق در جوق جمع ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ روضۂ اقدس پر حاضری کے بعد آپ ملکِ شام کی طرف روانہ ہوں گے۔ ملکِ

شام میں اس وقت رومیوں (Romans) کا تسلط ہوگا۔

رومیوں سے مراد سارے یوروپ کی عیسائی آبادی یا حکومتیں ہیں، چونکہ سارے عیسائی ممالک (خواہی نہ خواہی) رومی کلیسہ کے ماننے والے اور پیروکار ہیں، لہٰذا حدیث میں مذکور لفظ "الـروم" سے مراد یوروپی عیسائی ہیں، نیز یہ کہ یوروپ کی یہ سیاسی تقسیم ابھی قریب زمانہ میں ہی واقع ہوئی ہے، اور کچھ بعید نہیں کہ چند دہائیوں بعد قدیم روم اپنی پہلی شکل میں لوٹ آئے۔

حضرت مہدیؒ کی امارت میں ہونے والی جنگ ایک مفصل حدیث میں

حضرت مہدیؒ کی ماتحتی میں ہونے والی ان جنگوں اور دیگر احوال کی وضاحت کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس مفصل روایت کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو نعیم بن حمادؒ نے "الفتن" میں اور ان ہی کے حوالے سے علامہ سیوطیؒ نے "الجامع الکبیر" میں اور سید برزنجیؒ نے "الاشاعۃ" میں ذکر کیا ہے، اس روایت سے اس باب کے واقعات کی ترتیب پر کافی روشنی پڑتی ہے، نیز اس کے بیشتر اجزا کی تائید صحاح میں صراحۃً مل جاتی ہے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ، عن النبي ﷺ قال: يكون بين المسلمين و بين الروم هُدْنَةٌ و صلحٌ، حتى يُقاتلوا معهم عدُوًّا لهم، فيقاسمونهم غنائمهم، ثم انّ الرومَ يغزون مع المسلمين فارس، فيقتلون مُقاتِلَتهم و

يَسبُون ذراريهم، فيقول الروم : قاسِمونا الغنائم كما قد قاسَمْنا كم، فيُقاسِمونهم الأموال و ذرارى الشرك،فيقول الروم: قاسِمونا ما أصبتم من ذراريكم، فيقولون: لا نُقاسِمكم ذرارى المسلمين أبدًا، فيقولون غَدرْتُم بنا فترجع الروم إلى صاحبهم بالقسطنطينية فيقولون: إنّ العرب غدرتْ بنا، ونحن أكثرُ منهم عددًا، وأتمُّ منهم عُدّةً، وأشدّ منهم قوةً، فأمِدّنا نقاتلْهم، فيقول: ما كنتُ لِأغدرَ بهم، قد كانت لهم الغلبةُ في طول الدهر علينا، فيأتون صاحبَ رومية فيُخبرونه بذلك فيوجهُ ثمانين غايةً، تحت كل غايةٍاثنا عشر ألفًا في البحر، ويقول لهم صاحبهم: إذا رسَيتم بِسَواحلِ الشام فأحرِقوا المراكب لتقاتلوا عن أنفسكم فيفعلون ذلك، ويأخذون أرض الشام كلَّها برّها و بحرها، ما خلا مدينة دمشق و المعتق، ويُخرِبون بيت المقدس۔

قال: فقال ابن مسعودٌ: وكم تَسَعُ دِمشقُ مِن المسلمين؟ قال: فقال النبي ﷺ: والذى نفسى بيده لتَتَّسِعنَّ على من يأتيها من المسلمين كما يَتَّسِعُ الرحِمُ على الولد۔

قال: قلت: وما المُعتق يا نبي الله؟ قال:جبل بأرض الشام من حمص على نهر يقال لها الأرنط، فتكون ذرارى المسلمين فى أعلى المعتق و المسلمون على نهر الأرنط،والمشركون خلف نهر الأرنط يقاتلونهم صباحًا و مساءً، فاذا أبصر ذلك صاحبُ القسطنطينية وجّهَ في البَرّ الي

قِنّسْرين ستمائةِ ألفٍ حتى تجيئهم مادةُ اليمن سبعين ألفًا، ألّفَ الله قلوبهم بالإيمان، معهم أربعون ألفًا مِنْ حِمْيَرَ حتى يأتوا بيت المقدس فيقاتلون الروم فيهزمونهم و يخرجونهم من جند إلى جند، حتى يأتوا قِنّسرين و تجيئهم مادة الموالي، قال: قلتُ وما مادّة الموالي يا رسول الله ﷺ؟ قال: هم عتاقتكم، وهو منكم قومٌ يجيئون من قِبَل فارسَ فيقولون تعصّبتم يا معشر العرب، لا نكون مع أحد من الفريقين أوْ تجتمع كلمتكم، فتقاتل نزارُ يومًا واليمنُ يومًا والموالي يومًا، فتُخرجون الرومَ الى العمق وينزل المسلمون على نهر يقال له كذا و كذا يعزى، والمشركون على نهر يقال له الرقبة وهو النهر الأسود، فيقاتلونهم فيرفع الله تعالى نصره عن العسكرين وينزل صبره عليهما حتى يُقتلَ من المسلمين الثُلث، ويفرّ الثُلث، ويبقى الثُلث، فأمّا الثلث الذين يُقتلون فشهيدهم كشهيد عشرة مِنْ شهداء بدر يشفع واحدٌ من شهداء بدر لسبعين، وشهيد الملاحم يشفع لسبع مائة، وأما الثلث الذين يفرون فانهم يفترقون ثلثة أثلاث، ثلث يلحقون بالروم ويقولون: لو كان اللهُ بهذا الدين من حاجة لنصرهم وهم مُسلمة العرب بهراء وتنوخ وطيء وسليح۔ وثلثٌ يقلن: منازلُ آبائنا و أجدادنا خيرٌ لا تنالُنا الروم أبدًا، مُرّوا بنا إلى البدو وهم الأعراب، وثلث يقول: إنّ كلّ شيء كاسمه، وأرض الشام كاسمها الشؤم، فسيروا بنا إلى العراق واليمن والحجاز حيث لا نخاف الروم، وأمّا الثُلث الباقي بعضهم إلى بعض

يقولون: الله الله دعوا عنكم العصبية ولتجتمع كلمتكم وقاتلوا عدوكم فإنكم لن تنصروا ما تعصّبتم، فيجتمعون جميعًا ويتبايعون عني أن يقاتلوا حتى يلحقوا بإخوانهم الذين قُتلوا، فإذا أبصر الروم إلى من قد تحوّل إليهم ومن قُتل ورأوا قلّة المسلمين قام روميٌّ بين الصفين معه بندٌ في أعلاه صليب فينادي "غلب الصليبُ" فيقوم رجلٌ من المسلمين بين الصفين ومعه بندٌ فينادي "بل غلب أنصارُ الله، بل غلب أنصار الله وأولياؤه" فيغضب الله تعالى على الذين كفروا من قولهم "غلب الصليب" فيقول يا جبريلُ أغث عبادي فينزل جبريلُ في مائة ألف من الملئكة ويقول: يا ميكائيل أغث عبادي فينحدر ميكائيل في مائتي ألف من الملئكة،ويقول ياإسرافيل أغث عبادي فينحدر إسرافيل في ثلاث مائة ألف من الملئكة وينزل الله نصره على المؤمنين وينزل بأسه على الكفار فيُقتلون و يهزمون ويسير المسلمون في أرض الروم حتى يأتوا عَمُّورية وعلى سورها خلقٌ كثير يقولون: ما رأينا شيأً أكثر من الروم كم قتلنا وهزمنا وما أكثرهم في هذه المدينة وعلى سورها، فيقولون: آمنونا على أن نؤدّي إليكم الجزية، فيأخذون الأمان لهم ولجميع الروم على أداء الجزية وتجتمع إليهم أطرافهم فيقولون: يا معشر العرب إن الدجال قد خالفكم إلى دياركم، والخبر باطلٌ فمن كان فيهم منكم فلا يُلقينَّ شيأً مما معه فانه قوةٌ لكم على ما بقي فيَخرجون فيجدون الخبر باطلًا، ويثبُ الروم على ما بقي في

بلادهم من العرب فيقتلونهم حتى لا يبقى بأرض الروم عربيٌ ولا عربيةٌ ولا
ولدُ عربيٍ إلا قُتل، فيبلغ ذلك المسلمين فيرجعون غضبًا لله عز و جل
فيقتلون مقاتلتهم ويسبُون الذراري ويجمعون الأموال، لا ينزلون على
مدينة ولا حصن فوق ثلثة أيام حتى يفتح لهم، وينزلون على الخليج ويمد
الخليج حتى يفيض فيصبح أهلُ القسطنطينية يقولون: الصليبُ مدَّ لنا بحرَنا
والمسيح ناصرنا فيصبحون والخليج يابسٌ فتُضرب فيها الأخبيةُ ويحسر
البحر عن القسطنطينية ويحيط المسلمون بمدينة الكفر ليلةَ الجمعة
بالتحميد والتكبير والتهليل إلى الصباح ليس فيهم نائمٌ ولا جالسٌ، فإذا
طلع الفجر كبَّر المسلمون تكبيرةً واحدةً فيسقط ما بين البُرجين، فتقول
الروم: إنما كنا نقاتل العرب فالآن نقاتل ربنا وقد هدم لهم مدينتنا وخرّبها
لهم، فيمكثون بأيديهم ويكيلون الذهب بالأترسة ويقتسمون الذراري
حتى يبلغ سهم الرجل منهم ثلث مائة عذراء، ويتمتعوا بما في أيديهم ما
شاء الله، ثم يخرج الدجال حقا ويفتح الله القسطنطينية على يد أقوام هم
أولياء الله يرفع الله عنهم الموت والمرض والسقم حتى ينزل عليهم عيسى
بن مريم عليه السلام فيقاتلون معه الدجال۔ [الفتن لنعيم ۳۲۳، رقم ۱۲۴۵،
والجامع الكبير للسيوطي ۲۳۸/۱۵ رقم ۱۳۵۱۵]

مسلمانوں اور رومی (عیسائیوں) کے بیچ صلح ہوگی تب مسلمان رومیوں کے
ساتھ مل کر پہلے ایک بار رومیوں کے کسی دشمن سے جنگ کریں گے، جس میں ان کی فتح

ہوگی اور دشمن سے حاصل شدہ یہ مال غنیمت دونوں باہم تقسیم کریں گے۔

اس کے بعد پھر یہ رومی لوگ مسلمانوں سے عل کر فارس سے جنگ کریں گے، وہاں کے لشکری لوگوں کو قتل کردیں گے اور ان کی اولاد کو قید کرلیں گے۔ رومی مسلمانوں سے کہیں گے کہ ''جس طرح پہلی بار ہم نے مال غنیمت تقسیم کرکے تم کو دے دیا تھا اسی طرح اس بار تم بھی مال اور قیدی سب برابر تقسیم کرکے ہمیں دے دو''۔ اس پر اہل اسلام حاصل شدہ مال اور مشرک قیدیوں کی تقسیم تو کرلیں گے (مگر جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں گے انہیں تقسیم نہ کریں گے)۔ رومی کہیں گے کہ مسلمان قیدیوں کی بھی تقسیم کی جائے، مسلمان انکار کردیں گے، رومی کہیں گے کہ ''یہ خلاف معاہدہ بات ہے''۔

رومی شاہ قسطنطنیہ کے پاس جاکر شکایت کریں گے کہ عربوں نے ہم سے دغابازی کی (آپ ہماری مدد کیجیے)، ہم تو مسلمانوں سے مال ومتاع، لشکری طاقت اور قوت میں بہت زیادہ ہیں، شاہ قسطنطنیہ کہے گا کہ میں مسلمانوں سے عہد شکنی نہیں کرسکتا، وہ عرصہ دراز سے ہم پر غالب ہی رہے ہیں، آخرکار رومی صاحب رومیہ کے پاس یہ شکایت لے جائیں گے، وہ اسی جھنڈوں پر مشتمل ایک بڑا لشکر سمندری راہ سے ان کے ہمراہ کردے گا، جس کے ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے (گویا ان کی کل تعداد 9,60,000 ہوگی)۔ ان لشکریوں کو ان کا سپہ سالار ملک شام کے ساحل پر پہنچ کر کشتیاں جلادینے کا حکم کرے گا تاکہ یہ لشکر اپنی جان کی بازی لگا کر جنگ کرے، یہ لشکر اس کے حکم کی بجاآوری کرے گا، رومی عیسائی دمشق اور معتق پہاڑ کے سوا شام کا

سارا علاقہ فتح کرلیں گے، اور بیت المقدس (یروشلم) کو برباد کرڈالیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دریافت کیا کہ اس وقت دمشق میں مسلمانوں کی تعداد کیا ہوگی؟ تو جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس وقت دمشق میں مسلمانوں کی بہت ہی گنجان آبادی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ "معتق" کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "معتق ملک شام کے مقام حمص کی نہر کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے"۔

اس جگہ کا نقشہ کچھ اس طرح ہوگا کہ مسلمانوں کے بچے معتق کے اوپر ہوں گے، مسلمان "نہر ارنط" پر اور مشرکین نہر ارنط کی پچھلی جانب ہوں گے۔ وہ صبح و شام آپس میں نبرد آزما ہوں گے۔

جب شاہ قسطنطنیہ یہ نقشہ دیکھے گا تو وہ "قنسرین" کے پاس چھ لاکھ کا لشکر خشکی کی راہ سے روانہ کرے گا، مسلمانوں کے پاس یمنیوں کا ایک لشکر آملے گا جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی، اور یمن کے ساتھ چالیس ہزار قبیلۂ حمیر کے لوگ آملیں گے، اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ذریعہ ان کے دلوں کو باہم جوڑ دیا ہوگا۔ یہ حضرات بیت المقدس پہنچ کر رومیوں سے جنگ کریں گے، آخر ان کو شکست دے کر تتر بتر کر دیں گے، وہ لوگ جنسرین کے پاس پہنچیں گے۔

آزاد شدہ غلاموں کا ایک لشکر (فارس کی اور سے) عرب کی مدد کے لیے آئے

گا اور کہے گا کہ اے عرب! تم تعصب کی بات چھوڑ دو، جب تک تم باہم متحد نہیں ہو جاتے ہم تم دونوں میں سے کسی کی مدد نہیں کریں گے، کبھی عرب، کبھی یمن اور کبھی یہ غلاموں کا لشکر کفار سے لڑے گا، مسلمان عیسائیوں کو دور صحرائیوں کی جانب نکال باہر کر دیں گے، مسلمان کسی نہر کے پاس اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی خبر گیری میں مصروف ہوں گے اور کفار نہر رقیۃ کے پاس جمع ہوں گے، اس نہر کو نہر اسود بھی کہا جاتا ہے۔

اور پھر مسلمانوں کی مشرکین سے جنگ ہوگی مگر اللہ تعالی مسلمانوں کے دونوں لشکروں سے فتح و کامرانی چھین کر ان پر صبر القاء کریں گے، ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، ایک تہائی بھاگ نکلیں گے اور ایک تہائی باقی رہ جائیں گے۔

اس لشکر کے شہداء میں سے ہر شہید غزوہ بدر کے دس شہیدوں کے درجۂ ثواب پر ہوگا، چنانچہ بدر کا ایک شہید ستر لوگوں کی شفاعت کرے گا اور اخیر زمانے کے ان شہیدوں میں سے ہر ایک شہید کو سات سو افراد کی شفاعت کی اجازت ہوگی۔

لشکر کا جو تہائی حصہ بھاگ کھڑا ہوا تھا وہ بھی تین حصوں میں بٹ جائیں گے، ایک تہائی مرتد ہو کر رومیوں سے جا ملیں گے، وہ کہیں گے کہ اگر اللہ کو اس دین کی ضرورت ہوتو وہ خود اس کی پاس داری کر لے، یہ مقام حمراء، تنوخ، طیء اور سلیح کے عرب باشندے ہوں گے؛ ایک تہائی دیہاتی لوگ ہوں گے، وہ یہ کہتے ہوئے اپنے دیہاتوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے کہ ہمارے آباء و اجداد کی سرزمین ہی ہمارے لیے بہتر ہے، رومی کبھی ہم تک پہنچ نہیں پائیں گے؛ اور ایک تہائی یہ کہیں گے کہ ہر چیز پر اس کے نام کے اثرات ہوتے ہیں، اسی لیے یہ ملک شام بھی اپنے نام

ہی کی طرح منحوس ہے، ہمیں عراق، یمن اور حجاز لے چلو، ہمیں وہاں رومیوں سے کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔

اب باقی ماندہ ایک تہائی آپس میں کہیں گے کہ واقعی اب عصبیت چھوڑ کر سب متفق ہو جاؤ، اور سب مل کر دشمن سے جنگ کرو، یہی عصبیت ہماری کامیابی میں رکاوٹ کا ذریعہ ہے۔

پس وہ متحد ہو کر اس عزم کے ساتھ لڑیں گے کہ اب ہمیں بھی اپنے شہید بھائیوں سے جا ملنا ہے۔ جب رومی لشکر مسلمانوں کی اس قلت کا احساس کرے گا، کہ ان کے ایک تہائی تو مر گئے اور ایک تہائی ہمارے ہمنوا ہو گئے اب صرف تہائی ہی باقی رہ گئے تو ایک شخص صلیب والا جھنڈا لے کر کھڑا ہو گا اور کہے گا کہ "صلیب کا بول بالا ہوا"۔ اس پر ایک مسلمان دونوں صفوں کے بیچ جھنڈا لے کر نعرہ لگائے گا کہ "اللہ کے انصار کا غلبہ ہوا"۔

رومیوں کے اس کلمہ پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے گا اور وہ مسلمانوں کی چھ لاکھ فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائے گا، ایک لاکھ حضرت جبرئیلؑ کے ہمراہ ہوں گے، دو لاکھ حضرت میکائیلؑ کے ساتھ، اور تین لاکھ حضرت اسرافیلؑ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائیں گے اور کفار پر اپنا قہر نازل کریں گے، کفار بری طرح مارے جائیں گے اور جو بچ رہے وہ بے حد رسوائی کے ساتھ شکست کھا جائیں گے۔

اس کے بعد مسلمان ملک روم میں داخل ہو کر مقام عمّوریہ تک پہنچ جائیں گے، عمّوریہ کی سرحد پر بہت سے لوگ جمع ہوں گے، مسلمان انہیں دیکھ کر

بڑی حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ رومی کتنی بڑی تعداد پر مشتمل ہیں، کتنوں کو ہم نے قتل کر ڈالا کتنوں کو شکست دے کر بھگا دیا پھر بھی یہ ماجرا کہ ابھی پورا عموریہ اور اس کے مضافات میں ان کی کثیر تعداد ہے۔ وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے کی شرط پر مسلمانوں سے امن طلب کریں گے، مسلمان ان کی اس پیش کش پر رضامند ہو کر تمام رومیوں کو امان دے دیں گے۔ پھر گردونواح کے رومی یہ افواہ اڑائیں گے کہ دجال مسلمانوں کے آبائی وطن پہنچ چکا ہے۔ یہ خبر بالکل بے اصل ہو گی۔ آپ ﷺ نے اس وقت موجود رہنے والوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ روم سے حاصل شدہ غنیمت ہرگز جانے نہ دیں، وہ ان کی اگلی جنگوں میں کام آوے گی۔ خیر مسلمان ادھر بھاگ پڑیں گے، بعد میں ان کو معلوم ہو گا کہ یہ خبر غلط تھی۔ ادھر باقی ماندہ مسلمانوں پر رومی ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو بیخ وبن سے اکھاڑ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ روم میں عرب کے زن و مرد میں سے کوئی نہ بچے گا، رومی مسلمانوں کی پوری نسل کو قتل کر ڈالیں گے۔ وہاں مسلمانوں کو جیسے ہی یہ خبر پہنچے گی وہ غضب ناک ہو کر واپس لوٹ آئیں گے۔ وہ دوبارہ ان سے نبرد آزما ہوں گے، اب اس بار مسلمان عیسائیوں کے لڑاکو لوگوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی آل اولاد کو قید کر دیں گے، سارا مال و متاع جمع کر لیں گے، جس شہر یا قلعہ سے ان کا گذر ہو گا تین دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کر دے گا، جب مسلمان سمندر کے پاس پہنچیں گے تو وہ بھی چھلک جائے گا، یہ ماجرا دیکھ کر نصاریٰ کہیں گے "صلیب کی برکت سے سمندری سطح ہمارے بچاؤ کے لیے چھلک گئی اور مسیح (Jesus) ہمارا مددگار رہے"۔

جب صبح ہو گی تو وہ دیکھیں گے کہ سمندر خشک ہو چکا ہے، سمندر قسطنطنیہ سے اپنا

رخ موڑ لے گا؛ بس فوراً اس میں اپنے خیمے لگا دیں گے۔ ادھر مسلمان جمعہ کی شب میں کفر کے اس شہر کا محاصرہ کرلیں گے اور صبح تک الحمد لله، الله أکبر اور لا اله الا الله کا ذکر کرتے رہیں گے۔ نہ کوئی شخص سوئے گا اور نہ بیٹھے گا۔ جب صبح ہوگی تو تمام مسلمان مل کر ایک بار الـلـه أکبر کا نعرہ لگائیں گے، اسی وقت شہر کی ایک جانب گر پڑے گی۔ اس پر حیران ہو کر روم کہیں گے کہ ''پہلے تو ہماری جنگ عرب سے تھی، اب تو خود پروردگار عالم ہی سے براہ راست جنگ کرنی پڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ہمارا پورا شہر تہس نہس کر ڈالا''۔

اس کے بعد مسلمان کچھ توقف کریں گے اور مال غنیمت کا سونا ڈھالوں میں بھر بھر کر تقسیم ہوگا، اور ان کی آل واولاد بھی تقسیم کی جائیں گی، (عورتیں اس کثرت سے ہوں گی کہ) ایک ایک شخص کے حصہ میں تین تین سو لڑکیاں آئیں گی، ایک مقررہ مدت تک مسلمان اس غنیمت سے نفع اٹھائیں گے۔

اس کے بعد پھر دجال حقیقۃً نکل آئے گا اور قسطنطنیہ (Istanbul) اللہ کے ایسے نیک بندوں کے ہاتھوں فتح ہوگا جو زندہ وسلامت رہیں گے۔ نہ بیمار پڑیں گے اور نہ کوئی مرض ان کو ستائے گا، یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، اور ان کے ہمراہ یہ جماعت دجال (اور اس کے لشکر یہود) کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔

روایت میں وارد چند الفاظ کے اختلاف کی تحقیق:

''عُمق'': بالتحریک ایک پہاڑ کا نام ہے۔ (معجم البلدان للحموی

۲۸٦/۸) بعض روایات میں "معنق" بالنون ہے (الفتن لنعیم)، اور بعض میں "معیق" بالیاء ہے۔

"الأرنط" بالنون ہے۔ (الفتن لنعیم) اور بعض روایتوں میں الأربط:

بالیاء (الجامع الکبیر ۲۳۸/۱۵، وکذا فی القاموس)

عَمُّورِيَة: ملک روم کا ایک شہر۔ (معجم البلدان ۲۵۵/٦)

اس جنگ میں آسمانی نصرت کے طور پر نازل ہونے والے فرشتوں کی تعداد میں بھی بہت اختلاف ہے، چنانچہ الفتن اور الاشاعۃ کی روایت میں حضرت جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تینوں کا تذکرہ ہے، اور الجامع الکبیر میں صرف حضرت جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام ہی کا ذکر ملتا ہے، نیز بعض روایات میں تین لاکھ اور بعض میں چھ لاکھ کا عدد مذکور ہے۔

تنبیہ: ممکن ہے کہ اس روایت کے بعض مضامین باعث تحیر ہوں، لہٰذا یہ یاد رہے کہ اس روایت کی سند کو مشہور متکلم فیہ روا ۃ ابن لہیعۃ، حارث أعور اور محمد بن ثابت کے سبب ضعیف قرار دیا گیا ہے، البتہ اس امر کا بھی لحاظ کیا جائے کہ اس روایت کے بیشتر مضامین صحیح احادیث سے ثابت ہیں، جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا۔

قیامت کب قائم ہوگی صحیح مسلم شریف کی چند روایتیں

محدث نُعیم بن حمادؒ کی ذکر کردہ روایت کے بعد اب اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی چند روایتیں ملاحظہ کیجیے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " لا تقوم الساعة حتى تنزل الروم بالأعماق أو بدابق، فيخرج إليهم جيش من المدينة من خيار أهل الأرض يومئذ، فإذا تصافوا قالت الروم: خلوا بيننا و بين الذين سبوا منا نقاتلهم، فيقول المسلمون: لا، والله لا نخلي بينكم و بين إخواننا، فيقاتلونهم، فينهزم ثلث لا يتوب الله عليهم أبدا، و يقتل ثلثهم أفضل الشهداء عند الله، و يفتتح الثلث لا يفتنون أبدا، فيفتتحون قسطنطينية فبيناهم يقتسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون إذ صاح فيهم الشيطان أن المسيح قد خلفكم في أهليكم، فيخرجون و ذلك باطل فإذا جاءوا الشام خرج، فبيناهم يعدون للقتال يسوون الصفوف إذ أقيمت الصلوة، فينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم فأمهم، فإذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح في الماء، فلو تركه لانذاب حتى يهلك، ولكن يقتله الله بيده، فيريهم دمه في حربته "، [**مسلم كتاب الفتن ۲۹۲/۴ رقم ۲۸۹۷**] ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی (عیسائیوں) نے اعماق یا دابق (حلب اور انطاکیہ کے قریب ملک شام کے دو شہر) میں پڑاؤ نہ ڈال دیا ہو۔ پھر ان رومیوں سے مقابلہ کے لیے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس وقت روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں سے افضل ہوگا۔ سو جب وہ صف بستہ ہو جائیں گے تب رومی کہیں گے کہ تم (مسلمان) ہم اور ہمارے قیدیوں کے بیچ سے ہٹ کر ہمیں ان سے قتال کرنے دو۔ تب مسلمان کہیں گے کہ (یہ ناممکن ہے) بخدا ہم

تمہارے بیچ اور اپنے بھائیوں کے بیچ سے ہرگز نہیں ہٹیں گے۔ تب وہ آپس میں لڑ پڑیں گے۔ مسلمانوں کے لشکر کا ایک تہائی حصہ بھاگ نکلے گا، اللہ تعالیٰ ان بھاگنے والوں کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ لشکر کا دوسرا ایک تہائی حصہ شہید ہو جائے گا، جن کا شمار اللہ کے ہاں (قیامت میں) افضل ترین شہداء میں ہوگا۔ بقیہ ایک تہائی لشکر فاتح ہوگا (اللہ کی جانب سے ان پر یہ بڑی نعمت ہوگی کہ) یہ فاتحین کبھی کسی فتنہ اور بلا میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے۔ ابھی یہ حضرات زیتون کے درختوں پر اپنی تلواریں لٹکا کر مال غنیمت تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ اچانک ایک شیطان چیخے گا کہ دجال تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے گھروں پر جا پہنچا ہے (یہ ایک جھوٹی خبر ہوگی)۔ یہ حضرات (سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر) نکل پڑیں گے، جب وہ شام پہنچیں گے تب دجال نکل چکا ہوگا۔ یہ لوگ جنگ کی تیاری کے لیے صف آرائی کر رہے ہوں گے تب نماز کا وقت ہو جائے گا۔ تب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام (آسمان سے) اتریں گے، پھر ان کی امامت فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھ کر ایسے ہی پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے۔ اگر آپ اسے بالفرض یوں ہی چھوڑ دیتے تو وہ خود بخود پگھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ اُسے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کریں گے، پھر عیسیٰ لوگوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھلائیں گے۔

جنگ چھڑنے کی وجوہات

اس جنگ کے چھڑنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں، ایک وجہ تو خود اسی روایت میں مذکور ہے "خلّوا بیننا و بین الذین سبوا منّا نقاتلھم" تفصیل حسب ذیل ہے۔

حدیث مذکور میں لفظ "سبوا" دو طرح سے مروی ہے، (۱) سَبَوا: مطلب یہ ہوا کہ عیسائی مسلمان لشکر سے کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان مجاہدین کے بیچ سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قید کیا ہے۔ (۲) سُبُوا، یعنی تم ہمارے ان سپاہیوں کو ہمارے حوالے کرو جنہیں تم قید کر کے لے گئے ہو۔ حدیث کے الفاظ "والله لا نُخلّي بينكم وبين إخواننا" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیسائی قیدی مشرف باسلام ہو کر مسلمانوں میں شریک ہو چکے ہوں گے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے النہایة ص ۷۸ پر اسی امکان کو راجح قرار دیا ہے۔ (المہدی ۱۴۶)

اس جنگ کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سابقہ زمانہ میں اسلامی لشکر اور رومی لشکر دونوں نے مل کر فارس پر جو کامیاب حملہ کیا تھا اس کی تقسیم غنیمت میں قیدیوں کے بارے میں اختلاف ہو جائے گا، کیوں کہ فارس کے قیدیوں میں کچھ مسلمان قیدی بھی ہوں گے، جو یا تو جنگ کے بعد ایمان لائے ہوں گے یا پہلے ہی سے مسلمان تھے، اور ملکی سیاست کے پیش نظر نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں اس جنگ میں شریک ہونا پڑا ہو۔ مندرجہ ذیل روایت سے اسی احتمال کی تائید ہوتی ہے۔

عن ذي مخبر بن أخي النجاشيؓ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: تُصالحون الروم عشر سنين صلحاً آمناً، يفون سنتين ويغدرون في الثالثة أو (قال) يفون أربعاً ويغدرون في الخامسة۔ فينزل جيش منكم في مدينتهم فتغزون أنتم وهم عدواً من ورائكم وورائهم فتقاتلون ذلك العدوَّ، فيفتح الله لكم فتنصرفون بما أصبتم من أجرٍ وغنيمةٍ۔ فتنزلون بمرجٍ ذي تلولٍ،

فيقول قائلكم: الله غلب۔ ويقول قائلهم: الصليب غلب۔ فيتداولونها فيغضب المسلمون ـ وصليبهم بعيد۔ فيثور ذلك المسلم إلى صليبهم فيدقه، ويبرزون إلى كاسر صليبهم فيضربون عنقه فتثور تلك العصابة من المسلمين إلى أسلحتهم ويثور الروم إلى أسلحتهم، فيقتلون تلك العصابة من المسلمين يستشهدون۔ فيأتون ملكهم فيقولون: قد كفيناك حدَّ العرب وبأسهم، فماذا ننتظر؟ فيجمع لكم حمل إمرأة، ثم يأتونكم تحت ثمانين غاية، تحت كل غاية اثنا عشر ألفاً۔ (**المعجم الكبير للطبرانی**)

ترجمہ: تم دس سال مدت کے لیے رومیوں (عیسائیوں) سے امن وامان پر صلح کروگے۔ وہ دو سال تک اس صلح پر قائم رہیں گے اور تیسرے سال غداری کریں گے، یا حضور اقدس ﷺ نے یوں فرمایا کہ وہ چار سال تک اس صلح پر قائم رہیں گے اور پانچویں سال میں غداری کریں گے۔ (اس مدت صلح میں) تمہارا ایک لشکر ان کے ملک میں اترے گا، پھر تم ان کے ساتھ مل کر تمہارے اور ان کے ایک پوشیدہ دشمن سے جنگ کروگے۔ تم اس دشمن پر غالب آکر فتحیاب ہو جاؤ گے اور اللہ کے اجر اور حاصل شدہ غنیمت کے ساتھ لوٹو گے۔ پھر تم ٹیلے اور سبزہ والی زمین پر پڑاؤ ڈالو گے۔ تم میں سے ایک شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ غالب ہو گیا، اور ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ صلیب غالب ہو گئی، پھر وہ نعرہ بازی کرنے لگیں گے۔ صلیب کچھ دوری پر ہو گا، اس وقت مسلمان تابناک ہو جائیں گے، تب وہ مسلمان اس صلیب کی طرف لپک کر اسے چور چور کر ڈالے گا۔ عیسائی صلیب توڑنے والے کی طرف جھپٹ کر اس کی گردن مار

دیں گے۔ تب مسلمان اور عیسائی اپنے اپنے ہتھیار اٹھالیں گے، وہ مسلمانوں کی اس پوری جماعت کو قتل کر کے شہید کر دیں گے۔ پھر یہ عیسائی اپنے بادشاہ کے پاس آ کر کہیں گے کہ ہم نے آپ پر سے مسلمانوں کی پابندی اور ان کے دبدبہ کو ختم کر دیا، سو اب انتظار کس بات کا ہے؟ تب عیسائی بہت ہی بڑی تعداد میں تمہاری طرف بڑھیں گے۔ وہ اسی ٹکریوں میں ہوں گے اور ہر ٹکڑی میں بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

ملکِ شام کی فتح کے سلسلہ میں مشہور صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے جو تفصیلات صحیح مسلم میں منقول ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

عن يُسير بن جابر قال: هاجت ريحٌ حمراءُ بالكوفة فجاء رجلٌ ليس له هِجّيرى إلا "يا عبد الله بن مسعود جاءت الساعة؟" قال فقعد وكان متكئا، فقال:" إنَّ الساعة لا تقوم حتى لا يُقسَمَ ميراثٌ ولا يُفرحَ بغنيمة، ثُمّ قال بيده هكذا ونحّاها نحوَ الشام فقال: عدوٌّ يجمعون لأهل الشام ويجمعُ لهم أهلُ الإسلام، قلتُ: الرومَ تعني؟ قال: نعم، قال: ويكون عند ذاكم القتالِ رِدّةٌ شديدةٌ؛ فيشترط المسلمون شُرطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليلُ، فيفيء هؤلاء و هؤلاء كُلٌّ غير غالب وتفنى الشرطةُ ثُمّ يشترط المسلمون شُرطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليلُ، فيفيء هؤلاء و هؤلاء كُلٌّ غير غالب وتفنى الشرطةُ، ثُمّ يشترط المسلمون شُرطةً للموت لا ترجع إلّا غالبةً فيقتتلون حتى يُمسوا، فيفيء هؤلاء و هؤلاء، كُلٌّ غير غالب وتفنى الشرطةُ،

فإذا كان اليوم الرابع نهد إليهم بقية أهل الإسلام، فيجعل الله الدائرة عليهم، فيقتتلون مقتلة إمّا قال لا يُرى مثلها و إمّا قال: لم يُر مثلها حتى أنّ الطائر ليمرّ بجنباتهم فما يخلفهم حتى يخرّ ميتًا، فيتعادّ بنو الأب كانوا مائة فلا يجدونه بقي منهم إلّا الرجل الواحد، فبأيّ غنيمة يفرح أو أيّ ميراث يقاسم ''الخ۔ [مسلم ۲/۳۹۲ رقم ۲۸۹۹] حضرت یسیر بن جابر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں بہت تیز سرخ آندھی چلی، ایک شخص جس کا تکیہ کلام ''جاءت الساعة؟'' تھا، وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آ کر پوچھنے لگا ''قیامت آ گئی؟'' اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ''کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ میراث کی تقسیم رک جائے گی، اور مالِ غنیمت سے کوئی خوشی نہ ہوگی''۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے ہاتھوں سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ: ''مسلمانوں سے قتال کے لیے دشمن جمع ہوں گے اور مسلمان ان دشمنوں سے قتال کے لیے جمع ہوں گے''۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ: کیا (دشمن سے) آپ کی مراد رومی (نصاری) ہیں؟ تو ابنِ مسعودؓ نے فرمایا کہ: ''ہاں'' اور فرمایا کہ: ''اس قتال کے وقت ابتداء شدید ہزیمت ہوگی۔ تب اہلِ اسلام لشکر کی ایک ٹکڑی کو اس شرط پر آگے بھیجیں گے کہ وہ شہید ہو جاویں یا فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں۔ وہ قتال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی، اور دونوں لشکر بلا فتح و شکست لوٹ آئیں گے اور یہ ٹکڑی شہید ہو جائے گی۔

مسلمان (دوبارہ) لشکر کی ایک ٹکڑی کو اس شرط پر آگے بھیجیں گے کہ وہ یا تو

شہید ہو جائیں یا فتح یاب ہو کر لوٹیں، وہ رات ہونے تک جنگ کرتے رہیں گے، اور دونوں لشکر بلا فتح و شکست لوٹ آئیں گے اور یہ ٹکڑی بھی شہید ہو جائے گی۔

مسلمان (تیسری مرتبہ) اسی شرط پر لشکر کی ایک ٹکڑی کو آگے بھیجیں گے کہ وہ شہید ہو جاویں یا فتح یاب ہو کر ہی لوٹیں، وہ شام تک قتال کرتے رہیں گے اور بلا ہار جیت کے یہ لشکر لوٹ جائے گا اور یہ ٹکڑی بھی شہید ہو جائے گی۔

پھر جب چوتھا دن آئے گا تب باقی ماندہ مسلمان ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوں گے تب اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کو شکست دے گا، کیوں کہ یہ ایک ایسی جنگ ہوگی کہ اس طرح کی جنگ کبھی بھی نہ دیکھی جائے گی یا (ابن مسعودؓ نے یوں فرمایا کہ) ایسی جنگ کبھی بھی نہ دیکھی گئی ہوگی، یہاں تک کہ ایک پرندہ مقتولین پر سے گذرے گا اور وہ انہیں پار کرنے سے قبل ہی مر جائے گا۔

اس وقت ایک خاندان کے لوگ جب خود کو شمار کریں گے تو صرف ایک فیصد زندہ بچ ہوا پائیں گے۔ تو بھلا وہ کس مال غنیمت سے خوش ہوں یا کس میراث کو تقسیم کریں؟ الخ

تنبیہ: گرچہ اس وقت ملک شام کے اکثر علاقوں میں رومیوں کا تسلط ہوگا، لیکن بعض جگہوں پر (غالباً دمشق اور اس کے اطراف میں) مسلمانوں کا تسلط برقرار ہوگا، اور ان مسلمانوں کے پاس کچھ رومی قیدی بھی ہوں گے۔

عیسائیوں کا ستر جھنڈے تلے ہونا

بعض روایات میں ہے کہ شام میں جو عیسائی فوج ہوگی وہ ستر (۷۰)

جھنڈے تلے ہوگی، اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (۱۲،۰۰۰) افراد ہوں گے۔ کل آٹھ لاکھ چالیس ہزار (۸،۴۰،۰۰۰) کا لشکر ہوگا۔ یہ ایک حساب ہے۔ اور بعض روایات میں دوسری تعداد بھی ہیں جیسا کہ پچھلی روایتوں میں گذرا۔ ایسے ہی مندرجہ ذیل روایتوں میں بھی تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار ہے (۹،۶۰،۰۰۰)۔

عن عوف بن مالك مرفوعا في حديث طويل فيه "ثم هدنة تكون بينكم و بين بني الأصفر فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر ألفا۔ [بخاری ۴۵۷/۱] حضرت عوف بن مالکؓ سے ایک طویل مرفوع حدیث کے ضمن میں مروی ہے کہ قیامت سے پہلے واقع ہونے والی ایک علامت یہ ہے کہ تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہوگی، پھر وہ عہد شکنی کر کے تمہاری طرف اسی جھنڈوں تلے بڑھیں گے، ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔

عن عوف بن مالك مرفوعا في حديث طويل فيه "و السادسة هدنة تكون بينكم و بين بني الأصفر فيسيرون إليكم على ثمانين غاية، قلت: و ما الغاية؟ قال: الراية، تحت كل راية اثنا عشر ألفا، فسطاط المسلمين يومئذ في أرض يقال لها الغوطة في مدينة يقال لها دمشق۔ [مسند أحمد حسب ترتيب الفتح الرباني ج ۲۴ص ۲۴] تمہارے اور رومیوں کے بیچ صلح ہوگی، وہ تمہاری طرف اسی جھنڈوں تلے بڑھیں گے، ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے، اس وقت مسلمانوں کا پڑاؤ غوطہ نامی سرزمین پر ہوگا جو دمشق میں واقع ہے۔

فتح قسطنطنیہ (استنبول)

۳)اقدامی قتال

ملک شام کی فتح کے بعد حضرت مہدیؑ عیسائیوں کے مرکز اور اکثریتی علاقہ روم (Rome)، اٹلی (Italy) وغیرہ بلکہ موجودہ سیاسی تقسیم کے مطابق کی فتح کے لیے روانہ ہوں گے۔

علامہ ابن جریر طبریؒ اپنی مایۂ ناز تفسیر میں آیت کریمہ: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَ سَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ، لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ﴾ الخ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

و أولى التاويلات التي ذكرتها بتأويل الآية قول من قال عنى الله عزّ و جلّ بقوله (وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ) النصارى وذلك أنهم هم الذين سعوا في خراب بيت المقدس وأعانوا بختنصر على ذلك ومنعوا مؤمني بني اسرائيل من الصلوة فيه بعد منصرف بختنصر عنهم الى بلاده "یعنی آیت کریمہ میں مراد وہ رومی نصاریٰ (Roman Catholics) ہیں جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کرنے میں بخت نصر کی مدد کی، اور پھر بخت نصر کے لوٹ جانے کے بعد بھی بنی اسرائیل کے ایمان والوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے روکا"۔ اور "لهم في الدنيا خزي" کی تفسیر کرتے ہوئے حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ حدثنا موسى قال حدثنا عمرو قال حدثنا

اسباط عن السدی قوله (لهم فی الدّنیا خزیٌ) امّا خزیهم فی الدنیا فانهم اذا قام المهدی وفتحت القسطنطینیة قتلهم فذلك الخزی الخ "یعنی اس سے حضرت مہدیؒ کا قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کرنا اور رومیوں کو قتل کرنا مراد ہے"۔]

تفسیر طبری ۲۹۸/۱-۲۹۹]

حضرت مہدیؒ یوروپ (Europe) وغیرہ کو فتح کرنے کے بعد قسطنطنیہ (Istanbul) کی طرف متوجہ ہوں گے، اندازہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ پر عیسائیوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگا۔ قسطنطنیہ ایک جزیرہ نما شہر ہے، احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؒ کے تشریف لے جانے کے وقت قسطنطنیہ کے چاروں طرف فصیلیں (شہر کی دیواریں) ہوں گی۔

فتح قسطنطنیہ کے سلسلہ میں مسلم شریف کی روایت

فتح قسطنطنیہ کے سلسلہ میں صحیح مسلم شریف کتاب الفتن میں جو حدیث مبارک وارد ہے وہ حسب ذیل ہے۔

عن أبی هریرةؓ أنّ النبی ﷺ قال:" هل سمعتم بمدینةٍ جانبٌ منها فی البَرّ و جانبٌ منها فی البحر، قالوا: نعم یا رسولَ الله، قال: لا تقوم الساعةُ حتی یغزُوَها سبعون ألفًا منْ بنی إسحٰق، فإذا جاء وها نزلوا، فلمْ یقاتِلوا بسلاحٍ ولمْ یرموا بسهمٍ، قالوا لا إله إلّا الله و اللهُ أکبر فیسقُطُ أحدُ جانبیها، قالَ ثورٌ: لا أعلمهُ إلّا قال: الذی فی البحر، ثمّ یقولون الثانیةَ لا إله

إلاّ الله و الله أكبر فيسقط جانبُها الآخر، ثُمّ يقولون الثالثة لا إله إلاّ الله و الله أكبر فيُفرّج لهم، فيدخلونها فيغنَمو، فبيناهم يقتسمون المغانم إذْ جاء هم الصريخ فقال: إنّ الدجّال قد خرج، فيتركون كُلّ شيء ويرجعون". [مسلم ۲۹۶/۲ رقم ۲۹۲۰] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا کہ: "کیا تم اس شہر کے متعلق کچھ جانتے ہو جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری جانب سمندر میں ہے"؟ صحابہؓ نے کہا کہ: "جی ہاں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ بنو اسحاق یا بنو اسماعیل کے ستر ہزار مسلمان اس پر چڑھائی نہیں کریں۔ پس جب یہ مسلمان اس شہر پر پہنچیں گے اور وہاں پڑاؤ ڈالیں گے تو نہ ہتھیار سے قتال کریں گے اور نہ تیر چلائیں گے۔ بس یہ مسلمان لا إله إلاّ الله و الله أكبر کا نعرہ لگائیں گے، اس نعرہ کی برکت سے شہر کی ایک فصیل زمین پر گر پڑے گی"۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں کہ: "میری یادداشت کے مطابق یہ سمندر والی سمت کے متعلق ہے"۔ "پھر مسلمان دوبارہ لا إله إلاّ الله و الله أكبر کا نعرہ بلند کریں گے، تو دوسری فصیل بھی گر جائے گی۔ پھر تیسری مرتبہ لا إله إلاّ الله و الله أكبر کا نعرہ بلند کریں گے تو مسلمانوں کے لیے راستہ کھل جائے گا اور وہ شہر میں فاتح بن کر داخل ہوں گے۔ فتح کے بعد وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے، تو شیطان آواز لگائے گا کہ دجال ظاہر ہو چکا ہے۔ اس خبر کو سن کر مسلمان سب چھوڑ چھاڑ کر (بغرض حفاظت) اپنے گھر لوٹیں گے۔

روایت کی تحقیق

فائدہ: اس روایت میں وارد لفظ "سبعون ألفا من بنی إسحق" کے بارے میں بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ دراصل یہاں " بنی إسمعیل " مراد ہیں، تاہم مسلم شریف کے دستیاب تمام نسخوں میں "من بنی اسحق "ہی وارد ہے۔

علامہ نوویؒ لکھتے ہیں: قال القاضی: کذا ھو فی جمیع أُصول صحیح مسلم "من بنی إسحق" قال: قال بعضھم: المعروف المحفوظ "من بنی إسمعیل" و ھو الذی یدل علیه الحدیث و سیاقه لأنه إنما أراد العرب و ھذه المدینة ھی القسطنطنیة۔ [نووی علی شرح مسلم ۲/۳۹۶] یعنی "من بنی إسحق" کا لفظ ہی مسلم کے تمام نسخوں میں وارد ہے، البتہ مشہور و مستند بات یہ ہے کہ مراد " بنی إسمعیل "ہوں چونکہ اسی معنی پر حدیث کی دلالت بھی ہے اور سیاق حدیث کا منشا بھی یہی ہے چونکہ ان سے مراد عرب ہیں اور مدینة سے مراد قسطنطنیہ ہے۔

اس سلسلہ میں یہ تاویل بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ بنی اسمعیل کے لیے بنی اسحق کا لفظ لانے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت اسحق بنی اسمعیل کے چچا ہیں، اور "عمُّ الرجل صنو أبیه" کے مطابق چچا کی طرف نسبت درست ہے۔

اور اگر حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر ہی رکھیں تو بنی اسحق سے مراد وہ افراد ہوں گے جو اس زمانہ میں مسلمان ہوکر لشکر مہدی میں شامل ہوگئے، جیسا کہ سابقہ روایتوں سے معلوم ہوچکا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کے خروج کی افواہ کی تحقیق بڑے پیمانے پر کی جائے گی حتیٰ کہ حضرت مہدیؑ ایک جماعت کو اس کام کے لیے مقرر فرمائیں گے، چنانچہ حدیث میں ہے "فیبعثون عشرة فوارس طلیعة، قال رسول الله ﷺ: إنی لأعرف أسمائهم و أسماء آبائهم و ألوان خیولهم ہم خیر فوارس علی ظهر الأرض یومئذ، أو (قال) من خیر فوارس علی ظهر الأرض یومئذ"۔ [مسلم ۲۹۲/۴ رقم ۲۸۹۹] حضرت مہدیؑ دس سواروں کا ایک دستہ اس خبر کی تحقیق کے لیے آگے بھیجیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میں اس دستے کے سواروں کے نام، ان کے آباء کے نام، ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین کے اوپر سب سے بہتر لوگ ہوں گے۔

تحقیق کرنے پر پتہ چلے گا کہ یہ خبر صحیح نہیں تھی، لیکن جب حضرت مہدیؑ اپنے لشکر کے ساتھ ملک شام پہنچیں گے تو دجال حقیقت میں نکل چکا ہوگا، چنانچہ اسی حدیث میں ہے "فإذا جاءوا الشام خرج"۔ [مسلم ۲۹۲/۴ رقم ۲۸۹۹]

نوٹ: ان ہی فتوحات کے دوران حضرت مہدیؑ کنیسة الذہب (vatican city) تشریف لے جائیں گے۔

اٹلی کے کنیسة الذہب میں محفوظ عظیم خزانے

یہاں وہ عظیم خزانے محفوظ ہیں جو قیصر روم نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس (jerusalem) فتح کرکے حاصل کیے تھے، جسے اپنے دور میں قیصر روم ایک لاکھ

ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا تھا۔

حضرت مہدیؑ ان ہی خزانوں کو ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں پر لاد کر بیت المقدس (jerusalem) لائیں گے، اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے۔ اس سلسلہ کی مفصل روایت تفسیر قرطبی کے حوالہ سے یہاں پر نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ روایت حسب ذیل ہے

قال حذيفة: قلت يا رسول الله ﷺ، لقد كان بيت المقدس عند الله عظيما جسيم الخطر عظيم القدر. فقال رسول الله ﷺ: هو من أجلّ البيوت ابتناه الله لسليمن بن داوٗد عليهما السلام من ذهب و فضة و درّ و ياقوت و زمرّد. وذلك أنّ سليمن بن داوٗد لمّا بناه سخّر الله له الجنّ، فأتوه بالذهب و الفضة من المعادن، وأتوه بالجواهر و الياقوت و الزمرد، و سخر الله تعالى له الجن حتى بنوه من هذه الأصناف. قال حذيفة: فقلت يا رسول الله ﷺ، و كيف أخذت هذه الأشياء من بيت المقدس؟ فقال رسول الله ﷺ: "إنّ بني اسرائيل لمّا عصوا الله وقتلوا الأنبياء سلّط الله عليهم بختنصر وهو من المجوس و كان ملكه سبعمائة سنة، وهو قوله: (فإذا جاء وعد أولاهما بعثنا عليكم عبادا لنا أولي بأس شديد فجاسوا خلال الديار وكان وعدا مفعولا) فدخلوا بيت المقدس وقتلوا الرجال و سبوا النساء و الأطفال وأخذوا الأموال و جميع ما كان في بيت المقدس من هذه الأصناف، فاحتملوها على سبعين ألفا و مائة ألف عجلة حتى

أودعوها أرض بابل، فأقاموا يستخدمون بني إسرائيل ويستملكونهم بالخزي والعقاب والنكال مائة عام، ثم إن الله عز وجل رحمهم فأوحى الى ملك من ملوك فارس أن يسير الى المجوس في أرض بابل، وأن يستنقذ من في أيديهم من بني إسرائيل؛ فسار اليهم ذلك الملك حتى دخل أرض بابل فاستنقذ من بقي من بني اسرائيل من أيدي المجوس واستنقذ ذلك الحلي الذي كان من بيت المقدس ورده الله اليه كما كان أول مرة فقال لهم: يا بني اسرائيل إن عدتم الى المعاصي عدنا اليكم بالسبي و القتل، وهو قوله: (عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا) فلما رجعت بنو اسرائيل الى بيت المقدس عادوا الى المعاصي فسلّط الله عليهم مَلِك الروم قيصر، وهو قوله: (فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا) فغزاهم في البر و البحر فسباهم وقتلهم وأخذ أموالهم ونساءهم، وأخذ حلي جميع بيت المقدس واحتمله على سبعين ألفا و مائة ألف عجلة حتى أودعوه في كنيسة الذهب، فهو فيها الآن حتى يأخذه المهدي فيرده الى بيت المقدس، وهو ألف سفينة و سبعمائة سفينة يُرسى بها على يافا حتى تنقل الى بيت المقدس وبها يجمع الله الأولين و الآخرين۔۔۔" (تفسیر قرطبی ۲۲۲/۱۰، والتذكرة للقرطبي ۶۵۲)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ بیت المقدس اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظیم القدر مسجد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ

دنیا کے سب گھروں میں ایک ممتاز عظمت والا گھر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لیے سونے چاندی اور جواہرات، یاقوت وزمرد سے بنایا تھا۔ اور یہ اس طرح کہ جب سلیمان علیہ اسلام نے اس کی تعمیر شروع کی تو حق تعالیٰ نے جنات کو ان کے تابع کر دیا، جنات نے یہ تمام جواہرات اور سونے چاندی جمع کر کے ان سے مسجد بنائی۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ پھر بیت المقدس سے یہ سونا چاندی اور جواہرات کہاں اور کس طرح گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور گناہوں اور بداعمالیوں میں مبتلا ہو گئے، انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا جو مجوسی تھا، اس نے سات سو برس بیت المقدس پر حکومت کی اور قرآن کریم میں آیت فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ سے یہی واقعہ مراد ہے۔ بخت نصر کا لشکر بیت المقدس میں داخل ہوا، مردوں کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور بیت المقدس کے تمام اموال اور سونے چاندی، جواہرات کو ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں میں بھر کر لے گیا اور اپنے ملک بابل میں رکھ لیا، اور سو برس تک ان بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا کر طرح طرح کی بامشقت خدمت ذلت کے ساتھ ان سے لیتا رہا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو اس کے مقابلہ کے لیے کھڑا کر دیا جس نے بابل کو فتح کیا اور باقی ماندہ بنی اسرائیل کو بخت نصر کی قید سے آزاد کرایا، اور جتنے اموال وہ بیت المقدس سے لایا تھا وہ سب بیت المقدس میں پہنچا دیا، اور پھر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اگر تم پھر نافرمانی اور گناہوں کی طرف لوٹ

جاؤ گے تو ہم بھی پھر قتل اور قید کا عذاب تم پر لوٹا دیں گے، آیت قرآن عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا سے یہی مراد ہے۔

پھر جب بنی اسرائیل بیت المقدس میں لوٹ آئے (اور سب اموال وسامان بھی قبضہ میں آ گیا) تو پھر معاصی اور بدعملیوں کی طرف لوٹ گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کر دیا، آیت فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءُا وُجُوْهَكُمْ سے یہی مراد ہے۔ شاہ روم نے ان لوگوں سے خشکی اور سمندری دونوں راستوں پر جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کیا، اور پھر تمام ان اموال بیت المقدس کو ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے کنیسۃ الذھب میں رکھ دیا، یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدیؓ پھر ان کو بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں واپس لائیں گے، اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ تمام اولین وآخرین کو جمع کر دیں گے۔

نزولِ عیسیٰؑ اور وفاتِ مہدیؓ

نزولِ عیسیٰؑ اور وفاتِ مہدیؓ اور اس وقت کے مختصر حالات

علاماتِ قیامت میں سے انتہائی اہمیت کی حامل ایک نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔ یہ ایک ایسا طویل اور اہم باب ہے کہ جہاں محدثینؒ نے اپنی کتابوں میں اس کے مستقل ابواب قائم کیے ہیں وہیں دیگر اہل علم اور مستشرقین نے بھی

اس مضمون پر اپنا قلم اٹھایا ہے۔

بہر حال یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عین نزول کے وقت کے چند اہم واقعات بڑے اختصار کے ساتھ ترتیب سے نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہونے والے حضرت مہدیؓ کے روشن کارنامے اور آپ کے مقام و مرتبہ کی صحیح تصویر اور اس کا نقشہ معتمد روایات و مستند تاریخی نقول کی روشنی میں ہمارے سامنے آ سکے۔

دجال شام اور عراق کے درمیان سے ظاہر ہوگا

دجال پہلی بار شام (Syria) اور عراق (Iraq) کے درمیان ظاہر ہوگا؛ لیکن اس وقت اس کا خروج لوگوں میں زیادہ مشہور نہیں ہوگا۔ پھر دوبارہ وہ اصبہان (Esfahan) کے ایک مقام یہودیہ سے نمودار ہوگا، اور وہاں پہنچ کر اس کی شہرت و جمعیت میں اضافہ ہو جائے گا۔ وہ چاروں طرف فتنہ برپا کر دے گا۔

ظہور دجال کی روایتیں

دجال کے ظاہر ہونے کی جگہ کے بارے میں احادیث میں مختلف مقامات کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ شام و عراق کی وسطی گھاٹی، خراسان، خوز و کرمان اور اصبہان کا تذکرہ آتا ہے۔

صحیح مسلم کی روایت میں شام و عراق کی وسطی گھاٹی کا ذکر ہے: عن نواس بن سمعانؓ مرفوعاً انہ (الدجال) خارجٌ خلّةً بین الشام و العراق۔ [مسلم ۲/۴۰۱]

رقم ۲۹۳۷] یعنی دجال شام وعراق کی وسطی گھاٹی سے نمودار ہوگا۔

الفتح الربانی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایک روایت میں خراسان کا ذکر ہے: عن أبي بكرؓ قال: حدثنا رسول الله ﷺ أنَّ الدجال يخرجُ من أرضٍ بالمشرق يقال لها خراسان۔ [الفتح الربانی ۷۲/۲٤] إسناده صحيح یعنی دجال مشرق میں خراسان سے ظاہر ہوگا۔

الفتح الربانی ہی میں حضرت انس بن مالکؓ سے اصبہان کا تذکرہ آیا ہے: عن أنس بن مالكؓ قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج الدجالُ من يهودية أصبهان۔ [الفتح الربانی ۷۲/۲٤] یعنی دجال أصبہان کے مقام یہودیہ سے ظاہر ہوگا۔

الفتح الربانی ہی میں حضرت ابوہریرہؓ سے خوز اور کرمان کا ذکر یوں ملتا ہے: وعن أبي هريرةؓ قال: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: لينزلَنَّ الدجالُ خوزَ و كرمانَ۔ [الفتح الربانی ۷۲/۲٤] (ابن إسحق مدلس) یعنی دجال خوز و کرمان میں اترے گا۔

مذکورہ بالا روایات میں سے پہلی تینوں روایتیں صحیح ہیں البتہ چوتھی روایت میں راوی ابن إسحق کے مدلس ہونے کے سبب ضعف پایا جاتا ہے۔

روایتوں کے درمیان تطبیق اور اس دور میں مسلمانوں کی مختلف پناہ گاہوں کا تذکرہ

اب اختلاف کا دفعیہ اس طرح ممکن ہے کہ دجال کا خروج اولیں عراق وشام

کی وسطی گھائی سے ہوگا لیکن اس وقت وہ شہرت نہیں پائے گا چونکہ اس کے اعوان و انصار کی بڑی جماعت قریہ یہودیہ میں اس کی منتظر ہوگی۔ پھر وہ خراسان میں واقع مقام اصبہان کی ایک بستی یہودیہ جاکر اپنے حامیوں کے ہمراہ ساری دنیا کا دورہ کرے گا، اور اسی مقصد سے وہ حوز و کرمان میں پڑاؤ ڈالے گا، چنانچہ حدیث میں ینزل الدجال حوز و یکرمان کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہوگی، اور اس بار اس کا خروج اور اس کا شر سارے عالم میں مشہور ہو جائے گا۔

اب دجال پوری دنیا کا طوفانی دورہ کرے گا، صرف چالیس دن دنیا میں رہے گا، ایک دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا ایک ہفتے کے برابر ہوگا، بقیہ ایام معمول کے مطابق ہوں گے۔

دجال کے اکثر متبعین یہود (Jews) ہوں گے۔

حضرت مہدیؑ دمشق پہنچ کر زور و شور سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں گے، لیکن صورتِ حال پوری دجال کے موافق ہوگی، چونکہ اس کے پاس زبردست مادی قوت ہوگی۔ حضرت مہدیؑ اور آپ کے چاہنے والے دمشق میں رہ کر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوں گے، عام طور پر آپ اور آپ کے ساتھی جامع اموی میں نماز ادا کریں گے۔

اس پرفتن دور میں مومنین اردن (Jorden) اور بیت المقدس (یروشلم) میں جمع ہو جائیں گے۔ پہلے مسلمان اردن کی ایک وادی ”افیق“ میں سمٹ

جائیں گے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: فینحاز (المسلمون) إلى عقبة أفيق۔

[مصنف ابن أبي شيبة ١٣٧/١٥]

بعض روایتوں سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کے اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے سبھی لوگ تقریباً اردن کی اس وادی میں موجود ہوں گے۔ ولكن واحد يؤمن بالله واليوم الآخر ببطن الأردن۔ [كنز العمال ٣١٥/١٤ رقم ٣٨٧٩١ ومستدرك للحاكم ٥٣٧/٤ رقم ٨٥٠٧]

مسلمان اخیر میں بیت المقدس (Jerusalem) کے ایک پہاڑ "جبل الدُّخان" پر جمع ہوں گے۔

دوسری طرف دجال دنیا بھر میں ہنگامہ آرائی کر کے دمشق پہنچے گا، اور اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا۔

فيفر الناس إلى جبل الدخان وهو بالشام، فيأتيهم فيحاصرهم، فيشتد حصارهم، ويجهدهم جهدا شديدا۔ [التذكرة للقرطبي ٧٥٤ وأحمد ٢١٧/٣-٢١٨] یعنی لوگ ملک شام میں جبل دخان کی جانب بھاگ نکلیں گے، تب دجال وہاں آ کر ان کو گھیر لے گا، اور انہیں سخت مشقت میں ڈال دے گا۔

بس محاصرہ کی وجہ سے مسلمان سخت مشقت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حتی کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جب دجال کا یہ محاصرہ بہت طویل ہو جائے گا تو مسلمانوں کے امیر (حضرت مہدیؑ) ان سے کہیں گے کہ اب اس سرکش سے جنگ کرنے میں پس و پیش میں کیوں مبتلا

ہو؟ غرض وہ ان کو فتح یا شہادت پر آمادہ کریں گے۔ لوگ صبح فجر کی نماز کے بعد اس فیصلہ کن جنگ کا پختہ عزم کریں گے۔

یہ رات سخت تاریک ہوگی، لوگ جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ اس صبح تاریکی میں مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، حضرت مہدیؓ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے، اور نماز کی اقامت بھی کہی جا چکی ہوگی اچانک کسی کی آواز آئے گی کہ "تمہارا فریادرس آ پہنچا"۔ لوگ یہاں وہاں نظر دوڑائیں گے تو ان کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی، جو دو زرد چادروں میں ملبوس دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کی جامع مسجد کے سفید منارے پر نازل ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیڑھی منگوا کر منارہ سے اتریں گے۔ فبینما هو كذلك إذْ بعث اللهُ المسيح ابن مريم، فنزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين واضعا كفيه على أجنحة ملكين۔ [التذكرة ۷۰۲] یعنی مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مشرقی دمشق کے سفید منارے پر اتاریں گے، وہ دو فرشتوں کے پروں (کندھوں) پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کا نزول کونسے منارہ پر ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کس منارہ پر ہوگا اس بارے میں دو طرح کی باتیں ہیں، کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع اموی کا منارہ ہے، لیکن دوسری روایات جو زیادہ قوی اور صحیح ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جامع اموی کے علاوہ کوئی

اور مینارہ ہے، کہتے ہیں کہ دمشق میں مقام غوطہ پر ان دنوں موجود سفید مینارہ مراد ہے جو صدیوں سے ہے، اور مقامی لوگوں میں بھی یہی بات زباں زد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی پر اتریں گے، واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہ کا سفرنامہ مطبوعہ بنام "انبیا کی سرزمین میں چند روز" ملاحظہ ہو۔

حضرت عیسیٰؑ کا نزول صالح قوم پر ہوگا

جس جماعت پر آپ کا نزول ہوگا وہ اس زمانہ کے صالح ترین زن و مرد کی جماعت ہوگی (ایک روایت میں ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں بتلائی گئی ہے)

۔عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: ينزل عيسى ابن مريم على ثمان مائة رجلٍ و أربع مائة امرأة خيار من على الأرض يومئذ و كصلحاء من مضى۔ [كتاب التذكرة ٧٦٢ و كنز العمال رقم ٣٨٨٦٣] حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیسیٰ بن مریم ایسے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں کے بیچ نازل ہوں گے جو اس وقت روئے زمین کے بہترین لوگ ہوں گے، اور پچھلے دور کے صالحین کے ہم مرتبہ ہوں گے

حضرت مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ کو امامت کے لیے بلائیں گے اور جائے نماز چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ، کیوں کہ اس کی اقامت تمہارے لیے کہی جا چکی ہے غرض آپ امامت سے انکار فرمادیں گے اور کہیں گے "یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں"۔

عن أبي أمامة مرفوعًا۔۔۔فرجع ذلك الإمام ينكص يمشي القهقرى ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول له: تقدم فصلّ فإنها لك أقيمت۔ [ابن ماجه رقم ٤٠٧٧]

چنانچہ اس وقت کی نماز حضرت مہدیؓ ہی پڑھائیں گے، اور حضرت عیسٰیؑ بھی یہ نماز ان کی اقتدا میں ادا کریں گے۔

اس مقام پر یہ بھی یاد رہے کہ امامت صلوۃ کے بارے میں مذکورہ روایت کے برعکس حضرت ابوہریرۃؓ سے عیسٰی علیہ السلام کی امامت کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ عن أبي هريرةؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ينزل عيسى ابن مريم فيؤمهم۔ [سعاية ٢/١٨٤ عن ابن حبان] اسی طرح فينزل عيسى عليه السلام فأمهم۔ [مسلم ٢/٣٩٢ رقم ٢٨٩٧] یعنی عیسٰی بن مریم لوگوں کی امامت فرمائیں گے۔

روایتوں کے تعارض میں علامہ کشمیریؒ کی رائے

ان روایتوں کا تعارض دور کرتے ہوئے علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ’’پہلی نماز حضرت عیسٰیؑ حضرت مہدیؓ کے پیچھے پڑھیں گے۔ چونکہ اس کی اقامت ان ہی کے لیے کہی گئی تھی‘‘۔ [فيض الباري ٤/٤٦-٤٧]

عارضۃ الاحوذی میں ہے: ’’ قد روي أنه يصلي وراء إمام المسلمين خضوعًا لدين محمدﷺ و شريعته و اتباعًا و إسحانًا لأعين النصارى و إقامة الحجة عليهم ‘‘۔ [٩/٧٨] کہ عیسٰی علیہ السلام آپ ﷺ کے دین و شریعت

کے سامنے انکساری اور تابع داری کے لیے مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں گے؛ اور یہ بھی وجہ ہے کہ نصاریٰ خود اس بات کا مشاہدہ کرلیں اور ان پر حجت قائم ہوجائے۔

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: " وفي صلاة عيسى خلف رجل من هذه الأمة مع كونه في آخر الزمان و قرب قيام الساعة دلالة للصحيح من الأقوال، أن الأرض لا تخلو عن قائم لله بحجة " [فتح الباري ٦/٤٩٤] کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس امت کے ایک شخص کے پیچھے نماز ادا کرنے میں اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ سرزمین اللہ تعالیٰ کے احکام کے قائم کرنے والوں سے ہرگز خالی نہیں ہوگی؛ باوجودیکہ یہ واقعہ اس آخری دور کا ہے جو قیامت سے بالکل قریب ہے۔

لیکن اس پہلی نماز کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود امامت کرنے لگیں گے اور حضرت مہدیؒ ان کی اقتدا کریں گے۔

چنانچہ یہی مضمون حضرت کعبؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے: عن كعب مرفوعا... قال: فينظرون فإذا بعيسى ابن مريم، قال: وتقام الصلوة فيرجع إمام المسلمين المهدي، فيقول عيسى: تقدمْ فلك أقيمت الصلوة، فيصلي بهم ذلك الرجلُ تلك الصلوة، قال: ثم يكون عيسى إماما بعده۔ [الفتن ۲۹۲ رقم ۱۲۲٦] یعنی لوگ دیکھ رہے ہوں گے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتر رہے ہیں، عین اس وقت جماعت کھڑی ہو رہی ہوگی اور مسلمانوں کے امام حضرت مہدیؒ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے؛ آپ ہی کے

لیے تکبیر کہی جا چکی، تو وہ شخص (یعنی حضرت مہدیؒ) وہ نماز پڑھائیں گے، اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰؑ ہی امام رہیں گے۔

ملا علی قاریؒ اپنی کتاب شرح الفقہ الأکبر میں لکھتے ہیں: "الأصح أنّ عیسیٰ یصلي بالناس، و یقتدي به المهدي" [١٢٧] یعنی صحیح بات یہی ہے کہ (پہلی نماز کے بعد) حضرت عیسیٰ امام ہوں گے اور حضرت مہدیؒ ان کی اقتدا کریں گے۔

بہرحال فجر کی نماز کے بعد تفصیلی گفتگو اور مشورے ہوں گے۔ پھر دجال اور اس کے متبعین کے ساتھ جنگ کا سلسلہ شروع ہوگا۔

دجال کے احوال حضرت عیسیٰؑ کو دیکھنے کے وقت

دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو حیران ہو کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ تقریباً ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوں گے۔ دجال دمشق سے نکل کر اسرائیل (Israiel) کی طرف بھاگے گا۔ اُفیق کی گھاٹی سے گزرے گا اور شہر لُدّ پہنچے گا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؒ کی فوج اس کا تعاقب کر رہی ہوگی۔ دجال جب لُدّ میں گھسنا چاہے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب پہنچ جائیں گے۔ دجال کی حالت یہ ہوگی کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ نہ کریں تو بھی وہ نمک کی طرح گھل کر ختم ہو جاوے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہتھیار سے اس کو ختم کریں گے۔ دجال کے ہمنوا یہودیوں کا بھی قتل ہوگا۔

ساری دنیا میں اسلام قائم ہوگا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدیؓ دجال کے بعد دنیا کے باقی ماندہ علاقوں کی فتح کی طرف متوجہ ہوں گے اور ساری دنیا میں اسلام کو قائم فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو ہر اعتبار سے غالب فرمائیں گے۔ اور نبی کریم ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہوگی جس کی طرف مندرجہ ذیل حدیث میں اشارہ ہے: عن المقداد أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: لا يبقى على ظهر الأرض بيت مدر ولا وبر إلا أدخله الله كلمة الإسلام بعز عزيز و ذل ذليل، أما يعزهم الله فيجعلهم من أهله أو يذلهم فيدينون لها، قلت: فيكون الدين كله لله. [احمد ۳۹/۲۳۶ رقم ۲۳۸۱٤] حضرت مقدادؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر کوئی پکا اور کچا مکان باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اسلام کا کلمہ داخل کرے گا۔ کسی کو عزت دے کر کسی کو ذلت دے کر۔ بہرحال اللہ کو جنہیں عزت دینا ہوگا انہیں خود یہ خود مسلمان ہونے کی توفیق دے گا اور جنہیں ذلیل کرے گا وہ بھی بالآخر دین کو اختیار کرلیں گے۔ میں نے عرض کیا: تب دین سارا کا سارا اللہ کا ہی ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مہدیؓ ظہور کے بعد سات سال تک عیسائیوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں مشغول ہوں گے، اور آٹھواں سال دجال کے ساتھ مقابلہ آرائی میں، اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذرے گا۔ اس وقت پورے عالم میں ایمان ہی ایمان کی بہار ہوگی۔ مادی فراوانی کی بھی کثرت ہوگی۔ قتل دجال کے بعد

حضرت مہدیؒ حضرت عیسیٰ کی معیت میں مختلف علاقوں کا دورہ فرمائیں گے۔ اور جن لوگوں کو دجال کی وجہ سے اذیتیں پہنچی تھیں ان کو اجر کی بشارت اور تسلی بھی دیں گے، اور داد ودہش کے ذریعہ ان کا دل بھر دیں گے۔

وفاتِ حضرت مہدیؒ اور عمر شریف

حضرت مہدیؒ کی وفات کے سلسلہ میں غالب بات تو یہی ہے کہ آپ کسی جنگ میں شہید نہیں ہوں گے البتہ آپؒ کے ظہور کے نویں سال یعنی (ایک قول کے مطابق) کل انچاس برس کی عمر میں آپؒ کی وفات ہوگی۔ لیکن یہ وفات کس شہر میں ہوگی اور آپ کہاں دفن ہوں گے اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ سنن ابوداؤد میں صرف اتنا ہے کہ "ثم يتوفى و يصلي عليه المسلمون"۔ [أبو داؤد ۲ / ۵۸۹ رقم ٤٢٨٦]۔ یعنی آپؒ کا انتقال ہوگا اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

اس روایت کے رجال کے بارے میں عون المعبود میں ہے کہ: "ورجاله رجال الصحيحين لا مطعن فيهم ولا مغمز"۔ [۳۵۵/۱۱]۔ یعنی اس روایت کے رجال صحیحین ہی کے ہیں، ان میں جرح وطعن کی کوئی گنجائش نہیں۔

چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ العرف الشذی میں فرماتے ہیں: ویبعث المهدي لإصلاح المسلمين، فبعد نزول عيسى عليه السلام يرتحل المهدي من الدنيا إلى العقبى۔ (العرف الشذي على هامش الترمذي ۲/۴۷ حسب النسخة الہندية) یعنی حضرت مہدی مسلمانوں کی اصلاح کی غرض سے مبعوث ہوں

گے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد آپؓ دنیا سے عقبیٰ کی طرف رحلت کر جائیں گے۔

اور ظاہر یہی ہے کہ آپؓ کے جنازے کی نماز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ ظہور کے بعد حضرت مہدیؓ دنیا میں تقریباً نو سال رہیں گے، البتہ ظہور کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ یہ بات مختلف کتابوں میں لکھی تو ہے لیکن ہمیں کوئی صحیح روایت میں نہیں مل سکی، البتہ بعض ضعیف روایات میں تعیین آتی ہے۔

أخرج أبو نعيم عن أبي أمامة مرفوعاً ۔۔۔ فقال له رجل: يا رسول الله ﷺ من إمام الناس يومئذ؟ قال ﷺ: المهدي من ولدي ابن أربعين سنة الخ۔ (الحاوی ۲/٦٦) حضرت ابو نعیمؒ سے مرفوعاً منقول ہے کہ آپ ﷺ سے ایک شخص نے (آخر زمانہ سے متعلق) دریافت کیا کہ اس وقت لوگوں کا امام کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے مہدی نامی شخص ہوگا جو (اس وقت) چالیس سال کا ہوگا۔

مختصر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مہدیؓ کے وصال کے بعد حکومت کا مکمل انتظام حضرت عیسیٰ سنبھالیں گے۔ حضرت عیسیٰ چالیس برس دنیا میں قیام فرمائیں گے، آپ شادی بھی

فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی۔ آپ ہی کے زمانہ میں یاجوج اور ماجوج کا واقعہ بھی پیش آئے گا۔ بالآخر **مقعد** نامی ایک شخص کو اپنا جانشین بنا کر دنیا سے تشریف لے جائیں گے یعنی دنیا میں آنے کے بعد اب آپ کی وفات ہوگی۔ روضۂ اقدس میں آپ ﷺ کے قریب تدفین عمل میں آئے گی۔ پھر قیامت کی آخری علامتوں کا ظہور ہوگا۔

قال کعب الأحبار: إن عیسی علیہ السلام یمکث فی الأرض أربعین سنۃ، وقال: وإن عیسی علیہ السلام یتزوج بامرأۃ من آل فلان، ویرزق منہا ولدین فیسمی أحدہما محمدا والآخر موسی، ویکون الناس معہ علی خیر وفی خیر زمان، وذلک أربعین سنۃ، ثم یقبض اللہ روح عیسی ویذوق الموت ویدفن إلی جانب النبی ﷺ فی الحجرۃ، ویموت خیار الأمۃ ویبقی شرارہا فی قلۃ من المؤمنین۔ **(التذکرۃ للقرطبی ۷۶۴)**

ترجمہ: حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے، وہ کسی قبیلہ کی عورت سے نکاح کریں گے، اس عورت سے ان کے دو بیٹے بھی ہوں گے جن کا نام محمد اور موسیٰ ہوگا، آپ کے ہمراہ لوگ بھلائی میں اور اچھے زمانہ میں رہیں گے، یہ چالیس سال مدت ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ کی روح قبض فرمالیں گے، اس طرح عیسیٰ کو بھی موت آجائے گی، اور وہ حجرۂ مبارک میں نبی کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے، امت کے صالحین بھی اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے اور بدکردار لوگ باقی رہ جائیں گے۔

اسی سلسلہ میں توریت کی ایک آیت حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے منقول

ہے: عن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن أبیه قال: نجد في التوراة أن عیسی ابن مریم یدفن مع محمد ﷺ۔ (الفتن ۳۹۵ رقم ۱۲۳۸)

ہم نے توریت میں لکھا دیکھا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کا چالیس سالہ دنیوی قیام احادیث کی روشنی میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہنے کے متعلق مسند احمد اور مصنف عبدالرزاق میں بھی روایات وارد ہیں، عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: یخرج الدجال وینزل عیسی فیقتله ثم یمکث عیسی في الأرض أربعین عاماً إماماً عادلاً و حکماً مقسطاً۔

[أحمد رقم ۲۴۴۶۷ وابن أبي شيبة ۱۵/۱۳۴ رقم ۱۹۳۲۰]

دجال کے ظاہر ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے پھر روئے زمین پر چالیس سال تک عادل امام اور منصف حکم بن کر رہیں گے۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ینزل عیسی ابن مریم ویقتل الدجال ویمکث أربعین عاماً یعمل فیهم بکتاب الله تعالیٰ وسنتي ویموت ویستخلفون بأمر عیسی رجلاً من بني تمیم یقال له المقعد، لم یأت علی الناس ثلاث سنین حتی یرفع القرآن من صدور الرجال

وصححہ الحافظ بحر۔ [الحاوی ۲/۸۲]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے، اور چالیس سال تک لوگوں میں کتاب وسنت کو نافذ کریں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ لوگ بنی تمیم کے مقعد نامی ایک شخص کو ان کا قائم مقام بنا دیں گے۔ تین سال کے قلیل عرصہ میں ہی لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا۔

نوٹ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ان کی مکمل حیات، دنیا میں ان کا دوبارہ نزول، دجال کا قتل، اس کے لیے ہماری دوسری کتاب "نزول عیسیٰ" کا مطالعہ کریں۔

بالآخر جب اللہ تعالیٰ کو قیامت قائم کرنی ہوگی تو ایک خوش گوار ہوا چلے گی جو تمام مومنین کی روحیں قبض کر لے گی، اور دنیا میں کوئی ایمان والا باقی نہ رہے گا۔ اور پھر پس ماندہ بدترین لوگوں پر قیامت واقع ہوگی، اور صور پھونک دیا جائے گا۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ۔۔۔ ثم یبعث اللہ ریحا کریح المسک مسھا مس الحریر، فلا تترک نفسا فی قلبہ مثقال حبۃ من الإیمان إلا قبضتہ، ثم یبقی شرار الناس، علیھم تقوم الساعۃ۔ [مسلم رقم الحدیث ۱۹۲٤]

یعنی اللہ تعالیٰ مشک جیسی خوشبو دار ریشم جیسی نازک وملائم ہوا چلا کر تمام مسلمانوں کی روح قبض کر لیں گے، پھر بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

حضرت مہدیؓ کے اہم ترین کارنامے

(۱) آپ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ پہلے ظلم و جور سے بھری تھی۔ گویا آپ کے عمل و حکومت میں ظلم نہیں ہوگا۔

(۲) آپ کا عدل و انصاف بلا تخصیص سب کے لیے عام ہوگا۔

(۳) آپ خلافت راشدہ کے نورانی طرز کی مثالی حکومت قائم فرمائیں گے۔

(۴) آپ کے دور میں تمام روئے زمین پر اسلام کو غلبہ ہوگا اور اسلام کو استقرار ہوگا۔

(۵) آپ امت کے قلوب کا تزکیہ فرمائیں گے۔

(۶) تعلیم کو عام کریں گے۔

(۷) لوگوں کو شرک و بدعت سے پاک کریں گے۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: "فیزکیھم (أی المھدي) و یعلمھم و یطھرھم عن دنس البدعات و یکملھم". [الکوکب الدری ۲/۷۵] کہ حضرت مہدیؓ لوگوں کا تزکیہ فرمائیں گے، انھیں علم سے بہرہ ور کریں گے، انھیں بدعات کی گندگی سے پاک کریں گے اور انھیں کامل و مکمل کریں گے۔

(۸) آپ کے ظہور کے ساتویں سال دجال کا خروج ہوگا اور آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں اس سے قتال کریں گے۔

(۹) آپ کے زمانے میں مال کھلیان میں پڑے اناج کے ڈھیر کی طرح

(بکثرت) ہوگا۔

"وتنمائل تخدائش" | الفتن ٢٥٢ رقم ٩٩٢ |

(١٠) آپ کے زمانے میں مویشی کی کثرت ہوگی (یہ چاروں چیزیں باری تعالیٰ کی آپ کے زمانے والوں پر خصوصی عنایت ہوگی)۔

(١١) آپ کے زمانے میں آسمان موسلادھار بارش برسے گا۔

(١٢) آپ کے زمانے میں زمین سے بہت ہی پیداوار ہوگی۔

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: "يخرج في آخر أمتي المهدي، يسقيه الله الغيث، و تخرج الأرض نباتها، و يعطي المال صحاحا، و تكثر الماشية، و تعظم الأمة، و يعيش سبعا أو ثمانيا يعني حججا" . (مستدرك للحاكم ٦٠١/٤ رقم ٨٦٧٣)

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اخیر زمانہ میں مہدی رونما ہوں گے، اللہ انہیں سیراب فرمائے گا، زمین نباتات اگائے گی، وہ برابر مال تقسیم کریں گے، مویشیوں کی کثرت ہوگی، اور امت (اس وقت) عزت کے مقام پر ہوگی۔ وہ سات یا آٹھ سال رہیں گے۔

(١٣) اس قدر خوش حالی ہوگی کہ زندوں کو تمنا ہوگی کہ کاش پہلے کے لوگ جو تنگ حالی میں مرگئے وہ بھی زندہ ہوتے، اور اس خوش حالی کے منظر دیکھتے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: "لا تدع السماء من قطرها شيئا إلا صبته مدرارا، ولا تدع الأرض من ماء ها شيئا إلا أخرجته، حتى تتمنى الأحياء

الأموات" [مصنف عبد الرزاق ۲۷۲/۱۱ رقم ۲۰۷۷۰]

یعنی آسمان اپنا ایک ایک قطرہ پانی برسا دے گا، اور زمین اپنا سارا پانی اگل دے گی، یہاں تک کہ (آسودگی کے سبب) زندہ لوگ مُردوں کی (زندگی کی) آرزو کریں گے۔

(۱۴) آپ لوگوں کے قلوب کو (اپنی سخاوت کے ذریعہ) غنیٰ سے بھر دیں گے۔ "و یملأ قلوب أمّة محمد غنًی" [منتخب کنز العمال ۲۹/۶]

(۱۵) آپ بے حساب مال تقسیم فرمائیں گے۔

(۱۶) کعبہ کے دروازے کے آگے ایک خزانہ جس کو "رتاج الکعبة" کہتے ہیں اسے نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمادیں گے۔

رتاج الکعبة کیا ہے؟

رتاج الکعبة کے سلسلہ میں ایک روایت منتخب کنز العمال میں موجود ہے، جس روایت کے بارے میں مفتی نظام الدین شامزئی صاحبؒ نقل فرماتے ہیں کہ وہ صحیح ہے۔ [عقیدۂ ظہور مہدی ۷۰]

حدثنا ابن وهب، عن إسحق بن يحيى بن طلحة التيمي، عن طاؤس قال: ودّع عمر بن الخطاب البيت ثم قال: والله ما أراني أدع خزائن البيت وما فيه من السلاح والمال أم أقسمه في سبيل الله؟ فقال له علي بن أبي طالبؓ: امض يا أمير المؤمنين! فلست بصاحبه إنما صاحبه منا شابٌ من قريش يقسمه في سبيل الله في آخر الزمان. [الفتن لنعيم بن حماد ۳۸۴، رقم الحديث: ۱۰۶۴]

طاؤسؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے بیت اللہ کو الوداع کیا پھر کہا کہ بخدا مجھے نہیں معلوم کہ میں بیت اللہ کے خزانہ اس کے جتھیار اور مال کو یوں ہی چھوڑ دوں یا اللہ کے راستہ میں تقسیم کر دوں؟ تو ان سے حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ: اے امیر المومنین! آپ اس کے ذمہ دار نہیں اس کے ذمہ دار تو ہم میں سے ایک قریشی نوجوان ہوں گے، جو آخری زمانے میں وہ مال اللہ کی راہ میں تقسیم فرمائیں گے۔

(۱۷) آپ بغیر گنے ہوئے دونوں ہاتھ بھر بھر کر لوگوں کو مال دیں گے۔

(۱۸) امت مسلمہ کو عظمت کا عالی مقام حاصل ہوگا۔

(۱۹) آپ کے زمانے کی خوش حالی اور آپ کی مثالی سخاوت کو ایک روایت میں اس طریقے سے بیان کیا گیا ہے:

عن أبي هريرةؓ قال رسول الله ﷺ: "أبشروا بالمهدي رجلٌ من قريش من عترتي، يخرجُ في اختلاف من الناس و زلزال فيملأ الأرض قسطا و عدلا كما ملئت ظلما و جورا و يرضي ساكن السماء و ساكن الأرض و يقسم المال صحاحا بالسوية و يملأ قلوب أمة محمد غنًى و يسعهم عدله حتى أنه يأمر مناديا ينادي من له حاجة إلي، فما يأتيه أحدٌ إلا رجلٌ واحدٌ، يأتيه فيسئله فيقول: ائت السادن حتى يعطيك، فيأتيه فيقول: أنا رسول المهدي إليك لتعطيني مالا، فيقول: أحث، فيحثي ولا يستطيع أن يحمله، فيلقي حتى يكون قدر ما يستطيع أن يحمله، فيخرج به فيندم فيقول: أنا كنت أجشع أمة محمد نفسا، كلهم دعي إلى هذا المال فتركه

غیری، فیرد علیہ، فیقول: إنا لا نقبل شیئاً أعطیناہ، فیلبث فی ذلک ستاً أو سبعاً أو ثمانیاً أو تسع سنین، ولا خیر فی الحیوۃ بعدہ"۔ [منتخب کنز العمال ۲۹/۶]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم خوش ہو جاؤ مہدی (کی بشارت) سے جو کہ میرے خاندان سے ہوگا، جس کا ظہور لوگوں کے اختلاف اور زلزلوں کے درمیان ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و زیادتی سے بھری ہوئی تھی، آسمان و زمین کا ہر رہنے والا اس سے خوش ہو جائے گا، وہ انصاف سے مال کو ٹھیک ٹھیک تقسیم کرے گا، اور امت محمدیہ کے دلوں کو غنی کر دے گا، اور اس کا عدل ان تمام پر پھیل جائے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے منادی کو حکم دیں گے کہ وہ آواز لگائے کہ کیا کسی کو مجھ سے کوئی ضرورت وابستہ ہے؟ تب ان کے پاس صرف ایک ہی آدمی آکر کچھ مانگے گا، وہ کہیں گے کہ "خزانچی کے پاس جا، وہ تجھے دے دے گا"۔ تو وہ شخص خزانچی کے پاس جائے گا اور کہے گا کہ مجھے مہدیؓ نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تم مجھے کچھ مال دے دو، خزانچی کہے گا کہ تم خود نکال لو، وہ شخص اٹھانے کی قوت سے زیادہ بھر لے گا، پھر اس کو کم کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس قدر رہ جائے گا کہ اس کو اٹھا سکے، پھر وہ مال لے جا کر شرمندہ ہو جائے گا اور کہے گا کہ میں امت محمدیہ کا انتہائی حریص شخص ہوں، کہ پوری امت کو اس مال کی طرف بلایا گیا اور میرے سوا سب نے چھوڑ دیا، تب وہ اس مال کو واپس کرنا چاہے گا، تو خزانچی کہے گا کہ ہم دی ہوئی چیزیں واپس نہیں لیتے۔ پھر مہدیؓ

چھ، سات، آٹھ یا نو سال رہیں گے، اور اس مدت کے بعد لوگوں کے لیے زندہ رہنے میں بھلائی نہ رہے گی۔

دورِ مہدی کا مثالی معاشرہ

حضرت مہدیؓ کے دورِ مسعود میں اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ پر بہت بڑا فضل یہ ہوگا کہ سب حضرت مہدیؓ کو بالاتفاق اپنا قائد و پیشوا تسلیم کرلیں گے اور کسی کو اختلاف نہ ہوگا، اور باہم اتحاد و الفت کی ایک عجیب مثال قائم ہوگی۔

عن دینار بن دینار قال: یظهر المهدي وقد تفرّق الفيء، فيواسي بين الناس في ما وصل إليه لا يؤثر أحدا على أحد، ويعمل بالحق حتى يموت ثم تصير الدنيا بعده هرج۔ [الفتن ٢٥٤ رقم ٩٩٥] یعنی حضرت مہدی اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ لوگوں کا شیرازہ بکھر چکا ہوگا، وہ لوگوں کی غم خواری کریں گے، کسی کو کسی پر برتری نہیں دیں گے، موت تک درست معاملہ فرماتے رہیں گے، پھر ساری دنیا فتنہ و فساد سے بھر جائے گی۔

کچھ اہم واقعات

احادیث شریفہ میں بعض بہت ہی اہم واقعات کا تذکرہ ہے، یہ واقعات قیامت کے قریب آخری دور میں پیش آئیں گے، مگر ان احادیث میں صراحت نہیں ہے کہ یہ واقعات کب پیش آئیں گے؛ البتہ واقعات پر غور کرنے نیز حضرات محدثینؒ نے جس انداز سے اس کو ذکر کیا ہے، ساتھ ہی حضرت مہدیؓ کے متعلق اسلاف کرام

”سے جو مضامین منقول ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سارے واقعات حضرت مہدیؓ سے قریب تر زمانہ میں پیش آئیں گے۔ وہ واقعات حسب ذیل ہیں:

(۱) عراق (Iraq)، مصر (Egypt) اور شام (Greater Syria) پر رومیوں اور عجمیوں کی طرف سے ناکہ بندی (Restrictions)۔

عن أبي نضرة قال: كنا عند جابر بن عبدالله فقال: يوشك أهل العراق أن لا يجيء إليهم قفيز ولا درهم،قلنا من أين ذاك قال من قبل العجم،يمنعون ذاك . ثم قال يوشك أهل الشام أن لا يجيء إليهم دينار ولا مدي،قلنا من أين ذاك قال من قبل الروم،ثم سكت هنيةً،ثم قال: قال رسول الله ﷺ: يكون في آخر أُمتي خليفةٌ يُحثي المالَ حثياً ولا يعدّهُ عدّاً،قال قلتُ لأبي نضرة و أبي العلاء: أتريانِ أنه عمر بن عبدالعزيز فقالا: لا". [مسلم ۲/۳۹۵ رقم ۲۹۱۳]

ابونضرہؒ فرماتے ہیں کہ: ہم جابر بن عبداللہؓ کے پاس تھے،انہوں نے کہا کہ: عنقریب اہل عراق کی یہ حالت ہو جائے گی کہ ان کے پاس ایک قفیز غلہ اور ایک درہم بھی نہ آسکے گا،ہم نے کہا کہ: یہ پابندی کہاں سے عائد ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: عجمیوں کی طرف سے،کچھ دیر بعد فرمایا کہ: عنقریب اہل شام کی یہ حالت ہو جائے گی کہ ان کے پاس ایک دینار اور ایک مد بھی نہ پہنچ سکے گا،ہم نے کہا کہ: یہ پابندی کہاں سے عائد ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: رومیوں کی طرف سے،پھر کچھ دیر خاموش رہے پھر آپؐ

نے کہا کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: میری امت کے آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ: میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے دریافت کیا کہ: کیا آپ کے خیال میں وہ عمر بن عبدالعزیز ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

علامہ تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے تکملہ میں قرطبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ علماء کی ایک جماعت کا رجحان یہی ہے کہ اس کے مصداق حضرت مہدیؒ ہیں:

وذهب جمعٌ من العلماء إلى أن المراد منه خليفة الله المهدي الذي يخرج في آخر الزمان۔ [تكمله فتح الملهم ۶/۳۲۹]

(۲) شام پر عیسائیوں (Christians) کی یلغار۔

بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ شام پر جو عیسائیوں کی حکومت ہوگی وہ خیبر (Khaybar) تک پھیلی ہوئی ہوگی۔

(۳) عربوں کی اس زمانے میں قلت ہوگی، وہ بیت المقدس (یروشلم) کے قریب جمع ہوں گے:

يا رسول الله ﷺ: فأين العرب يومئذ؟ قال: هم يومئذ قليلٌ ببيت المقدس، [ابن ماجه ۳۰۸ رقم ۴۰۷۷] یعنی کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ: یا رسول اللہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: وہ قلیل تعداد میں بیت المقدس کے پاس جمع ہوں گے۔

(۴) مدینہ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑنا:

لوگ مدینہ منورہ کو بے رغبتی سے چھوڑیں گے، سن لیا کہ فلاں جگہ پر باغ اور زراعت کی فراوانی اور ارزانی ہے تو لوگ مدینہ چھوڑ کر وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ لیکن جو لوگ مدینہ کو چھوڑ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بہتر لوگوں کو وہاں آباد فرمادیں گے۔

عن جابر بن عبداللّٰہ مرفوعاً: لا یخرج رجلٌ من المدینة رغبة عنها إلا أبدلها اللہ خیرًا منه، ولیسمعنّ ناس برخص من أسعار و ریف فیتبعونه والمدینة خیرٌ لهم لو کانوا یعلمون۔ [مستدرک للحاکم ۵۰۲/۴، رقم ۸۴۰]

یعنی جو لوگ مدینہ کو بے رغبتی سے چھوڑ کر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بہتر لوگوں کو وہاں آباد فرمادیں گے، لوگ جس جگہ قیمتوں میں کمی اور کھانے پینے کی فراوانی کے بارے میں سن لیں گے تو اس جگہ کے پیچھے چل پڑیں گے حالانکہ مدینہ منورہ ان کے لیے بہتر ہے، کاش کہ انہیں معلوم ہوتا۔

(۵) سونے کے پہاڑ کا ظہور۔

امام مسلمؒ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ: عن أبی بن کعبؓ قال: إنی سمعتُ رسول اللہ ﷺ یقول: "یوشکُ الفرات أن یحسر عن جبلٍ منْ ذهبٍ، فإذا سمع به الناس ساروا إلیه، فیقولُ منْ عنده: لئنْ ترکنا الناس یأخذون منه لیذهبنّ به کله۔ قال: فیقتتلون علیه فیُقتل من کلِّ مائةٍ تسعةٌ و تسعون"۔ [مسلم ۲۹۱/۲ رقم ۲۸۹۵] ترجمہ: میں نے رسول اللہ

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "عنقریب دریائے فرات سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے نکل پڑیں گے، یہ دیکھ کر اس علاقے کے باشندے کہیں گے کہ اگر ہم نے یوں ہی چھوڑ دیا تو یہ لوگ سارا سونا لے جائیں گے: (اس علاقے کے لوگوں کے منع کرنے پر ان کے درمیان) ایسی بھاری جنگ ہوگی کہ ان (جنگ کرنے والوں) میں سے ننانوے فیصد قتل ہو جائیں گے"۔

اسی کے قریب قریب ابن ماجہ میں حضرت ثوبانؓ سے ایک روایت ہے: عن ثوبانؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: "يقتتل عند كنزكم ثلاثة، كلّهم ابن خليفة؛ ثمّ لا يصير إلى واحد منهم، ثمّ تطلع الرايات السود من قبل المشرق۔ فيقتلونكم قتلاً لم يقتله قوم، ثمّ ذكر شيئاً لا أحفظه، فقال: فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبواً على الثلج فإنّه خليفة الله المهدي" [ابن ماجه باب خروج المهدي ص۳۱۰] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "تمہارے خزانے کے پاس تین شخص جنگ کریں گے اور ان تینوں میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا ہوگا، لیکن یہ خزانہ ان میں سے کسی کو بھی نہ مل سکے گا۔ پھر مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے، اور یہ تمہارے ساتھ ایسی خطرناک جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کوئی قوم تم سے اس شدت سے نہیں لڑی ہوگی"۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ: پھر آپ ﷺ نے کوئی بات کہی جو مجھے یاد نہ رہی پھر فرمایا: "جب تم ان کو دیکھو تو فوراً بیعت کر لینا، چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ وہ یقیناً اللہ کے خلیفہ مہدی

ہوں گے"۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا کہ: "اگر مذکورہ حدیث میں خزانے سے وہ خزانہ مراد ہے جو سونے کے پہاڑ والی روایت میں ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعات ظہورِ مہدیؑ کے وقت رونما ہوں گے"۔ [فتح الباری ج ۱۳ / ص ۸۱]۔

(۲) مسلمان اور نصاریٰ کا اتحاد۔

سنن ابوداود شریف کی ایک حدیث کا مضمون یہ بھی ہے کہ عن الہُدْنَۃ قال: سمعتُ رسولَ اللہ ﷺ یقول: "ستُصالِحون الرومَ صلحًا آمنًا، فتغزون أنتم و ھُم عدوًّا مِن ورائکم، فتنصرون و تغنمون و تسلمون ثُمّ ترجعون حتی تنزلوا بمَرْجٍ ذی تلول، فیرفعُ رجلٌ من أھل النصرانیۃ الصلیبَ فیقول: غلب الصلیبُ۔ فیغضب رجلٌ من المسلمین، فیدُقُّہ۔ فعند ذلک تغدرُ الرومُ و تجمعُ للملحمۃ"۔ [أبوداود ۲/ ۵۹۰، رقم ۴۲۹۲]

یعنی مسلمان رومیوں سے پختہ صلح کریں گے۔ اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کریں گے، کامیابی اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوگا۔ مسلمانوں اور رومیوں کا مشترکہ لشکر ٹیلے اور سبزہ والی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا، ایک نصرانی صلیب (Cross) اٹھا کر کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا، پس اس بات پر ایک مسلمان غضب ناک ہوگا اور صلیب کو توڑ ڈالے گا، پس اس وقت رومی غداری کریں گے اور بڑی جنگ کے لیے جمع ہوجائیں گے، یہ روایت اجمالاً صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔

(۷) ایام حج میں خوں ریز جنگ۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ارض مقدس (منیٰ) پر ایام حج میں خوں ریز جنگ ہوگی، یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ خون آلود ہو جائے گا۔

عن عمرو بن شعیب، عن أبیه، عن جده قال: قال رسول اللهﷺ: فی ذی القعدة تجاذب القبائل، و عامئذٍ ینهب الحاج فتکون ملحمةٌ بمنی، فیکثر فیه القتلی، و تسفك فیها الدماء حتی تسیل دماؤهم علی عقبة الجمرة۔ الخ [الفتن۲۶۷ رقم: ۹۹٤]

ذی قعدہ کے مہینہ میں قبائل کی گروہ بندی ہو جائے گی، اسی سال حجاج میں لوٹ مار کی وارداتیں ہوں گی، منیٰ میں ایسی زبردست جنگ چھڑ جائے گی کہ مرنے والوں کی تعداد بے شمار ہوگی، خون اتنی کثرت سے بہے گا کہ جمرۂ عقبہ تک پہنچ جائے گا۔

خروج مہدیؑ کی چند عام اور مشہور علامات اور انکی تحقیق

حضرت مہدیؑ کے سلسلہ میں مستند و غیر مستند دونوں قسم کی علامات کتابوں میں ملتی ہیں، ان میں سے چند علامات تو اس قدر عام فہم ہیں کہ ایک ادنیٰ انسان بھی علامت پا کر حضرت مہدیؑ کی تعیین کر سکتا ہے۔ ہم یہاں صرف دو علامتوں کو ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) سورج کے ساتھ کسی نشانی کا طلوع

أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن ابن طاؤس، عن علي بن عبد الله بن عباسٍ قال: لا یخرجُ المهديُّ حتی تطلُعَ مع الشمسِ آیةٌ۔ [مصنف عبد

المرزاق ۱۱/۳۷۳ رقم ۲۰۷۷۵] ترجمہ: مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک سورج کے ساتھ کوئی نشانی طلوع نہ ہو جائے۔

اس روایت کو حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ نے قابل اعتبار بتلایا ہے۔

[عقیدہ ظہور مہدی ۵۳]

الفتن لنُعیم بن حماد میں بھی ایسی ہی ایک روایت ملتی ہے جو سند کے اعتبار سے حسن ہے: حدثنا ابن المبارك و ابن ثور وعبد الرزاق، عن معْمرٍ، عن طاؤس، عن علي بن عبدالله بن عباسؓ قال: لا يخرجُ المهدي حتى تطلُعَ الشمسُ آيةً. [۱/۳۶۰ رقم الحديث۹۵۹] ترجمہ: مہدیؓ اس وقت تک رونما نہیں ہوں گے جب تک آفتاب بطور نشانی طلوع نہ ہو جائے۔

(۴) خراسان اور سیاہ جھنڈے

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے وقت کے واقعات میں خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے نمودار ہونے کے متعلق بھی بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے صرف چند روایتوں کو ان کی مختصر اصولی کلام کے ساتھ یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

(۱) عن عليٍّ بن أبي طالب: قال: إذا خرج خيلُ السفياني إلى الكوفة بَعث في طلب أهل خُراسان، ويخرج أهلُ خراسان في طلب المهديِّ، فيلتقي هو و الهاشمي برايات سُودٍ، على مُقدِّمته شُعيب بن صالح۔ فيلتقي هو و أصحاب السفياني بباب أصطخر، فتكون بينهم مَلْحمةٌ عظيمة، فتظهر الراياتُ السُّود و تهرُب خيل السفياني، فعند ذلك

يتمنّى النّاس المهدي و يطلبونه ۔ [منتخب كنز العمال على هامش مسند أحمد ۳۲/٦ و الفتن لنعيم ۲۱۸ رقم ۸٦۸]

ترجمہ: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب سفیانی کا لشکر نکل کر کوفہ آئے گا تب وہ اہلِ خراسان کی طلب میں لشکر بھیجے گا۔ اور اہلِ خراسان مہدیؓ کی طرف جائیں گے۔ تو وہ کالے جھنڈوں کے ساتھ ملیں گے۔ اس لشکر کے آگے والے حصہ میں شعیب بن صالح ہوگا، تب وہاں پر ہاشمی اور سفیانی کے لشکروں میں جنگ ہوگی، ہاشمی کا لشکر غالب آ جائے گا اور سفیانی کا لشکر بھاگ جائے گا۔ اس وقت لوگ مہدیؓ کی تمنا کریں گے اور ان کو تلاش کریں گے۔

یہ روایت گرچہ موقوف ہے تاہم حکم کے اعتبار سے مرفوع ہی ہے؛ چونکہ یہی الفاظ بہت سی مرفوع روایات میں بھی وارد ہیں اور نیز محدثین و اصولیین کے ہاں یہ قاعدہ بھی مشہور ہے کہ صحابی کا وہ قول جو قیاس سے بالا ہو، وہ خبرِ مرفوع کے حکم میں ہے۔

(۲) عن أمّ سلمةؓ إذا رأيتم الرايات السّود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها، فإنّ فيها خليفة الله المهدي ۔ [منتخب كنز العمال ۲۹/٦]

ترجمہ: جب تم خراسان کی طرف سے کالے جھنڈوں کو نمودار ہوتا دیکھ لو تو اس کی طرف چلے جاؤ، اس لیے کہ اس میں اللہ کے خلیفہ مہدیؓ ہوں گے۔

یہ روایت بھی قابلِ اعتبار ہے۔ [عقیدۂ ظہورِ مہدی ٦٥]

(۳) حدّثنا محمد بن يحيى و أحمد بن يوسف، قالا حدّثنا عبد الرزاق، عن سفيان الثوري، عن خالد الحذاء، عن أبي قلابة، عن أبي أسماء

الرحبي عن ثوبان قال: قال رسول الله ﷺ: "يقتتل عند كنزكم ثلاثة، كلهم ابن خليفة۔ ثم لا يصير إلى واحد منهم، ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق۔ فيقتلونكم قتلاً لم يقتله قوم۔ ثم ذكر شيئاً لا أحفظه۔ فقال: فإذا رأيتموه فبايعوه ولو حبواً على الثلج، فإنه خليفة الله المهدي"۔ [سنن ابن ماجه ۴۰۸۴]

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص لڑیں گے، ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا لڑکا (شہزادہ) ہوگا۔ لیکن وہ خزانہ ان تینوں میں سے کسی کو بھی نہیں ہوگا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے۔ وہ تم سے ایسی لڑائی لڑیں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے تم سے ایسی لڑائی نہیں لڑی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کہا جو مجھ (راوی) کو یاد نہ رہ سکا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت ہو جاؤ اگرچہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ہی ان کے پاس کیوں نہ آنا پڑے، اس لیے کہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدیؑ ہیں۔

یہ روایت بھی قابل حجت ہے اگرچہ سنن ابن ماجہ کی ہے، کیونکہ یہ روایت ابن ماجہ کی ضعف اور موضوعات میں سے نہیں۔ نیز سنن ابی داود کے کتاب المہدی میں اور مستدرک للحاکم میں اس کی متابع روایات بھی ہیں، اور دوسرے صحابہؓ کی مرویات سے بھی اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔ مفصل کلام کے لیے ڈاکٹر نظام الدین شامزئیؒ کی [عقیدۂ ظہور مہدی ص ۳۷-۳۸] ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں: کہ اس روایت کو ابوالحسن بن سفیانؒ نے اپنی مُسند میں، اور ابو نُعیمؒ نے کتاب المہدی میں ابراہیم بن سُوید شامیؒ کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اور سند کے اعتبار سے یہ روایت صحیح بھی ہے، نیز اس کے تمام رجال بھی ثقہ ہیں۔ [ترجمان السنۃ ۲۹۰/۴]

(٤) عن ثوبانؓ قال: قال رسول الله ﷺ إذا رأيتم الرايات السُّودَ قد جاءت من قِبَل خراسان فائتوها، فإنّ فيها خليفة الله المهدي [رواه احمد ۱۷۷/۵ رقم ۲۲۷٤۶]

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوتے دیکھو تو تم ان کے پاس چلے جانا کیوں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدیؒ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں ابوداود شریف کی ایک روایت ہے، جس میں خراسان کے ایک بادشاہ کا حضرت مہدیؒ کی مدد کے لیے آنا اس طرح وارد ہے:

(٥) عن هلال بن عمرو قال: سمعت عليًا كرّم الله وجهه يقول: قال النبي ﷺ: "يخرج رجلٌ من وراء النهر يقال له الحارث (بن فى نسخة) حرّاث على مقدّمته رجلٌ يقال له منصورٌ يوطّي أو يمكّن لآل محمدٍ كما مكّنت قريش لرسول الله ﷺ وجب على كُلّ مؤمنٍ نصرُهُ أو قال إجابَتُهُ" [أبو داؤد ۵۸۹/۲ رقم ٤۲۹۰]

ترجمہ: حضرت ہلال بن عمروؒ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے

حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ماوراء النہر سے ایک شخص نکلے گا جسے الحارث حراث (الحارث بن حراث) کہا جائے گا، اس کے مقدمہ پر ایک شخص ہوگا جسے منصور کہا جائے گا، وہ آلِ محمد کو ویسے ہی تسلط یا پناہ دے گا جیسے قریش نے رسول ﷺ کو پناہ دی تھی۔ ہر مومن پر اس کی مدد کرنا واجب ہے یا فرمایا کہ ہر مومن پر اس کا حکم قبول کرنا واجب ہے“۔

اس سلسلہ میں شاہ رفیع الدین صاحب اپنی کتاب ”علاماتِ قیامت“ ص ۱۱ پر فرماتے ہیں کہ:

”جب یہ خبر یعنی حضرت مہدیؓ کے ظہور کی اسلامی دنیا میں منتشر ہوگی تو خراسان سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منصور نامی شخص کے زیرِ کمان ہوگا ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا جو راستہ میں بہت سے عیسائی اور بد دینوں کا صفایا کر دے گا“۔

فائدہ: مذکورہ بالا روایات کی سندوں میں کچھ نہ کچھ کلام تو ضرور موجود ہے۔ البتہ متعدد طرق کی وجہ سے کسی درجہ قوت تو بہر حال پیدا ہو جاتی ہے۔

☆

چند مشہور افواہوں کا علمی احتساب

اور ان کی تردید

(۱) ظہورِ مہدی سے قبل رمضان المبارک میں سورج اور چاند گہن

حضرت مہدیؓ کے ظہور کے متعلق جو افواہیں پھیلی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت آپ کا ظہور ہونے والا ہوگا، اس سے قبل گذشتہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور ایسا عجیب معاملہ آسمان و زمین کی پیدائش کے بعد کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ خود حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی "تحریر فرماتے ہیں:

اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہِ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ [علامتِ قیامت ۱۰]

یہ بات جو مشہور ہوئی ہے اس کی بنیاد ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: حدَّثنا ابو سعیدِ الأصطخری، حدَّثنا محمدبن عبداللہ بن نوفل، حدَّثنا عبید بن یعیش، حدَّثنا یونس بن بُکیر، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن محمد بن علی قال: إنَّ لِمهدِیِّنا آیتینِ لمْ تکونا مُنْذ خلق السموات و الأرض؛ ینکسف القمرُ لأوّلِ لیلةٍ من رمَضانَ و تنکسف الشمسُ فی النصف منه، ولمْ تکونا مُنْذ خلق اللہ السموات و الأرض۔ [سنن دار قطنی: بابُ صفة صلٰوة الخسوف و الکسوف و ھیئتھما ۲/۶۵ رقم ۱۷۷۷ أو

۱۸۸/۱ | کہ بے شک ہمارے مہدی کی دو ایسی نشانیاں ہیں جو آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت سے اب تک پیش نہیں آئیں۔ (اول یہ کہ) رمضان کی پہلی شب میں چاند گہن ہوگا۔ (دوسری یہ کہ) اسی رمضان کے نصف میں سورج کا گہن ہوگا۔ اور یہ دونوں نشانیاں آسمان وزمین کی آفرینش سے اس وقت تک ظہور پذیر نہیں ہوئی۔

اس روایت کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنی ہے کہ یہ روایت قطعی طور پر حدیث شریف نہیں ہے، بلکہ محمد بن علیؒ کا قول ہے۔ جب تک کوئی واضح دلیل نہ ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد قرار دینا یہ بہت بڑا افترا ہے، بلکہ بموجب حدیث "مَنْ كذب عليّ متعمّدا فليتبوّأ مقعده من النار" (رواہ أبو هريرةؓ ذكره مسلم في مقدمة صحيحه ص۷) اپنا ٹھکانہ بدست خود جہنم میں بنالینا ہے۔

نیز یہ محمد بن علیؒ کا قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور مردود ہے، بہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر:

(1) اس روایت میں ایک راوی "عمرو بن شمر" ہیں جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اور علامہ شمس الدین ذہبیؒ نے کذاب، رافضی، صحابہ کو گالیاں دینے والا، متروک الحدیث جیسے سخت کلمات لکھے ہیں۔ اس کی ایک بہت بری عادت یہ تھی کہ ثقہ راویوں کی جانب موضوع روایت منسوب کر کے نقل کیا کرتا تھا۔ اس لیے ان حضرات نے اس کی روایت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ | لسان الميزان ۴۲۲/۴

دار الفكر، ميزان الاعتدال ۲۶۸/۳ |

عمرو بن شمر کا حال یہ تھا کہ وہ بہت سی موضوع روایات جابر جعفی سے نقل کرتا تھا۔

(۲) اس روایت کا دوسرا راوی "جابر جعفی" ہے۔ اور وہ حد درجہ متکلم فیہ ہے، وہ کذاب، غالی شیعہ اور صحابہؓ کو گالی دیتا تھا۔ امام مسلمؒ نے اپنے مقدمہ مسلم کے صفحہ ۱۵ پر چھ طریق سے کل چار اکابر کی بیان کردہ جرح نقل کی ہے جن میں ایمان بالرجعۃ سرفہرست ہے، یعنی وہ حضرت علیؓ کے دوبارہ اس دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھتا تھا۔

خود امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: "مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں، جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا میں نے کسی کو نہیں دیکھا"۔ اس کا مفصل حال [تہذیب التہذیب ۸/ ۴۵۲] پر ہے۔

(۳) اس روایت کے تیسرے راوی "محمد بن علی" ہیں۔ اور اس نام کے بہت سے راوی ہیں، اس لیے یہاں کون سے محمد بن علی مراد ہیں اس کی کوئی تصریح نہیں، اس لیے یہ راوی بھی مجہول ہو گئے۔ نیز محمد بن علی سے حضرت باقرؒ کو مراد لینا (جیسے کہ بعضوں کی رائے ہے) بلا دلیل ہے۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر یہ روایت ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے اس لیے ظہور مہدی جیسے اہم مسئلہ کے لیے اس کو بھی بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ اس سے یہ علامت ثابت ہو سکتی ہے کہ حضرت مہدیؑ کے وقت میں اس قسم کے کوئی گہن ہوں گے۔

مذکورہ بالا روایت کے قریب قریب ایک روایت شیخ یوسف المقدسی کی کتاب "عقد الدرر فی اخبار المنتظر" اور شیعوں کی کتاب "بشارۃ الاسلام فی ظہور

المهدي عليه السلام لنكا فلسي" میں بھی ہے۔ البتہ اس روایت میں ہے کہ:"
سورج گہن نصف رمضان میں اور چاند گہن آخر رمضان میں ہوگا۔ اور یہ دونوں نشانیاں حضرت آدمؑ کے زمین پر اتارے جانے کے بعد سے آج تک ظہور پذیر نہیں ہوئی۔

فنی حیثیت سے اس روایت میں تقریباً وہی کلام ہے جو سنن دار قطنی کی مذکورہ بالا روایت میں ہے۔ اس لیے یہ روایت بھی ناقابلِ احتجاج ہیں۔ [ماخوذ از رد قادیانیت کے زرّیں اصول مولانا چنیوٹی و فقہی جواہر مفتی عمر فاروق لوہاروی ۲]۔

نیز درایت کے اعتبار سے بھی دیکھی جائے تو ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک (ایک صدی) کے عرصہ میں سورج اور چاند کو رمضان المبارک میں مشترکہ گہن پانچ مرتبہ ہوا ہے۔

نیز اسی سلسلہ میں ایک یہ بات بھی قابلِ اعتنا ہے کہ ۱۸۵۱ء سے ۱۸۹۵ء تک صرف پینتالیس سالہ قلیل عرصہ میں رمضان المبارک ہی میں تین مرتبہ گہن کا واقعہ پیش آیا ہے، تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے قبل تو کتنی ہی مرتبہ اس قسم کے واقعات ہوئے ہوں گے۔

اس لیے روایت میں جو یہ بات ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہوگا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ درایۃً بھی یہ روایت قابلِ قبول نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے حوالہ بالا ملاحظہ کیا جائے)

(ب) کیا حضرت مہدیؓ کے ظہور کے وقت آسمان سے کوئی ندا آئے گی؟

بہت سی اردو اور عربی کتابیں جو مستقلاً حضرت مہدیؓ کے عنوان پر لکھی گئی ہیں نیز جن کتابوں میں مہدیؓ کا تذکرہ ہے ان میں آپ کے ظہور کی ایک نشانی یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضرت مہدیؓ کا ظہور ہوگا تب آسمان سے ایک آواز آئے گی "هذا خليفة الله المهدي فاتبعوه" کہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں لہٰذا ان کی اتباع کرو۔ نیز یہ بات عوام میں بھی زبان زد ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس کی حیثیت کا معلوم ہونا نہایت ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں مختلف کتب احادیث میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے کچھ حسب ذیل ہیں: حدثنا ابراهيم بن محمد بن عرق الحمصي، حدثنا عمرو بن عثمان الحمصي بن خالد، حدثنا اسمعيل بن عياش عن صفوان بن عمرو عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير عن كثير بن مرة عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبي ﷺ أنه قال: يخرج المهدي وعلى رأسه ملك ينادي "إن هذا المهدي فاتبعوه" [مسند الشاميين ۲/۷۱ رقم الحديث ۹۳۷]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مہدیؓ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ ان کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا جو یہ صدا دے گا کہ "یہ مہدی ہے ان کی اتباع کرو"۔

اسی طرح امام ابن عدیؒ نے اپنی کتاب "الکامل في ضعفاء الرجال" میں متن وسند کے کچھ اختلاف کے ساتھ اس حدیث کی روایت کی ہے، وہ یہ ہے: حدثنا محمد بن عبيد الله بن فضيل، حدثنا عبد الوهاب بن ضحاك، حدثنا إسمعيل بن عياش، عن صفوان بن عمرو، عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير، عن كثير بن مرة، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، عن النبي ﷺ قال: "يخرج المهدي وعلى رأسه غمامة، فيها مناد ينادي: ألا إن هذا المهدي فاتبعوه". [الکامل ٥١٥/٦-٥١٦] کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مہدیؓ اس حال میں ظاہر ہوں گے کہ ان کے سر پر بادل کا ایک ٹکڑا ہوگا جس میں ایک فرشتہ ہوگا، جو یہ صدا دے گا کہ "یہ مہدی ہیں ان کی اتباع کرو"۔

ان دونوں روایتوں کا مدار عبد الوہاب بن ضحاک (بن أبان السلمي العرضي) پر ہے؛ ائمہ جرح وتعدیل نے ان پر بہت سخت کلام کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل فرماتے ہیں: قال البخاري: عنده عجائب، وقال أبو داؤد: كان يضع الحديث قد رأيته، وقال النسائي: ليس بثقة متروك، وقال العقيلي والدارقطني والبيهقي: متروك. وقال صالح بن محمد الحافظ: منكر الحديث، عامة حديثه كذب. [تهذيب التهذيب ٤٢٧/٦-٤٢٨] یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عبد الوہاب بن ضحاک اپنے پاس انوکھی (مجہولی) روایتیں رکھتا ہے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے، نیز متروک بھی ہے۔ عقیلی، دار قطنی اور بیہقی فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ صالح بن محمد حافظ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہے اور اس کی اکثر احادیث جھوٹی ہیں۔ تقریباً یہی ریمارک [میزان الاعتدال ۱۶۰/۳-۱۶۱] پر بھی ہے۔

نیز اس مضمون کی کئی روایتیں "الفتن" میں نعیم بن حماد نے نقل کی ہیں، لیکن وہ آثار صحابہ و تابعین ہیں، صرف ایک ہی روایت مرفوع آئی ہے۔ اور تمام روایتوں پر فنی اعتبار سے کلام کیا گیا ہے۔ نیز اس کی ہم معنی روایت [کنز العمال ج۱۴/ص۵۸۴] پر اور [مصنف ابن ابی شیبہ ج۷/ص۵۴۱] پر بھی آئی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سند کے اعتبار سے یہ روایت کسی صورت میں ظہور مہدی جیسے اہم واقعہ کی اہم ترین علامت کے لیے مستدل نہیں بن سکتی۔

(ج) مہدیؓ کے متعلق کچھ اور غیر مستند باتیں

حضرت مہدیؓ کے ذکر خیر میں آپ کے سامنے بہت سی باتیں آئیں، کوشش یہ رہی کہ جتنی باتیں ذکر کی جائیں وہ صحیح احادیث کی روشنی میں ہوں۔ البتہ کچھ باتیں وہ ہیں جن کی کوئی قوی سند والی روایت مجھے نہ مل سکی، یا کچھ باتیں ایسی ہیں جو بعض لوگوں کی تحریروں میں تو موجود ہیں، لیکن مجھ کو ان باتوں کے مستند حوالے نہ مل سکے اس لیے ان باتوں کو الگ سے اس جگہ ذکر کر دیتا ہوں۔

(۱) حضرت مہدیؓ چھپ کر (مکہ مکرمہ سے) مدینہ منورہ بھاگ جائیں گے۔

(۲) عن علیؓ قال: یُبعثُ جیشٌ إلی المدینة فیأخذون مَنْ قدروا علیه مِنْ آل محمد ﷺ و یقتل من بنی هاشم رجالاً و نساء، فعند ذلك یهرب المهدی و المبیض من المدینة إلی مكة الخ۔ [منتخب کنز العمال ۲۲۸/۶] ترجمہ: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا، وہ محمد ﷺ کے گھرانے والوں میں سے جسے پائے گا اسے پکڑ لے گا، اور بنی ہاشم کے بہت سے زن و مرد کو قتل کروا لے گا۔ اس وقت مہدی اور مبیض مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ نکلیں گے . . .

(۳) حضرت مہدیؒ اس حال میں نکلیں گے کہ ان کے سر مبارک پر ایک بادل سایہ کرے گا، اس میں سے ایک ہاتھ نکل کر حضرت مہدیؒ کی طرف اشارہ کرے گا۔

(۴) آسمان سے ندا آئے گی: ''الا إن الحقّ فی آل محمد ﷺ۔'' کہ سنو! حق محمد ﷺ کے گھرانے والوں میں ہے۔

(۵) آپؒ کا ظہور محرم میں عاشوراء کی رات کو عشا کے بعد ہوگا۔

(۶) حضرت مہدیؒ کے پاس آپ ﷺ کا کرتہ، تلوار اور جھنڈا ہوگا، ان پر لکھا ہوگا: البیعة للّٰه۔

(۷) آپؒ کے کاندھے میں نبی پاک ﷺ کی علامت مبارک ہوگی۔

(۸) آپؒ کے لیے دریا اس طرح پھٹ جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے لیے پھٹ گیا تھا۔

(۹) آپؒ ایک سوکھی شاخ زمین میں لگائیں گے تو وہ اسی وقت برگ و بار آور

ہو جائے گی۔

(۱۰) آپ کا علم لدنی ہوگا۔

(۱۱) آپ کے پاس ایک تابوت ہوگا جسے دیکھ کر اکثر یہود ایمان لے آئیں گے۔

(۱۲) آپ کی زبان میں لکنت ہوگی جس کی وجہ سے کلام کرنے میں تھک ہو کر رانوں پر داہنا ہاتھ ماریں گے۔

اور بھی بہت سی باتیں اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں پڑھیں لیکن اس کی کوئی قوی سند نہ ملنے کی وجہ سے، اور طوالت کے اندیشہ سے ترک کرتے ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ قوم کو چکما دے کر بھاگنے کی بات حضرت مہدیؑ کے شایانِ شان نہیں۔ اسی طرح نمبر ۱ سے ۱۲ تک کی تمام روایتیں یا تو ضعیف ہیں، یا مقطوع بلکہ بعض موضوع بھی ہیں، پھر ان پر اعتبار کیسے کیا جائے؟ مگر چونکہ یہ باتیں لوگوں میں زباں زد ہو چکی ہیں، اس لیے بغرض تنبیہ ان کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔

منجملہ ان کے انیس الارواح میں مذکور مندرجہ ذیل باتیں بھی ہیں:

انیس الارواح میں مجلس سوم میں ہے: فرمایا کہ آخری زمانہ میں شہر بہ سبب گناہوں کی شامت کے برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ میں نے خواجہ یوسف چشتیؒ کی زبانی سنا ہے کہ "ایک دفعہ میں سمرقندی کی طرف جا رہا تھا، تو میں نے خواجہ یحییٰ سمرقندی کی زبانی سنا کہ "امیر المومنین حضرت علیؓ نے روایت فرمائی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وإن من قرية إلا نحن مهلكوها قبل يوم القيمة أو معذبوها عذاباً شديداً كان ذلك في الكتب مسطوراً﴾ ترجمہ: (کوئی شہر ایسا نہیں جس پر قیامت

سے پہلے کہ مصیبت اور عذاب اور ہلاکت نازل ہو کریں اور وہ شہر ویران نہ ہو)"۔
اور پھر فرمایا کہ "چونکہ آخری زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوں گے مکہ کو حبشی لوگ
ویران کریں گے اور مدینہ منورہ قحط سے برباد ہو جائے گا، اور بھوک کے مارے
خلقت مر جائے گی۔ اور بصرہ، عراق اور مشہد شراب خوروں کی شامت اعمال
کے سبب خراب ہوں گے، اور اس سال مصیبتیں بہت نازل ہوں گی۔ اور عورتوں کے بد
اعمال سے بھی خراب ہوں گے اور ملتان بسبب بادشاہ کے ظلم سے برباد ہوگا، اور ٹڈی
آسمان سے اتریں گی، اور روم کثرت لواطت کے سبب خراب ہوگا، اور آسمان سے ہوا
چلے گی جس سے تمام آدمی مر جاویں گے اور ہلاک ہو جاویں گے۔ اور خراسان اور
بلخ تاجروں کی خیانت کے باعث ویران ہوں گے، اور مسلمان اس کی شامت سے
مردار ہو جائیں گے"۔

اس کے بعد فرمایا کہ "میں نے خواجہ داؤد حبشی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے
کہ خوارزم اور چند شہر جو اس کے گرد و نواح میں واقع ہیں وہ راگ و رنگ اور منکرات
کے باعث خراب ہوں گے، اور ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور خود بھی ہلاک ہو
جائیں گے لیکن سیوستان سخت مصیبتوں تاریکیوں اور زلزلوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو
جائے گا، اور جس زمین میں رہتے ہوں گے نیست و نابود ہو جائے گی لیکن مصر اور
دوسرے شہروں کی خرابی کی یہ وجہ ہوگی کہ آخری زمانے میں عورتوں کو قتل کریں گے اور
کہیں گے یہ فاطمہ ہے۔ خاک ان کے منہ میں۔ پس حق تعالیٰ ان کو زمین میں غرق
کرے گا۔ اور سندھ اور ہندوستان بھی ویران ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ "زنا اور

شراب خوری کے سبب ویران ہوں گے''۔ پھر فرمایا کہ ''مشرق یا مغرب میں جو شہر ہے سب کے فسادوں کی بلا ہند میں پڑے گی''۔

پھر فرمایا کہ ''جب شہر اس طرح پر خراب ہوں گے تو مہدی ظاہر ہوگا اور مشرق سے مغرب تک اس کے عدل کی دھوم مچ جائے گی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نیچے اتریں گے، اور ان دونوں کو مسلمانی از حد عزیز ہوگی۔ اور اس وقت دن بہت چھوٹے ہوں گے چنانچہ ایک دن میں ایک نماز ادا ہوگی''۔

پھر فرمایا کہ ''میں نے خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ اس عہد میں سال مہینوں کی طرح اور مہینے ہفتوں کی طرح ہوں گے، اور ایک دن ایک وقت میں گذر جائیں گے۔ خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے درویش! آدمی کو چاہیے کہ ان ہی سالوں اور مہینوں کو وہ سال اور مہینے خیال کرنا چاہیے کیونکہ یہی دن شر کے دن ہیں''۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد لیتا کے بچے پیدا ہوں گے تو کئی دن کے۔ اب خود لوگ قیاس کریں کیونکہ زمانہ در اثر گذر چکا ہے۔ (کتاب انیس الارواح ۱۲-۱۳)

نوٹ: اس طرح کی باتیں اس ترتیب کے ساتھ بہت تلاش و جستجو کے باوجود ہمیں کسی صحیح حدیث میں نہیں مل سکیں لہٰذا اس قسم کی باتوں کے پھیلانے سے بچنا ضروری ہے۔

کشف والہام اور اس کی شرعی حیثیت

حضرت مہدیؓ کے متعلق مختلف مکاشفے منقول ہیں، اور اس موضوع کی بعض کتابوں میں ان مکاشفات کو بڑی اہمیت وخصوصیت کے ساتھ ذکر بھی کیا گیا ہے۔ بعض لوگ تو ایسے کشف والہام کے نقل کرنے میں بڑی بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں، اور پھر یہ عوام میں شہرت پا جاتے ہیں اور ڈھیر سے ڈھیر ے لوگ ایسے مکاشفات کو مستند عقیدہ سمجھ لیتے ہیں اور یہیں سے دھوکہ بازوں کے لیے ایک راستہ کھل جاتا ہے۔

ماضی قریب میں بھی چند مکاشفات، پیشین گوئیاں اور اقوال کچھ لوگوں کے مشہور ہیں، ان کی نسبت ان بزرگانِ دین کی طرف صحیح ہے یا نہیں اس بحث سے الگ رہتے ہوئے یہاں محض کشف والہام کی حقیقت اور اس کا حکم بتلانا مقصود ہے۔

کشف کے لغوی معنی کھول دینے کے ہیں۔ اصطلاح میں کشف ایسے علم کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی پر کھول دے؛ خواہ وہ نبی ہو یا ولی، صالح ہو یا فاسق وفاجر، مسلم ہو یا غیر مسلم، انسان ہو یا حیوان۔ گویا کشف کا اطلاق بالکل عام ہے، لیکن ہمارے عرف میں کشف بھی الہام کی طرح ہی اولیا وصالحین کے ساتھ خاص ہے۔

کشف والہام گرچہ مفہوم کے اعتبار سے متفاوت اور مصداق کے لحاظ سے یکساں ہیں، لیکن شرعی حیثیت سے دونوں ظنی ہیں۔ ان پر ایمان لانا نہ واجب ہے نہ مطلوب۔ کشف والہام نہ تو ارکانِ اسلام میں سے ہیں اور نہ اصولِ دین اور حجت شرعیہ میں سے، ان سے صرف ایک خام اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو خارج میں رونما ہو بھی سکتا

ہے اور نہیں بھی۔ بالکل خوابوں کی تعبیر کی طرح۔

"کشف" فتاویٰ کے حوالے سے

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ نے تقریباً یہی باتیں "خیر الفتاوی ۱/۶۷-۶۸" میں ایک استفتا کے جواب میں لکھی ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: "کشف کے معنی ہے کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا، الہام کے معنی ہے دل میں کسی بات کا القا ہو جانا، اور بشارت کے معنی خوش خبری کے ہیں جیسے کوئی اچھا خواب دیکھنا"۔

نیز آگے لکھتے ہیں کہ: "آپ ﷺ کے بعد کشف و الہام اور بشارت ممکن ہے، مگر وہ شرعاً حجت نہیں اور نہ اس سے قطعی و یقینی ہونے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ نہ کسی کو اس کے ماننے کی دعوت دی جا سکتی ہے"۔

اور آگے ایک دوسرے سوال کے جواب میں آپؒ رقم طراز ہیں کہ: غیر نبی کو کشف یا الہام ہو سکتا ہے مگر وہ حجت نہیں، نہ اس کے ذریعہ کوئی حکم ثابت ہو سکتا ہے، بلکہ اس کو شریعت کی کسوٹی پر جانچ کر دیکھا جائے گا۔ اگر صحیح ہو تو قبول کیا جائے گا ورنہ رد کیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کا متبع اور شریعت کا پابند ہو۔ اگر کوئی شخص سنت نبوی ﷺ کے خلاف چلتا ہو تو اس کا کشف و الہام کا دعویٰ شیطانی مکر ہے۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۳۴-۳۵]

کشف و الہام دین و مذہب میں کوئی حجت شرعیہ نہیں، مطلب یہ ہے کہ نفس

کشف کا ثبوت تو نصوصِ صحیحہ سے ہے، مگر غیر انبیا کے کشوف میں تعیین زمان و مکان وغیرہ میں غلطی کا احتمال ہے۔ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مکاشفات کی تین قسمیں ہیں: ایک تحت التکوین، اس میں کافر و مسلم برابر ہیں۔ ایک لوح محفوظ سے، وہ خاص مسلمین کے لیے ہے، مگر اس کے لیے ﴿یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ اُمّ الکتاب﴾ اور ایک خالص علم اللہ سے، یہ مخصوص انبیا علیہم السلام کے لیے ہے۔ پہلے دو میں کشفی غلطی کا احتمال ہے، مگر ثالث میں امکان نہیں، کیوں کہ پہلے دو میں زمان و مکان کی تعیین تخمین سے ہو سکتی ہے، مگر علمِ الٰہی میں ماضی و حال اور استقبال برابر ہیں، اس لیے انبیا علیہم السلام کے علوم غلطی سے پاک ہیں۔ [ارواح ثلاثۃ ۲۹۵]

ظہورِ مہدی کے سال کے سلسلہ میں پہلے بھی بعض اہلِ کشف کو مکاشفہ ہوا تھا، جو وقت آنے پر غلط ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب (موصولہ ۱۲ رشوال ۱۲۹۴ھ) میں تحریر فرماتے ہیں: بعض اہل کشف کا گمان ہے کہ اگلی صدی کے شروع میں ظہورِ مہدی اور آثارِ قیامت موعودہ ظاہر ہوں گے۔ اور بعضوں نے یوں کہا ہے کہ وہ زمانہ ابھی دور ہے، واللہ اعلم۔ اگلی بات کہنا فضول ہے۔ جو خدا چاہے، سو ہو۔ [مکتوبات و بیاض یعقوبی ۱۱۰]

حضرت موصوف رحمہ اللہ اپنے ایک اور مکتوب (موصولہ ۲۴ ر ذوالحجہ ۱۲۹۹ھ) میں خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ملاقات امام مہدی تی کیا عجب ہے نصیب ہو، کیوں کہ علامات اس کی بہت ظاہر ہیں۔ اور کشوف اولیاء کے مطابق کیا عجب ہے کہ اس صدی کے پہلے یا دوسرے سال میں ظہور ہو جاوے۔ واللہ اعلم۔ [ایضاً ۱۲۹]

حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فرمان

سیدی وسندی حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بیان فرمایا تھا کہ: پچیس برس پہلے مجھ سے ایک صاحب نے بتلایا کہ امام مہدی پیدا ہوئے اتنے عرصہ سے ہیں مجھ کو حضرت میکائیل علیہ السلام نے بتلایا، اب تک تو آئے نہیں انہوں نے ہاتھ سے ایک ذراع کا اشارہ کر کے بتلایا تھا کہ ایک ذراع کے برابر ہیں۔ [ملفوظات فقیہ الامت ۹/۵۵]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال کی تعیین کے ساتھ حضرت مہدی کے ظہور کا کشف جن کو ہوا تھا وہ غلط اور محض نفس کا دھوکہ تھا، آج ۱۴۳۰ھ چل رہا ہے، لیکن اب تک ظہور مہدی نہیں ہوا خود اس کی بڑی شہادت ہے۔

اولیاء کے کشف کا اعتبار ہے

تیسرے یہ کہ اولیاء اللہ کے کشوف کا اعتبار اسی وقت ہو سکتا ہے، جب کہ وہ قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس صحیح سے مخالف نہ ہوں۔ اور یہ مسئلہ تمام سلف وخلف میں متفق علیہ ہے، جیسا کہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ نے "ارشاد الطالبین" میں ذکر فرمایا ہے۔ ظہور مہدی کے لیے سال کا تعین نصوص صحیحہ

کے معارض ہے۔ عام نصوص کا تقاضا یہ ہے کہ ظہور مہدی میں اللہ تعالیٰ شانہ ہی کی طرف سے اخفاء رکھا گیا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ لوگوں پر اچانک یہ راز ظاہر ہوگا۔ بلکہ اس معاملہ میں اس قدر اخفاء رکھا گیا ہے، کہ خود حضرت مہدی بھی ظہور سے پہلے پہلے تک اپنے مقام سے ناآشنا ہوں گے۔ [ماخوذ از فقہی جواہر ۸۴/۲ ـ ۸۵]

وحی، الہام اور کشف کی تعریف

وحی، الہام اور کشف کے فرق کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ: وحی تو صرف اس علم کو کہا جاتا ہے جس کا القاء نبی کے قلب پر ہو، خواہ وہ کسی بھی طرح سے ہو۔ محدثین نے وحی کی کئی قسمیں بتلائی ہیں۔ بہر حال وحی کا علم قطعی ہوتا ہے اور اس کا ماننا ضروری ہوا کرتا ہے۔

الہام اس علم کو کہا جاتا ہے جو کسی مبارک وسلیم الفطرت قلب میں بغیر اکتساب واستدلال کے القاء کیا جائے۔ اب اگر یہ القاء کسی نبی کے قلب پر ہو تو یہ بھی وحی ہی کہلائے گا اور یہ قطعی ہی ہوگا۔ اور اگر نبی کے علاوہ کسی اور پر القا ہو تو اسی کو عرف میں الہام کہا جاتا ہے اور اس کا علم ظنی ہوا کرتا ہے۔

وحی اور الہام میں ایک فرق یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ انبیا کی وحی والہام امر ونہی پر مشتمل ہوتی ہے، اسی لیے انبیا پر اس کی تبلیغ واجب ہوتی ہے۔ جب کہ اولیا وصالحین کے الہام مبشرات یا تفہیمات پر مشتمل ہوتے ہیں، اور ان پر اپنے الہام کی تبلیغ واجب نہیں ہوتی ہے، بلکہ اخفاء ہی اولیٰ ہوتا ہے، جب تک کہ کوئی شرعی یا دینی ضرورت پیش

نظر نہ ہو۔

حضرت مہدیؓ کے اصحاب

وہ سعادت مند مسلمان جن کو حضرت مہدیؓ کی معیت میں عالمی ایمانی جدوجہد کا موقعہ نصیب ہوگا، ان حضرات کے متعلق بھی روایات میں بہت سی علامتیں اور بشارتیں آئی ہیں۔

(۱) آپؓ کے اصحاب محبوب عنداللہ ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں گے۔

(۲) ان کے دل باہم جوڑ دیے گئے ہوں گے۔

(۳) وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خائف نہیں ہوں گے۔

(۴) ابتدائی زمانہ میں ظاہری شوکت وقوت کے اعتبار سے حضرت مہدیؓ کے رفقا کمزور ہوں گے۔

(۵) جو ۳۱۳ حضرات اول مرحلہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے وہ خیر القرون کے بعد سب سے اونچے درجہ کے ایمان والے ہوں گے۔

(۶) حضرت مہدیؓ کے اصحاب بعد میں چل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں یہود سے آخری معرکہ میں شریک ہوں گے۔

(۷) آپؓ کے اصحاب کا ایک دستہ دجال سے مقابلہ کرے گا۔

(۸) کعبہ شریف ان کی پناہ گاہ ہوگی۔

(9) نہ وہ کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ یعنی وہ اپنی دھن میں لگے ہوں گے؛ مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) کا حصول مطمحِ نظر ہوگا، نیز ان کا باہمی ربط وضبط سب سے یکساں ہوگا۔

حضرت مہدیؓ کے اصحاب کے اوصاف کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی ایک روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا الحسن بن علي بن عفان العامري، حدثنا عمرو بن محمد العنقري، حدثنا يونس بن أبي إسحق، أخبرني عمار الدهني، عن أبي الطفيل، عن محمد بن الحنفية قال: كنا عند عليٍّ رضي الله عنه فسأله رجلٌ عن المهدي فقال عليٌّ: هيهات، ثم عقد بيده سبعًا فقال ذاك يخرجُ في آخر الزمان إذا قال الرجلُ "الله الله" قُتل، فيجمع الله تعالى قومًا قزع كقزع السحاب يؤلّف الله بين قلوبهم، لا يستوحشون إلى أحد ولا يفرحون بأحدٍ يدخلُ فيهم، على عدّةِ أصحاب بدرٍ لم يسبقهم الأولون ولا يدركهم الآخرون، وعلى عدّةِ أصحاب طالوت الذين جاوزوا معه النهر. هذا حديثٌ صحيحٌ على شرط الشيخين ولم يُخرجاه

[مستدرک للحاکم ٥٥٤/٤] ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہؒ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے پاس تھے تو ان سے ایک شخص نے مہدیؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ سنو! پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے سات کا عقد باندھا۔ پھر فرمایا کہ وہ آخری زمانہ میں ایسے حالات میں نکلیں گے کہ اگر کوئی "اللہ اللہ" کہے گا تو قتل کر دیا

جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو جمع کرے گا جو بادلوں کے مانند باہم ملے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو باہم جوڑ دے گا۔ وہ کسی سے وحشت زدہ نہیں ہوں گے، نہ کسی ایسے شخص سے خوشی محسوس کریں گے جو ان کا شریک کار بن جائے۔ اصحاب بدر کی تعداد کے بقدر ہوں گے۔ درجات میں (خیر القرون کے ماسوا) نہ اگلے لوگ ان سے بڑھے ہوئے ہوں گے، اور نہ پچھلے لوگوں کی ان تک رسائی ہوئی۔ اور طالوت کے ان ساتھیوں کی تعداد کے بقدر ہوں گے جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی۔

آپ کے اصحاب کا احادیث میں خصوصی تذکرہ

(۱) حضرت مہدیؑ جس لشکر کو لے کر مدینہ منورہ سے ملک شام روانہ ہوں گے اس لشکر کے شرکاء اس وقت دنیا کے سب سے افضل مسلمان ہوں گے۔ مسلم شریف میں ہے: فیخرج الیھم جیش من المدینة من خیار أھل الأرض یومئذ الخ۔
(مسلم، کتاب الفتن ۲/۳۹۲ رقم ۲۸۹۷)

(۲) جو حضرات ملک شام میں جام شہادت نوش کریں گے وہ دور رسالت کے شہداء کے بعد سب سے افضل شہید ہوں گے۔ مسلم شریف کی اسی روایت میں آگے ہے: أفضل الشھداء عند اللہ۔ (مسلم، کتاب الفتن ۲/۳۹۲)

(۳) شام کے معرکوں میں مسلمانوں کی قلت اور نصرانیوں کی کثرت کی وجہ سے جو مسلمان بھاگ جاویں گے (یعنی لشکر کا ایک تہائی) اللہ تعالیٰ ان کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

(۴) فتح قسطنطنیہ (استنبول) کے وقت آپ کا جو لشکر ہوگا اس کے متعلق

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کا امیر بہت ہی خوب امیر ہوگا (یعنی حضرت مہدیؒ) اور وہ لشکر بہت ہی مبارک لشکر ہوگا۔

(۵) فتح قسطنطنیہ کے بعد دجال کی افواہ پھیلے گی تو حضرت مہدیؒ دمشق کی طرف دجال کی تحقیق کے لیے دس سواروں کا دستہ روانہ فرماویں گے، وہ اس وقت روئے زمین پر سب سے افضل لوگ ہوں گے۔

ایک اہم سوال کا جواب

کیا حضرت مہدیؒ کے دور میں موجودہ سائنسی ایجادات ہوں گی؟ یا وہ دور قدیم طرز پر ہوگا؟

بہت سے مسلمانوں کو یہ الجھن ہوتی ہے کہ آیا حضرت مہدیؒ کے دور میں زمانہ دوبارہ اپنی قدیم روش پر آجاوے گا، یا یہ تمام سائنسی ایجادات آپؒ کے ظہور کے وقت موجود ہوں گی؟

چنانچہ اس سلسلہ میں فقیہ العصر مفتی یوسف صاحب لدھیانویؒ سے ایک اہم سوال اور اس کا جواب۔

سوال: روزنامہ جنگ میں آپ کا مضمون "علامات قیامت" پڑھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ہر مسئلے کا حل اطمینان بخش طور پر اور حدیث وقرآن کے حوالے سے دیا کرتے ہیں۔ یہ مضمون بھی آپ کی علمیت اور تحقیق کا مظہر ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی، کہ پورا مضمون پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰؑ کے کفار اور عیسائیوں سے جو معرکے ہوں گے ان میں

گھوڑوں، تلواروں، تیرکمان وغیرہ کا استعمال ہوگا۔ فوجیں قدیم زمانہ کی طرح میدان جنگ میں آمنے سامنے ہوکر لڑیں گے۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدیؑ قسطنطنیہ (Istanbul) سے نو گھوڑے سواروں کو دجال کا پتہ معلوم کرنے کے لیے شام بھیجیں گے۔ گویا اس زمانہ میں ہوائی جہاز دست یاب نہ ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ دجال کو ایک نیزے سے ہلاک کریں گے، اور یہ جوج ماجوج کی قوم بھی جب فساد برپا کرنے آئے گی تو اس کے پاس تیرکمان ہوں گے؛ یعنی اسٹین گن (Stand gun)، رائفل (Rifle)، پسٹل (Pistol) اور تباہ خیز بموں (Explosive bombs) کا زمانہ نہ ہوگا۔ زمین پر انسان کے وجود میں آنے کے بعد سے سائنس برابر ترقی ہی کر رہی ہے اور قیامت کے آنے تک تو اس میں قیامت خیز ترقی ہو چکی ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے حکم سے چند خاص آدمیوں کے ہمراہ یاجوج ماجوج کی قوم سے بچنے کے لیے کوہِ طور کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوں گے یعنی دنیا کے باقی اربوں انسانوں کو جو سب مسلمان ہو چکے ہوں گے یاجوج ماجوج کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں گے۔ اتنے انسان تو ظاہر ہے اس قلعہ میں بھی نہیں سما سکتے۔ میں نے کسی کتاب میں یہ دعا پڑھی تھی جو حضور ﷺ نے فتنۂ دجال سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو بتائی تھی مجھے یاد نہیں رہی۔ مندرجہ بالا باتوں کی وضاحت کے علاوہ وہ دعا بھی تحریر فرما دیں تو عنایت ہوگی۔

جواب: انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں۔ آج ذرائع مواصلات

(Cummunication system) اور آلات جنگ (War weapons) کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے آج سے ڈیڑھ دو صدی پہلے اگر کوئی شخص اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر "جنون" کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی ترقی اسی رفتار سے آگے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کرکے انسانی تمدن کو پھر تیر و کمان کی طرف لوٹا دے گی؟

ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا خطرہ ہر وقت موجود ہے، اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ براندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا جن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔

فتنہ دجال سے حفاظت کے لیے سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھنے کا حکم ہے۔ کم از کم اس کی پہلی اور پچھلی دس دس آیتیں تو ہر مسلمان کو پڑھتے رہنا چاہیے۔ اور ایک دعا حدیث شریف میں یہ تلقین کی گئی ہے۔

اللهم إني أعوذبک من عذاب جهنم، وأعوذبک من عذاب القبر، وأعوذبک من فتنة المسيح الدجال. اللهم إني أعوذ بک من فتنة المحيا والممات. اللهم إني أعوذبک من المأثم والمغرم. [آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۲۶۸-۲۶۹]

نوٹ: بعض اہل قلم حضرات نے حضرت مہدیؒ کے معرکوں کے متعلق وارد ان سامانِ جنگ کی جدید تعبیرات بھی کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جدید

ایجادات کو بھی فتوحات میں استعمال فرمائیں گے؛ تاہم یہ محض اندازے ہی ہیں۔

واللہ أعلم بما ھو کائن ألبتہ۔

صدر دار العلوم کراچی حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم کے انٹرویو کا اقتباس

سوال: رسول کریم ﷺ کی مستقبل کے بارے میں بشارتیں اور ان کی تطبیق صورت حال کے بارے میں رہنمائی فرمائیں؟

جواب: اس سلسلہ میں جو آں حضرت ﷺ نے پیشگی خبریں دی ہیں ان کی رُو سے اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پوری دنیا کی سیاست(politics) اور جغرافیے (geography) اور حالات میں جو تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں یہ سب اس دور کی طرف دنیا کو لے جا رہی ہیں جو حضرت مہدیؒ کے ظہور سے سامنے آنے والا ہے اور یہ سارا میدان اس کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ اور روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مہدیؒ کے زمانے میں مسلمانوں میں اختلاف عروج پر پہنچا ہوا ہوگا تو اختلاف کا خاتمہ وہی کریں گے اور دوبارہ خلافت اسلامیہ قائم ہوگی۔ جس کے سربراہ حضرت مہدی ہوں گے بظاہر وہ وقت اب زیادہ دور نظر نہیں آتا۔

سوال: حضرت مہدیؒ کے ظہور کے پہلو بہ پہلو دجال کا ظاہر ہونا بھی آتا ہے؟

جواب: وہ پوری امت کے لیے آزمائش کا وقت ہوگا، بس اتنی بات ہے کہ

اسلام کی ذلت کا وقت نہیں ہوگا اس لیے کہ مسلمان ایک امیر کے جھنڈے کے نیچے متحد ہوں گے اور حق ان کے سامنے کھلا ہوا ہوگا۔ حضرت مہدیؑ کا قول حق ہوگا اور ان کے خلاف جو ہوگا وہ باطل ہوگا۔ اس مشکل میں وہ دوچار نہیں ہوں گے جس مشکل میں اب ہم رہتے ہیں کہ کس بات کو ہم صحیح کہیں کس کو غلط کہیں! ٹھیک ہے، جانیں بہت جائیں گی، قربانیاں بہت دی جائیں گی، لیکن کشمکش نہیں ہوگی، ذلت نہیں ہوگی، مسلمان کی موت ہوگی تو عزت کی موت ہوگی۔

[البلاغ ج۶/شمارہ ۱۱ جنوری ۲۰۰۴ء-پاکستان]

اس سلسلہ میں مفتی محمد رفیع صاحب کا ایک اور مضمون "انبیا کی سرزمین میں چند روز" جو "البلاغ" میں قسط وار شائع ہوا ہے، اس کی پانچویں قسط کا تذکرہ بھی یہاں ناگزیر ہے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

یہاں کی بعض علاماتِ قیامت:

اردن (Jordan) میں جن جن تاریخی مقامات پر جانا ہوا اکثر جگہ اسرائیل (Israiel) کے مقبوضات بھی ساتھ ہی نظر آئے، جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے، دل جو شامتِ اعمال سے پہلے ہی زخمی ہے ان مناظر کو بچشم خود دیکھ دیکھ کر اور بھی چوٹ پر چوٹ کھاتا رہا، لیکن پوری دنیا جس تیزی سے بدل رہی ہے، اور جس طرح بدل رہی ہے، خصوصاً مشرق اوسط (Middle East) میں تقریباً ۶۰ سال سے جو انقلابات رونما ہو رہے ہیں، انہیں اگر آں حضرت ﷺ کی بیان فرمودہ علامات کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف پتہ

چلتا ہے کہ دنیا اب بہت تیزی سے قیامت کی طرف رواں دواں ہے۔

اردن (Jordan) اور شام (Syria) کے اس سفر میں قدم قدم پر نظر آتا رہا کہ یہ امام مہدیؑ کے ظہور اور دجال سے ان کی ہونے والی جنگ کا میدان تیار ہو رہا ہے۔ اور اسی جنگ کے دوران حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے فوراً بعد ان کے ہاتھوں دجال کے قتل اور ساتھ ہی یہودیوں کے قتل عام کا جو واقعہ ہونے والا ہے اس کی تیاری میں خود یہودی نادانستہ ہی سہی پیش پیش ہیں۔

آں حضرت ﷺ کی بعثت سے کافی پہلے "بخت نصر" بادشاہ نے جب یہودیوں پر ضرب کاری لگائی تو یہ تتر بتر ہو کر پوری دنیا میں ذلت کے ساتھ بکھر گئے تھے، اب سے تقریباً ۶۰ سال پہلے تک ان کا یہی حال تھا، اب ہزاروں سال بعد ان کا پوری دنیا سے کھنچ کھنچ کر فلسطین (Palestine) میں آکر دوسرے لفظوں میں اپنے مقتل میں آکر جمع ہو جانا، یہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کے لشکر کا کام آسان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ورنہ بقول حضرت والد ماجد (مفتی محمد شفیع صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت عیسٰی علیہ السلام ان کو پوری دنیا میں کہاں کہاں تلاش کرتے پھرتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دجال کو اپنا پیشوا مانتے ہیں، اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کی آمد کے اسی مقام پر منتظر ہیں جہاں پہنچ کر اس کا قتل ہونا آں حضرت ﷺ کی پیشگی خبر کے مطابق مقدر ہو چکا ہے۔

ہمارے ایک میزبان حسن یوسف جن کا ذکر پہلے بھی کئی بار آچکا ہے، یہ اصل

باشندے فلسطین کے ہیں، وہاں سے ہجرت کر کے تقریباً ۲۵-۳۰ سال سے عمان (Amman) ہی میں مقیم ہیں، انہوں نے بتایا کہ اب سے کئی برس پہلے وہ تبلیغ کے سلسلہ میں فلسطین گئے تو وہاں کے ایک شہر "لُد" بھی جانا ہوا، جو بیت المقدس (Jerusalem) کے قریب ہے، وہاں ایک بڑا گیٹ دیکھا جو "بابِ لُد" (لُد کا دروازہ) کہلاتا ہے، اس پر اسرائیلی انتظامیہ نے لکھا ہوا ہے کہ: ھنا یخرُجُ ملِکُ السلام "سلامتی کا بادشاہ (دجال) یہاں ظاہر ہوگا"

اب آں حضرت ﷺ کی ایک حدیث دیکھیے جس میں آپ ﷺ نے قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیلات ارشاد فرمائی ہیں، یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اسے تین صحابہ کرام اور ایک ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا و عنہم) نے روایت کیا ہے، اس میں آں حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "فیطلُبُہ حتیٰ یُدرِکہ ببابِ لُدٍّ، فیقتُلہ" (صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ و مسند احمد) ترجمہ: پس عیسیٰ (علیہ السلام) دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اُسے "بابِ لُد" (لُد کے دروازے) پر جا لیں گے اور قتل کر دیں گے۔

ہمارے ایک اور میزبان جناب علی حسن احمد البیاری جو "اربد (Irbid)" کے معروف تاجر ہیں اور تبلیغی کام سے بھی وابستہ ہیں، ہمارا عمان (Amman) سے اربد (Irbid) کا سفر اُن ہی کی گاڑی میں ہوا تھا، ان کے والد بھی اصل باشندے فلسطین کے تھے، بلکہ خاص شہر "لُد" ہی کے رہنے والے تھے ۱۹۴۸ء میں ہجرت

کر کے یہاں آگئے تھے، یہیں ۱۹۵۱ء میں علی حسن احمد البیاری صاحب پیدا ہوئے، انہوں نے آج سیاحت سے واپسی پر اپنی عالیشان کوٹھی میں ضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ اس پر لطف مجلس میں انہوں نے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ ۱۹۸۰ء میں یہ دس روز اپنے آبائی وطن "لُد" میں جا کر رہے، انہوں نے بتایا کہ وہاں "بابِ لُد" ہی کے مقام پر ایک کنواں ہے، یہودی شہری انتظامیہ نے وہاں سے ایک سڑک گذارنے کے لیے اس کنویں کو ختم کرنا چاہا، مگر بلڈوزروں اور طرح طرح کی مشینوں سے بھی اس کنویں کو ختم نہ کیا جا سکا، مجبوراً سڑک وہاں سے ہٹا کر گذارنی پڑی، وہاں اب یہ لکھا ہوا تھا کہ "ھذا مکانٌ تاریخی" (یعنی ایک تاریخی مقام ہے)۔

ان ہی علی حسن بیاری صاحب نے بتایا کہ ان کے ایک ماموں زاد بھائی بھی جو "علامات قیامت" کی تحقیق و جستجو میں خاص دل چسپی رکھتے ہیں، "لُد" گئے تھے، وہاں انہوں نے ایک محل دیکھا جو اسرائیلی انتظامیہ نے اپنے "ملک السلام" (دجال) کے لیے بنایا ہے۔

مولانا رفیع الدین صاحب کا قابل تقلید عمل

ہمارے دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ جو نقشبندیہ خاندان کے اکابر میں سے تھے ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے وہیں اُن کی وفات بھی ہوئی اور وہیں قبر بھی ہے۔ انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم ﷺ نے شیبی کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں؛ مکہ میں چاہے سارے خاندان اجڑ

جائیں شیبی کا خاندان قیامت تک باقی رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحبؒ کو عجیب ترکیب سوجھی کہ جب یہ خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو لامحالہ ظہورِ مہدیؑ کے زمانہ میں بھی موجود ہے گا۔ جب حضرت مہدیؑ کا ظہور ہوگا اور وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھ کر مسلمانوں کو بیعت کریں گے تب کعبۃ اللہ کی کنجیاں شیبی کے ہاتھ ہوں گی۔ چنانچہ اسی کے پیشِ نظر انہوں نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار لی اور ایک خط حضرت مہدیؑ کے نام لکھا، اس خط کا مضمون یہ ہے: فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے، اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں، ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوۂ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا، سو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کے لیے ہدیہ ہے، اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجیے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔

اور یہ تینوں چیزیں شیبی کے خاندان والوں کے سپرد کیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا، یہ مہدیؑ کے لیے امانت ہے جب تمہارا انتقال ہو تو تم اپنے قائم مقام کو وصیت کر دینا، اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کو وصیت کرے، اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے یہاں تک کہ یہ امانت حضرت مہدیؑ تک پہنچ جائے [خطبات حکیم الاسلام ج ۹، ص ۹۸]

حضرت ابو ہریرہؓ کی وصیت امت محمدیہ کے نام

عن أبي هريرةؓ مرفوعًا: ينزلُ عيسى ابن مريم فيَدُقُّ الصليبَ، ويقتُل الخنزيرَ ويضع الجزية، ويُهلِكُ اللهُ عزّ وجلّ في زمانه الدجالَ، وتقوم الكلمةُ لله رب العلمين۔ قال أبو هريرةؓ: أفلا تروني شيخا كبيرًا قد كادت أنْ تلتقي تَرْقُوتاي من الكبر، إنّي لأرجو أنْ لا أموتَ حتى أَلْقاهُ وأُحدِّثَهُ عن رسول الله ﷺ فيصدِّقني، فإنْ أنا مِتُّ قبلَ أنْ ألقاه ولقيتُموه بعدي فأقرأوا عليه مني السلام۔ [السنن للداني ۲۴۳ رقم ۶۹۱] حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعا مروی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو منسوخ فرما دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں دجال کو ہلاک فرمائیں گے۔ للہ رب العالمین کا بول بالا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں، میری ہنسلیاں بڑھاپے کے سبب مل جانے کے قریب ہیں، میری یہ تمنا ہے کہ میری موت اس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں آپ (حضرت عیسیٰ) سے مل نہ لوں اور میں ان کو نبی کریم ﷺ کی احادیث سناؤں اور آپ میری تصدیق کریں، اگر میں آپ کی ملاقات سے پہلے مر جاؤں اور تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو آپ (حضرت عیسیٰ) کو میرا اسلام عرض کرنا۔

دعائیہ

باری تعالیٰ سے دست بدعا ہوں وہ اپنے فضل و کرم سے اس تحریر کو قبول

فرماوے، اور اپنے اس نیک بندہ (حضرت مہدیؒ) کے صحیح تعارف کے عام ہونے کا ذریعہ بناوے، اور اس نیک بندہ کے ظہور کو امت محمدیہ کے لیے عزت کا ذریعہ بناوے، اور ہم سب کو ان کی معیت میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قبول فرماویں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ عَلَى مَنْ تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔ (آمین) فقط۔

بندہ محمود سلیمان حافظجی (بارڈولی)

حال نزیل بمکۃ المکرمۃ

اس مبارک جگہ کے جوار میں جہاں اُس نیک بندہ کے ظہور کی بشارت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔

فتنوں کے دور میں ایک مومن کو کس طرح رہنا ہے

حدیث اول: عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ بادروا بالأعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا (رواه مسلم) [مشكوة ٦٦٢/٢]

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان فتنوں سے پہل پہلے نیکیاں کرلو جو اندھیری رات کی طرح تاریک ہوں گے (کہ حق و باطل کا پتہ ہی نہ چلے گا) صبح کو ایک شخص مومن ہوگا تو شام کو کافر بن جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر بن جائے گا اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ ڈالے گا۔ (ترجمہ ماخوذ از ترجمان السنۃ ۲/۲۱۲)

(۱) اعمال صالحہ میں جلدی کرو کہ اس ہدایت کا حاصل یہ ہے کہ اس تغیر پذیر دنیا کو کسی ایک رخ پر قرار نہیں اور وقت حالات کا بہاؤ ایک ہی سمت نہیں رہتا اگر اب ایسے حالات ہیں جو عقیدہ و عمل کا رخ صحیح سمت دیکھنے میں معاون بنتے ہیں تو بعد میں ایسے حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو فکر و نظریات اور عقیدہ و عمل کا سفر ٹھیک رخ پہ جاری رکھنے میں زبردست رکاوٹ پیدا کردیں اور ایسے حالات میں ہم ہی انسان ہوتے ہیں

جن کے ذہن وفکر اور دل ودماغ ان حالات کی تاثیر سے محفوظ رہ پائیں اور جن کے اعمال صالحہ میں رکاوٹ نہ پیدا ہوتی ہو بس جس شخص کو بھی موقع ملے اس کو اچھے کام اور نیک عمل کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور جس قدر بھی اعمال کیے جاسکتے ہوں کر لیے جائیں کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ آنے والا وقت کیا فتنے لے کر آئے اور پھر عمل صالحہ اختیار کرنے کا موقع بھی مل سکے یا نہیں۔

فتنے کس قدر سریع الاثر ہوں گے مثلاً آدمی جب صبح کو اٹھے گا تو ایمان (یعنی اصل ایمان یا کمال ایمان) کے ساتھ متصف ہوگا لیکن شام ہوتے ہوتے کفر کے اندھیروں میں پہنچ جائے گا۔ (مظاہر حق ۲۳۶/۲) یعنی بڑی تیزی سے ایمان نکل جانے یا کمزور پڑ جانے کا ڈر رہے گا۔ (نہایۃ العالم اردو ص: ۱۹۳ ملخصاً)

قرآن اور حدیث پر عمل کرو۔

حدیث دوم: عن حذیفة قال کان الناس یسألون رسول الله ﷺ عن الخير وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني قال قلت يارسول الله إنا كنا في جاهلية وشر فجاء نا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دخن الخ

وفي رواية لمسلم قال يكون بعدي أئمة لايهتدون بهداي ولايستنون بسنتي وسيقوم فيهم رجال قلوبهم قلوب الشياطين في جثمان إنس الخ (مشكوة ۲/ ۴۶۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ لوگ تو (اکثر) رسول کریم ﷺ سے خیر و نیکی اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر و برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں یعنی میرا معمول یہ تھا میں حضور ﷺ سے گناہ اور برائیوں کے بارے میں پوچھا کرتا تھا جو اس دنیا میں ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور جو نہ صرف اخروی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں نیز یا ان کے برے اثرات و اسباب مجھ تک نہ پہنچ جائیں چناں چہ زمانہ کے اہل علم سے برائیوں کی واقفیت حاصل کر کے ان سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنا ایک بہترین طریق ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ازالہ مرض کے سلسلے میں پرہیز کو ملحوظ رکھنا دوا استعمال کرنے سے زیادہ بہتر ہے نیز کلمہ توحید میں بھی اسی اصول کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے ماسوی اللہ کی نفی کی گئی ہے اس کے بعد الوہیت کو ثابت کیا گیا) حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ (اپنی مذکورہ عادت کے مطابق ایک دن) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ اسلام سے قبل جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی بعثت کے صدقے میں ہمیں یہ ہدایت و بھلائی یعنی اسلام کی روشنی عطا فرمائی جس کی وجہ سے کفر و ضلالت کے اندھیرے دور ہو گئے اور ہم گمراہیوں اور برائیوں کے جال سے باہر آ گئے تو کیا اس ہدایت و بھلائی کے بعد کوئی اور برائی و بدی پیش آنے والی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں اس بھلائی کے بعد بھی برائی پیش آنے والی ہے میں نے عرض کیا تو کیا اس برائی کے بعد پھر ہدایت و بھلائی کا ظہور ہوگا کہ جس کی وجہ سے دین و شریعت کا پھر بول بالا ہو جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا

لیکن اس برائی کے بعد جو بھلائی آئے گی اس میں کدورت ہوگی میں نے عرض کیا کہ اس بھلائی کی کدورت کیا ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کدورت کی جو بات کہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقے اور میری روش کے خلاف طریقہ وروش اختیار کریں گے لوگوں کو میرے بتائے ہوئے راستے کے خلاف راستے پر چلائیں گے اور میری سیرت اور میرے کردار کے خلاف سیرت وکردار اپنائیں گے تم ان میں دین دار بھی دیکھو گے اور بے دین بھی میں نے عرض کیا کیا اس بھلائی کے بعد پھر کوئی برائی پیش آئے گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوکر مخلوق کو اپنی طرف بلائیں گے جو شخص ان کے بلاوے کو قبول کر کے دوزخ کی طرف جانا چاہے گا اس کو وہ دوزخ میں دھکیل دیں گے یعنی جو شخص ان کے بہکاوے میں آ کر ان گمراہیوں میں مبتلا ہوگا جو دوزخ کے عذاب کا مستوجب بناتی ہیں تو وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا میں نے عرض کیا کہ ان کے بارے میں وضاحت فرمایئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے آیا وہ مسلمانوں ہی میں سے ہوں گے یا غیر مسلم ہوں گے حضور ﷺ نے فرمایا وہ ہماری قوم یا ہمارے ابنائے جنس اور ہماری ملت کے لوگوں میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے یعنی وہ لوگ عربی زبان رکھنے والے ہوں گے یا یہ مراد ہے کہ ان کی گفتگو قرآن وحدیث کے حوالوں سے مزین اور پند ونصائح سے آراستہ ہوگی اور بہ ظاہر ان کی زبان پر دین ومذہب کی باتیں ہوں گی مگر ان کے دل نیکی وبھلائی سے خالی ہوں گے میں نے عرض کیا کہ تو پھر میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے یعنی اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو

اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے حضورﷺ نے فرمایا کتاب وسنت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کی جماعت کو لازم جاننا اور ان کے امیر کی اطاعت کرنا یعنی اہل سنت وجماعت کے راستے کو اختیار کرنا اور اہل سنت وجماعت کا جو امام مقتدا ہو اس کی اطاعت ورعایت ملحوظ رکھنا میں نے عرض کیا اور اگر مسلمانوں کی کوئی مسلمہ جماعت ہی نہ ہو اور نہ ان کا کوئی متفقہ امیر ومقتدا ہو بلکہ مسلمان مختلف جماعتوں میں منقسم ہوں اور الگ الگ مقتداؤں کے پیچھے چلتے ہوں تو اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے آپﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں تمہیں ان سب فرقوں اور جماعتوں سے صرف نظر کر کے یکسوئی اختیار کر لینی چاہیے اگر چہ اس یکسوئی کے لیے تمہیں کسی درخت کی جڑ میں پناہ کیوں نہ لینی پڑے (جنگلوں میں چھپنا کیوں نہ پڑے اور اس کی وجہ سے سخت مصائب وشدائد برداشت کیوں نہ کرنا پڑے اور ان جنگلوں میں گھاس پھوس کھانے پر قناعت تک کی نوبت کیوں نہ آجائے یہاں تک کہ اسی یکسوئی کی حالت میں موت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے۔) (بخاری ومسلم)

قال في الفتح قوله (و لو ان تعض) ......قال البيضاوي المعنى اذا لم يكن في الارض خليفة فعليك بالعزلة و الصبر على تحمل شدة الزمان و عض اصل الشجرة كناية عن مكابدة المشقة كقولهم فلان يعض الحجارة من شدة الالم...... قال الطبري...... و في الحديث: انه متى لم يكن للناس امام فافترق الناس احزابا فلا يتبع احدا في الفرقة و يعتزل الجميع ان استطاع ذلك خشية من الوقوع في الشر (فتح الباري: ١٠/ ٣٦، ٣٧)

(۱) فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی متفقہ جماعت کے ساتھ رہے۔
(۲) فتنوں کے دور میں مسلمانوں کی متفقہ جماعت نہ ہو تو یکسوئی اختیار کرنا بہتر ہے۔
(۳) خاموشی یہ بھی فتنوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔
(۴) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے کہ ایک مسلمان کا اچھا مال بکریوں کا گلہ ہو جس کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش والی وادیوں کی تلاش کرے اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے بھاگ جائے۔ (بخاری)

قرآن پاک میں قیامت کو قریب ہی بتایا گیا ہے اقتربت الساعۃ رسول اللہ ﷺ بھی قیامت اور اس سے پہلے ظاہر ہونے والے فتنوں کا اس طرح ذکر فرماتے تھے جیسے کہ یہ سب چیزیں قریب ہی ہونے والی ہے اول تو اس لیے کہ جو چیز آنے والی ہے اس کا آنا یقینی ہے اس کو قریب ہی سمجھنا چاہیے دوسرے اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ کوئی شخص اس کو بہت دور سمجھ کر مطمئن نہ ہو بیٹھے اور اس کے لیے دوڑ دھوپ کرنا چاہیے (یعنی نیک اعمال) اس میں سستی نہ کرے اس اصول و معمول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فتنے کے ایسے زمانے کے قریب ہونے کی خبر دی ہے جب شہری بڑی آبادیوں کا حال ایسا خراب ہو جائے گا کہ وہاں رہنے والے کے لیے دین پر قائم رہنا اور اللہ و رسول کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا قریباً ناممکن ہو جائے گا ...... آپ ﷺ نے فرمایا ایسے وقت میں وہ بندہ مومن بڑی خیریت میں ہوگا

جس کے پاس چند بکریوں کا گلہ ہو وہ ان کو لے کر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر یا ایسی وادیوں میں چلا جائے جہاں بارشیں ہوتی ہوں بکریاں اللہ کے اگائے ہوئے سبزے سے اپنا پیٹ بھر لیں اور یہ بندہ ان بکریوں سے گذارہ کرے اور اس طرح آبادیوں کے فتنے سے محفوظ رہے۔ (معارف الحدیث ۹۱/۸)

اسی طرح کی ایک روایت ترمذی شریف میں ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے استاذ محترم شیخ الحدیث مفتی سعید صاحب پالنپوری مدظلہ فرماتے ہیں: یعنی بکریاں لے کر بستی سے دور نکل گیا ہو بکریوں کی زکوۃ ادا کرتا ہو اور پروردگار کی عبادت کرتا ہو اس طرح فتنوں سے الگ تھلگ رہتا ہو وہ بہترین آدمی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۵۲۷/۵)

خلاصہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں فتنوں کے امکانی مواقع سے دور رہیں، حفاظت پر صرف تبصرہ کرتے نہ پھریں، بلکہ حالات آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي من تشرف لها تستشرفه فمن وجد ملجأ أو معاذا فليعذ به متفق عليه (مشكوة ۴۶۲/۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا عن قریب فتنے پیدا ہوں گے (یعنی جلدی ایک بڑا فتنہ سامنے آنے والا ہے یا یہ کہ پے در پے یا تھوڑے تھوڑے وقفے سے بہت زیادہ فتنوں کا ظہور ہونے والا ہے) ان فتنوں میں

بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا سعی کرنے والے (یعنی کسی سواری کے ذریعے یا پاپیادہ دوڑنے والے اور جلدی چلنے والے) سے بہتر ہوگا اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا پس جو شخص ان فتنوں سے نجات کی کوئی جگہ (یا اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ) یا پناہ گاہ پائے، (اور یا کوئی ایسا آدمی اسکو مل جائے جس کے دامن میں وہ ان فتنوں سے پناہ لے سکتا ہو) تو اس شخص کو چاہیے کہ اس کے ذریعے پناہ حاصل کرے (یعنی اگر ان فتنوں سے بھاگنے کا کوئی راستہ مل سکتا ہو تو فتنوں کی جگہ سے نکل بھاگے یا کوئی ایسی جگہ اس کو معلوم ہو کہ جہاں چھپ جانے کی وجہ سے ان فتنوں سے پناہ مل سکتی ہو تو وہاں جا کر چھپ جائے اور یا اگر کوئی آدمی (صادقین صالحین متقین اولیاء) اپنے سایۂ عاطفت میں پناہ دینے والا مل سکتا ہو تو ان کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو جائے۔) (بخاری و مسلم) (مظاہر حق: ۴/۳۲۱)

جو شخص بھی فتنوں کی طرف جھانکے گا کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان فتنوں کی طرف متوجہ ہوگا اور ان کے نزدیک جائے گا تو اس کی وہ توجہ اور نزدیکی اس کے ان فتنوں میں مبتلا ہو جانے کا باعث ہوگی لہٰذا ان فتنوں کی برائیوں سے بچنے اور ان کے جال سے خلاصی پانے کی صورت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی کہ ان فتنوں سے جتنا زیادہ دور رہنا ممکن ہو اتنا ہی زیادہ دور رہا جائے۔ (مظاہر حق ۴/۳۲۲، ۳۲۱ ملخصاً)

فتنوں کے دور میں اپنے دینی و دنیوی کاموں سے لگا و رکھیں، دوسری چیزوں میں دلچسپی نہ رکھیں۔

عن أبي بكرة قال قال رسول الله ﷺ إنما ستكون فتن ألا ثم تكون فتن ألا ثم تكون فتنة القاعد خير من الماشي فيها والماشي فيها خير من الساعي إليها ألا فإذا وقعت فمن كان له إبل فليلحق بإبله ومن كان له غنم فليلحق بغنمه ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه إلخ(مشكوة ٢/ ٤٦٣)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ زمانے میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے یاد رکھو پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو پھر فتنہ رونما ہوگا اس میں بیٹھا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جب یہ فتنے ظاہر ہوں تو جس شخص کے پاس اونٹ ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہو وہ بکریوں میں چلا جائے اور جس کے پاس زمین کا ٹکڑا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ الخ (حاصل یہ ہے کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشۂ عافیت پکڑے یا اس فتنے سے نظر ہٹا کر اپنے کاروبار میں مشغول ومنہمک ہوجائے یعنی دین پر کامل عمل کرنے کے ساتھ ساتھ۔)

فتنوں کے دور میں خود کی اصلاح کا فکر اور خود کے دین وکردار کی حفاظت کرو۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص أن النبي ﷺ قال كيف بك إذا أبقيت في حثالة من الناس مرجت عهودهم وأماناتهم واختلفوا فكانوا

هكذا وشبك بين أصابعه قال فيم تأمرني قال عليك بما تعرف ودع ما تنكر وعليك بخاصة نفسك وإياك وعوامهم.

وفي رواية الزم بيتك وأملك عليك لسانك وخذ ما تعرف ودع ما تنكر وعليك بأمر خاصة نفسك ودع أمر العامة رواه الترمذي وصححه (مشكوة ٤٦٤/٢)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس وقت تم کیا کرو گے جب تم اپنے آپ کو ناکارہ لوگوں کے زمانے میں پاؤ گے جن کے عہد و پیمان اور جن کی امانتیں خلط ملط ہوں گی اور جو آپس میں اختلاف رکھیں گے گویا وہ لوگ اس طرح کے ہو جائیں گے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کیا حضرت عبداللہؓ نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ مجھے ہدایت فرمائیے کہ اس وقت میں کیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تم پر لازم ہوگا کہ اس چیز کو اختیار کرو اور اس پر عمل کرو جس کو تم (دین و دیانت کی روشنی میں) حق جانو اور اس چیز سے اجتناب و نفرت کرو جس کو تم ناحق اور برا جانو نیز صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور خود کو عوام الناس سے دور کر لو۔

اور ایک روایت میں یوں منقول ہے کہ اپنے گھر میں پڑے رہو (بلا ضرورت باہر نکل کر ادھر ادھر نہ جاؤ) اپنی زبان کو قابو میں رکھو جس چیز کو حق جانو اس کو اختیار کرو اور جس چیز کو (شریعت پر عمل کرنے کے ساتھ) برا جانو اس کو چھوڑ دو صرف اپنے کام اور اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور عوام الناس کے معاملات سے کوئی تعلق نہ

رکھو۔ (مظاہر حق ۲۵۹/۶)

تو تم صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فطری طور پر بڑے غیرت پسند پرہیزگار اور عبادت گذار تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ جب کبھی ایسا وقت آجائے کہ ایسے ہی ناکارہ اور بدکار اور باہم لڑنے جھگڑنے والے لوگ باقی رہ جائیں تو تمھارا رویہ اس وقت کیا ہوگا رسول اللہ ﷺ نے یہ سوال ان سے اس لیے کیا تھا کہ وہ اس بارے میں آپ ﷺ سے ہدایت کے طالب ہوں تو آپ ﷺ ہدایت فرمائیں یہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تعلیم تھا چناں چہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور آپ ﷺ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ جب واسطہ ایسے ہی لوگوں سے ہو جو آدمیت کے جوہر سے محروم ہوں اور نیکی کو قبول کرنے کی ان میں صلاحیت ہی نہ رہی ہو تو اہل ایمان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے صرف نظر کر کے بس اپنی فکر کریں۔

اپنی بھلائی سے مطلب رکھو اور خود کو عوام الناس سے دور کر لو کا مطلب یہ ہے کہ پرفتن دور میں سب سے زیادہ ضرورت خود اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین و کردار کی حفاظت کی ہوتی ہے لہٰذا اس وقت تم بھی اپنے دین اور اپنی اخروی بھلائی کے کاموں کی تکمیل و حفاظت میں مشغول رہنا اور دوسرے لوگوں کی طرف سے کسی فکر و خیال میں نہ پڑنا یہ حکم ایسے ماحول میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے پر عمل نہ کرنے کی ایک درجے میں اجازت کے طور پر ہے جب کہ شریر و بدکار لوگوں کی کثرت اور ان کا غلبہ ہو اور صالح و نیک لوگوں کی طاقت بہت کم ہو۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھو کا مطلب یہ ہے کہ جب پورے ماحول میں برائیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور شریر و بدکار لوگوں کے اثرات غالب ہوتے ہیں تو زبان سے اچھی بات نکالنا بھی ایک جرم بن جاتا ہے لہذا تم اس وقت لوگوں کے ماحول و معاملات کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کیے رکھنا کسی کی برائی یا بھلائی میں اپنی زبان نہ کھولنا تاکہ تمہاری بات کا برا ماننے والے لوگ تمہیں تکلیف و ایذا نہ پہنچا سکیں۔ (مظاہر حق ۴۲۰/۲)

فہرست مراجع

نمبر شمار	نام کتاب
۱	القرآن الکریم
۲	تفسیر ابن کثیر
۳	تفسیر الطبری
۴	ھدایت القرآن
۵	الصحاح الستۃ
۶	مسند احمد
۷	مسند بزار
۸	مصنف عبد الرزاق
۹	مصنف ابن ابی شیبۃ
۱۰	سنن الدار قطنی
۱۱	مسند الشامیین
۱۲	مستدرک الحاکم
۱۳	السنن للدانی
۱۴	دلائل النبوۃ

۴۹	كفاية المفتي
۵۰	فتاوی محموديه
۵۱	فتاوی رحيميه
۵۲	خير الفتاوی
۵۳	الحاوی للفتاوی
۵۴	نوادر الفقه
۵۵	ازالة الخفاء
۵۶	تحفة خلافت(مولانا عبد الشكور لكهنوی)
۵۷	تاريخ الخلفاء
۵۸	معارف الحديث
۵۹	مجمع بحار الانوار
۶۰	ترجمان السنة
۶۱	رحمة الله الواسعة
۶۲	المهدی و المسيح(مفتی يوسف لدهيانوی)
۶۳	لسان الميزان
۶۴	الاشاعة لأشراط الساعة
۶۵	شرح الفقه الأكبر

۶۶	شرح عقیدۃ السفارینی
۶۷	النبراس
۶۸	عقیدۂ ظہور مہدی
۶۹	ارواح ثلثۃ
۷۰	امام مہدی شخصیت و حقیقت
۷۱	امام مہدی(مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ)
۷۲	امام مہدی کا ظہور نہیں ہوا (مفتی سلمان منصور پوری)
۷۳	نزولِ عیسی ظہورِ مسیح(مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ)
۷۴	عقائد اسلام (ابومحمد عبدالحق حقانیؒ)
۷۵	کتاب الفتن و أشراط الساعة (علامہ دانی)
۷۶	علامات، قیامت (مفتی رفیع عثمانی)
۷۷	کتاب الفتن (نعیم بن حماد)
۷۸	علامتِ قیامت (شاہ رفیع الدین دھلوی)
۷۹	جواہر الایمان
۸۰	جواہر الفقہ
۸۱	عقائد اسلام(محمد ادریس کاندھلوی)

۸۲	رد قادیانیت کے زریں اصول
۸۳	فقہی جواہر
۸۴	ملفوظات فقیہ الامت
۸۵	النہایة (ابن کثیر)
۸۶	خطبات حکیم الاسلام
۸۷	آپ کے مسائل اور ان کا حل
۸۸	المہدی لعادل الذکی

حضرت مہدی کے متعلق روایات کا ایک اجمالی خاکہ

نمبر شمار	اسمائے کتب	تعداد احادیث مرفوعہ	موقوفہ	تعیین ابواب	رقم الاحادیث	صفحہ	رواۃ صحابہ مع عدد روایات
۱	البخاری			باب نزول عیسیٰ بن مریم	۳۴۴۹	۴۹۰	ابوھریرۃ ۱

۲	مسلم	۷	...	باب الخسف بالجیش وغیرها مما بعدها	۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۹۷، ۲۸۹۹، ۲۹۱۳	۲/۳۸۸، ۳۹۵	جابر بن عبداللہ ۲، ابوسعید ۱، ابن مسعود ۱، عائشۃ ۲، ابوهریرۃ ۱۔
۳	ابوداؤد	۱۳	....	کتاب المهدی	۴۲۷۹ تا ۴۲۹۱	۵۸۸	جابر بن سمرۃ ۳، علی ۳، عبداللہ بن مسعود ۱، ام سلمۃ ۵، ابوسعید ۱۔
۴	ترمذی	۳	...	ابواب الفتن ما جاء في المهدي	۲۲۳۰ تا ۲۲۳۲	۲/۴۷	عبداللہ بن مسعود ۲، حضرت ابوسعید ۱۔

١۵	النهایه فی الفتن والملاحم. ابن کثیر	١۵	١	فصل فی ذکر المهدی الذی یکون فی اخر الزمان	.	۲۴۳تا ۲۴۸	عبد الله بن حارث ١، ثوبان ١، ابو سعید ۲، انس بن مالک ١، علی ۴، ابن مسعود ۲، ابو هریرة ۲، ام سلمة ۲.

١٢	الفتن لابی نعیم	٥٧	١٩٣	باب اخر من علامات المهدی ور دیگر ابواب	٨٨٧تا ١١٢٨	٣٣٦تا ٣٨٩	حذیفة ١، ابو هریرة ٧٥، عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ١، ابو سعید ٢٤، علی ٥، جابر ١، ابوطفیل ٣، ابن مسعود ٣، عائشة ١، عبد الرحمن بن قیس ٤، ابن عمر ١، ذی مجز ٢، ابو زهرة ١، عمرو بن العاص ٢، عبد الرحمن بن الزبیر ١، عبد الله بن عباس ١.

١٧	مصنف ابن ابی شیبۃ	٢	١٠	کتاب الفتن	١٩٣٨٣ تا ١٩٣٥٩		ابو سعید ٣، علی ٢، ابن مسعود ١.
١٨	التذکرۃ فی احوال الموتی	٢٧	٣	باب فی الخسفۃ التی تکون فی آخر الزمان وغیرھا		٢٩٠ تا ٧٠٧	جابر ١، ام سلمۃ ٢، حذیفۃ ٢، حفصۃ ١، عائشۃ ١، ثوبان ١، عبد اللہ بن حارث ١، علی ٢، ابو سعید ٤، ابن مسعود ١، انس ١.

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی سورت، گجرات جس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے رکھا، جس کا افتتاح حضرت قاری شیخ الحدیث امیر حسن صاحب ہردوئی نوراللہ مرقدہ نے فرمایا۔

جس کو حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب اور حضرت مولانا قمرالزماں صاحب الہ آبادی کی توجہات حاصل ہے، جس میں اللہ کے فضل سے اسکول، ہائی اسکول اور کالج میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء حفظ قرآن اور حصول علم دین کی سعادت سے

مالا مال ہو رہے ہیں۔

اسی نہج پر جامعہ دارالاحسان نواپور، نندوربار، مہاراشٹر اور دارالاحسان سونگڈھ اور ویارا میں بھی کام ہو رہا ہے۔ ان چاروں اداروں کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

انہیں دینی تعلیم اور اسلامی ماحول میں تربیت کے ساتھ اسکول ہائی اسکول کالج کی تعلیم کا بہترین نظم ہے، بحمد اللہ یہ ادارے خالص عطیات (للہ) سے کام کر رہے ہیں۔

﴿مؤلف کی دیگر تالیفات﴾

(۱) عرفات کی دعائیں اور اعمال گجراتی (پانچواں ایڈیشن)

(۲) ظہورِ مہدی اردو (تیسرا ایڈیشن)

گجراتی (دوسرا ایڈیشن)

ہندی (پہلا ایڈیشن)

(۳) ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے ضروری مسنون دعائیں گجراتی

(۴) خاص خاص فضیلتوں والی مسنون دعائیں اردو، گجراتی، ہندی، انگریزی

(۵) مختصر سیرت نبوی ﷺ پہلا حصہ (اسٹوڈنٹس کے لیے) گجراتی

(۶) ہندوستان کی جنگِ آزادی اور جمعیت علماء ہند (زیرِ طبع) گجراتی

(۷) احمدیہ قادیانی جماعت کا تعارف گجراتی

(۸) مبادیاتِ حدیث، محدث وقت حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب کی خودنوشت کاپی کی ترتیب اردو

(۹) ماہِ رمضان کو وصول کرنے کا جامع مختصر نسخہ گجراتی

(۱۰) عیدالاضحیٰ مسائل وفضائل (پمفلٹ) گجراتی

(۱۱) مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کا تعارف گجراتی

(۱۲) مرزا غلام احمد قادیانی کے متضاد دعوے گجراتی

(۱۳) قادیانی غیر مسلم (دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد اور جماعت اسلامی کے علماء کے فتاوی) گجراتی

(۱۴) ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں گجراتی